جو صبح گلشن میں ارمان لے کر نکلتا ہے

اُسی کا سر حلقۂ رضائے شمشیر لگتا ہے

بیوفا کو سمجھتا رہا میں یہ تمہارے پلٹے بازی

نہ لو انتقام مجھ سے میرے ستارہ کو جلا کر

قصہ حاتم طائی

اسکول بکڈپو نمبر ۱۵ و ۱۶

۱۹۲۱

باہتمام سید علی حسین خان

مطبع اعجاز محمدی لکھنؤ

ماشاء الله لا قوة الا بالله
بک سلر و پبلشر امین آباد پارک نمبر ۱۵-۱۶ لکھنؤ
۱۹۲۱
باہتمام علی
لکھنؤ ۱۹۲۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی دے مجھے روشن بیانی
کہ تا دل پر کھلے راز نہانی
زبان کو مخزن اسرار کر دے
دہن کو گوہر معنی سے بھر دے
کمیت خامہ کو ایسے لگا پر
یم معنی مین مجھکو آشنا کر
پلا دے مجھکو جام ارغوانی
کہ جس سے طے ہو حاتم کی کہانی
کہین سنکے اسے ارباب اردو
کہ یہ ہے گوہر ارباب اردو

یہ قصہ عبارت سلیس سے زبان فارسی مین کسی شخص نے لکھا تھا اب اسکو سید حیدر بخش متخلص بہ حیدری رہنے والے دہلی کے نے امیر الامرا بہشت پناہ بیجارون کے دستگیر درماندگان بیکسان نوشیروان وقت ہمایون بخت بندہ نواز جہان عظیم الشان شمشیر خاص شاہ کیوان بارگاہ انگلستان کونٹ ویلزلی گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ کی حکومت مین خداوند خدایگان عالی الشان عالیخاندان جان گلکرسٹ صاحب بہادر دام اقبالہ کے حکم سے سنہ ۱۲۱۶ ہجری و سنہ ۱۸۰۱ عیسوی کے مطابق اور سنہ جلوس تینتالیس ۴۳ شاہ عالم بادشاہ غازی نے موافق زبان ریختہ مین اپنی طبع کے موافق جو ایک کتاب ہاتھ لگی تھی ترجمہ نثر مین کیا اور اسکا نام آرایش محفل رکھا مگر اکثر اسمین اپنی طبیعت سے جہان جہان موقع مناسب پایا وہان زیادہ کیا گیا تاکہ قصہ طولانی ہو جاے اور سننے والونکو خوش آوے مولف نے یون لکھا ہے کہ اگلے زمانہ مین طے نام یمن کا ایک بادشاہ تھا نہایت صاحب حشمت عالیشان و فوج کی طرف سے خرسند حال زر و جواہر سے مالامال اسکی رعیت سب خوشحال و زردار سپاہ بیشمار القصہ اسنے چچا کی بیٹی کو نکاح مین لاکر ثمرہ جاودانی کا امیدوار ہوا بارے خدا کے فضل سے چند دنون مین بیگم صاحبہ سے ایک لڑکا مہ لقا پیدا ہوا یہ خبر فرحت اثر سنکر اسنے حکیمون اور کاہنون کو بلوایا اور کہا کہ اپنی اپنی عقل کی آزمائی اور پوتھی اور قرعہ کی رو دریافت کرو اور بچار دیکھو تو اس لڑکے کے

رخسار نازنین پر اسکا حسن دونا چمکا تو ہر شخص کو یون نصیحت کرنے لگا کہ بندگان خدا مجہ سے بہت
ہین قدرت خدا کو دیکھیے کہ اسنے اپنی خداوندی سے اٹھارہ ہزار عالم پیدا کیا ہی اسکی سیر کیجیے اور سجدہ شکر
بجا لایئے اور اپنی زندگی کو جوانمردی اور ظلم آوری کے ساتہہ بسر لیجایئے چنانچہ اسکے حسن و خلق اور
دلیری کا شہرہ ہر شہر و قصبہ مین پہونچا جسنے سُنا اسکے منہ سے لفظ مرحبا نکلا اور اکثر اسکے دیکہنے کو آتے
تہے اور مسرور ہو کر اپنے اپنے گہر چلے جاتے تہے اتفاقاً وہ کسی جنگل مین ایک دن شکار کہیلنے
گیا کہ اتنے مین ایک شیر غرّاتا ہوا سامنے سے نظر آیا یہ اندیشہ کرکے اپنے دل مین کہنے لگا کہ اگر خنجر مارتا
ہون تو یہ حیوان بیزبان مارا جاتا ہی اگر چہوڑ دیتا ہون تو مین مارا جاتا ہون یقین ہی کہ لپکے
اور مجہے کہا جاے ان دونون شکلون کو خیال کرکے کہا کہ اگر یہہ گوشت کہا کر دل تازہ کرے
تو اس سے اور کون سی بات بہتر ہی مجہکو ثواب ہوگا اور اسکا پیٹ بہر جائیگا یہ سوچکر اسکے آگے گیا اور
کہنے لگا اے شیر صحرائی میرا گوشت حاضر ہی اگر رغبت کر تو پیٹ بہر کر کہا اور جہان چاہے وہان چلا
جا یہ بات سنتے ہی وہ شیر اپنا سر جہکا حاتم کے قدمون پر گر پڑا اور اپنی آنکہین اس کے تلوؤن سے

شبیہ بادشاہ یمن کی اور پیدا ہونا شہزادہ حاتم کا اور دکہوانا نجومیون سے اسکے ستارہ کا

ملنے لگا حاتم نے کہا اے شیر حاتم کی ہمت سے دور ہے کہ تو بھوکا جائے اگر مجھکو نہیں کھاتا تو
میرا گھوڑا موجود ہے کھا اور اپنے جنگل کو چلا جا وہ ہرگز نہ بولا اور اپنا سر جھکا کر چلا گیا حاصل
کلام یہ اپنے شہر مین ہمنشون سمیت رہا کرتا تھا اور کار خلق برای خدا کیا کرتا تھا سنا ہے
کہ خراسان کے ملک مین ایک بادشاہ تھا کہ لاکھون سوار پیادے اسکے جلو مین ہمیشہ حاضر
رہا کرتے تھے اور عدل و انصاف مین بھی ایسا تھا کہ شیر اور بکری کو ایک گھاٹ پانی پلاتا تھا
بلکہ اپنے بیٹے کا بھی پاس رکھتا تھا اس کے وقت مین برزخ نام سوداگر نہایت مالدار
صاحب شکوہ و وقار تھا اپنے گماشتون کو ہر ایک ملک مین سوداگری کے واسطے

پہلا قصہ حسن بانو برزخ سوداگر کی بیٹی کو شہر خراسان سے نکالی جائیگا اور اسی جنگل سے زر
و جواہر بیشمار اسکے ہاتھ آئینگا اور منیر شامی شہزادہ اسکا اسیر عاشق ہوگا اور حاتم کی مدد

متعین کر رکھا تھا اور انکو بہت سا مال و اسباب دیکر بھیجا کرتا تھا اور آپ اس ملک مین دلجمعی سے
رہا کرتا تھا بادشاہ سے بھی اپنی رسوخیت ہم پہونچائی تھی اور بادشاہ بھی اسکے اوپر کمال مہربانی
کرتا تھا ایک مدت کے بعد قریب مرگ پہونچا اسکی زندگی کا پیالہ بھر گیا وہ حسن بانو کے
سوا کوئی وارث نہ رکھتا تھا چنانچہ اسکا مال و اسباب اس لڑکی کو پہونچا اور وہ اسوقت بارہ
برس کی تھی آخر اسنے اسکو گھر کا مالک کیا اور بادشاہ کے سپرد کر کے آپ ملک عدم کا رستہ لیا
اس بادشاہ نے بھی اسے اپنی لڑکیون کیطرح سے رکھا اور اسکے زر و جواہر کا کچھ لالچ
نہ کیا بلکہ وہ سب اسباب اسے بخشا چند روز کے بعد وہ لڑکی جب شعور مند ہوئی تب اپنی
ذہن کی رسائی اور نیکبختی کے باعث سے دائی کو بلا کر کہنے لگی کہ اے مادر مہربان دنیا منزل
حباب ہے اس کا بیٹھنا کچھ بڑی بات نہیں اسقدر دولت دنیا لیکر مین تنہا کیا کرونگی
مصلحت نیک یہ ہے کہ اسکو خدا کی راہ مین لٹا دون اور آپکو آلایش دنیوی سے پاک
رکھون بلکہ یاد خدا ہی مین مصروف رہون اسواسطے تم سے پوچھتی ہون کہ اس سے
کسی صورت سے چھٹکارہ پاؤن جو مناسب جانو کہو دائی پہلے دونون ہاتھون
سے بلائین لے کر کہنے لگی اے جان توان ساتون سوالون کا اشتہار نامہ لکھکر اپنے

دروازے پر لکھ کر لگا دے اور یہ لکھے کہ جو کوئی یہ ساتوں سوال پورے کریگا مین اسکو
قبول کرونگی وہ ساتوں سوال یہ ہین پہلا سوال یہ ہے کہ ایکبار دیکھا ہے دوسری بار کی ہوس ہے
دوسرا سوال یہ ہے کہ نیکی کر دریا مین ڈال تیسرا سوال یہ ہے کہ کسیکی بدی نکر اگر کریگا
وہی پاویگا چوتھا سوال یہ ہے کہ سچ کہنے مین ہمیشہ راحت ہے پانچوان سوال یہ ہے
کہ کوہ ندا کی خبر لاوے چھٹا سوال یہ ہے کہ موتی جو مرغابی کے انڈے کے برابر
بالفعل یہان موجود ہے اسکی جوڑی کا پیدا کرے ساتوان سوال یہ ہے کہ حمام بادگرد کی
خبر لاوے حسن بانو نے دائی کی اسبات کو پسند کیا اور خوش ہوکر اپنے جی مین کہا کہ وہ شخص
ایسا کون سا ہے جو ان ساتوں سوالون کے جواب بہم پہونچاویگا اسی گمان پر آٹھون
پہر نماز مین مشغول رہتی تھی اتفاقاً ایکدن اپنے کوٹھے پر بیٹھی ہوئی بازار کا تماشہ دیکھ رہی
تھی کہ اتنے مین ایک فقیر نہایت بزرگ صورت ظاہر درست چالیس خادمون کو لیے
ہوئے اسی طرف سے گذرا اور پانون بھی زمین پر نہ رکھتا تھا چنانچہ وہی اسکے ساتھی
سونے چاندی کی اینٹین قدم کے نیچے رکھدیتے تھے وہ اینپر پانون رکھتا ہوا چلا جاتا
تھا اس حال سے جو حسن بانو نے آتے دیکھا نہایت خوش ہوکر دائی سے کہا کہ اے
امان جان یہ فقیر کوئی بڑا صاحب کمال معلوم ہوتا ہے جو اس شان و شوکت سے راہ چلتا ہے
اس نے کہا امان واری یہ بادشاہ کا پیر ہے ہر مہینے مین دو چار مرتبہ بادشاہ اسکے
گھر جاتا ہے اور یہ کبھی انکے یہان اسکے برابر دنیا مین اب کوئی عمدہ درویش نہوگا کیونکہ
یہ نہایت پرہیزگار اور متقی ہے حسن بانو نے یہ سخن سنکر کہا کہ اگر تم پروانگی دو تو مین
اس درویش کی مہمانی کرون اور گھڑی دو گھڑی اپنے گھر بلا کر تکلیف دون اور اپنی
آنکھین اسکے قدمون پر ملون دائی نے کہا جانی تجکو مبارک ہو یہ کام بہت بہتر ہے کہ
مثل مشہور ہے آنکھون سکھ کلیجے ٹھنڈک غرض اپنے کسی شخص کے ہاتھ اس فقیر کی
خدمت مین کہلا بھیجا کہ اگر کسی روز بزرگون کے طور سے میرے سیہ خانہ کو اپنے قدم مبارک
سے روشن کرو اور تشریف فرما ہو تو یہ کمترینہ دونون جہان کی دولت حاصل کرے اور
اپنے دل کی مراد کو گوہر مقصود سے بہرہ ور کرے وہ گیا اور اسکی آرزو کا حال سنا کر

کہنے لگا کہ بزرگوں کو لازم ہے کہ خردوں پر مہربانی کریں انکے دامن تمنا کو گل مراد سے بھریں
اس بات کو اسنے قبول کیا اور کہا میں ضرور آؤنگا کیونکہ سنت نبوی ہے جو کوئی اس سے پھرے
جہنم میں گرے مگر آج مجھے کام ہے کل صبح کو آؤنگا یہ خبر حسن بانو کو پہونچی کہ کل دو چار گھڑی دن
چڑھے شاہ صاحب نے چالیسوں خادموں کو لیکر رونق افزا ہونگے اس خبر کے سنتے ہی سیکڑوں
اقسام کے کھانے پکوائے اور کئی خوان میوے اور مٹھائی کے تیار کر کے کئی کشتیاں
ابریشمی زربافی زر و جواہر روپے اشرفیوں کی بھی شاہ صاحب کی نذر کیواسطے درست کر لیں اس
امید پر کہ درویش زمانہ کل آوینگے تو یہ کشتیاں انکے آگے دھرونگی اور عجز و انکساری سے
ان کے پاؤں پر گر پڑونگی اتنے میں صبح ہوئی کہ وہ درویش زمانہ سونے اور چاندی کی اینٹوں پر
پاؤں رکھتا ہوا حسن بانو کے گھر تک آپہونچا ابیات کروں وصف ایسکا میں کیا کیا
وہ ظاہر میں انسان تھا مسخرا * جو باطن میں اسکے کروں میں بیاں * تو تھا شیطان بھی اسکا ابلیس تھا
ہمسائے کا خطرہ نہ بوڑھے کا غم * وہ تھا قتل کرنے میں تیغ دو دم * غرض دروازہ سے
نشستگاہ تک فرش زریں بچھوا رکھا تھا وہ اسکو روندتا ہوا مسند شاہانہ پر آ بیٹھا اور
خواجہ سرا زر و جواہر کی کشتیاں اسکے پاس لائے اسنے کسی کشتی کو ہرگز قبول نہ کیا اور
کہا کہ یہ اسباب میرے کس کام کا ہے پھر وہ اندر گئی اور کئی خوان پوشاک کے لے آئی اسنے
انکو بھی پسند نہ کیا پھر وہ محل میں گئی اور بہت سے خوان میوے اور شیرینی کے
لے آئی اور بڑا سا ایک دسترخوان لطیف و پاکیزہ بچھا کر اسپر چننے لگی اور خوان
سونے چاندی کے باسنوں سے بھرے اور ان میں انواع اقسام کے کھانے دھرے
تھے اور فرش شاہانہ بچھے تھے اور رنگیں بھی الماس تراش اس کے آگے جھمجھماتا تھا
اور خوجے لباس زریں اور جواہر سے سجے سجائے جڑاؤ سونے کی چلمچی و آفتابہ لائے اور ہاتھ
منہ دہلوا کر سامنے با ادب کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے کہ ہماری بی بی صاحبہ کی
امیدوار ہے کہ خداوند کچھ تناول کریں یہ بات سنکر وہ مکار کہانے لگا اور اسنے
چاندی کے اسباب کو بھی باندھنے لگا اور یہ تو پہلے ہی جی میں کہتا تھا کہ شیخ سوداگر کوئی بڑا مالدار
تھا جو اس طرح بادشاہوں کی طرح مال و اسباب اپنے گھر میں چھوڑ گیا ہے کہ اس

سب اسباب کو آجکی رات کسی طرح اپنے گھر لیجایئے اور غنیمت سمجھئے اس اندیشہ مین اس
ملعون نے تھوڑا بہت کھانا زہر مار کرکے ہاتھ کھینچا پھر وہ خواص عطردان لیئے آئی اسنے
عطر اپنی ڈاڑہی مین اور پوشاک مین ملا اور سب ظروف کار گلی بھاپنے ظاہر مین حسن بانو کو
دعائین دیکر رخصت ہوا اتنے مین رات ہو گئی اور اسکے لوگ اس کمبخت کی ضیافت
کے کاروبار مین دن بھر کے تھکے ہوے تھے رات کے ہوتے ہی بے اختیار پاؤن پھیلا
کر سو رہے انہون نے کوٹھون کے دروازے بند کیے نہ اس اسباب جواہر کو ٹھکانے رکھا پھر رات
کے بعد وہ ڈکیت انسان صورت شیطان خصلت اپنے انھین چالیس چورونکے ساتھ اس حویلی مین
آیا اور تمام زر و جواہر مال و متاع غارت کرنے لگا اس عرصہ مین جو تھوڑا بہت لوگ جاگ اٹھے
ان لوگون کے ہاتھ سے زخمی ہوے اور کچھ مارے گئے حسن بانو اپنے کوٹھے کی کھڑکی سے جھانک کر
دیکھتی تھی اور انکو چلا کر ہاتھ مل مل کہتی تھی کہ افسوس یہ مواہی خانہ خراب درویش ہے اور اسکے ساتھی
ہین اسکا علاج کوئی کیا کرے غرض رات تو اسی پچھتاوے مین کاٹی مگر جبکہ ان مردون اور زخمیون
کو چارپایون پر ڈالکر بادشاہ کے در دولت پر لیگئی اور فریادیونکی طرح جاکر کھڑی ہوئی اور باواز بلند
دہائی دیکر کہنے لگی کہ مین لٹ گئی بادشاہ نے پوچھا یہ کون ہے اور کس کے نام سے بلبلا رہی ہے
خبردارون نے خبر کی اے خداوند برخ سوداگر کی بیٹی دو چار چارپایون پر کئی مردے اور کئی زخمی
لائی ہے اور رو رو کر عرض کرتی ہے کہ اگر جہان پناہ اپنی مہربانی سے نزدیک بلوائین تو یہ لونڈی کچھ حال
اپنی واردات کا ظاہر کرے حضور مین اس بات کے سنتے ہی بادشاہ نے بلوایا اور حال پوچھا اسنے مجرا
کرکے کہا کہ عمر و دولت خداوند کی بڑھے اور مہر انصاف سپہر حق پرست تا قیامت جلوہ گر رہے کل دن کو
اس فقیر کی مہمانی کی تھی سو اسنے یہ غضب مجھ پر ڈالا کہ پھر رات گئی اپنے چالیس فقیرون سمیت آکر
مجھ غریب بیکس کے گھر کو لوٹا اور دس بیس کو زخمی کیا دو چار کو مار ڈالا گیارہ بارہ لاکھ روپیے
کے قریب زر و جواہر نقد و اسباب لیگیا خدا اسکا منہ کالا کرے کہ اسقدر ظلم و ستم اس نے
عاجزہ پر کیا اسکے سنتے ہی بادشاہ آگ ہو گیا اور کہنے لگا ای نادان بے وقوف تجھے کچھ
شعور بھی ہے جو ایسے ولی کو اس طرح کی تہمت لگاتی ہے وہ تمام جہان کی چیزون سے نفرت
رکھتا ہے حسن بانو نے پھر عرض کی اے خداوند ایسے کافر کو ولی نہ کہیے یہ تو سلطنت مین شیطان ہے

کیہ ان جواہر اور ایک مور یاقوت کا بیٹے ساتھ لیکر شہر کیطرف روانہ ہوئی یہ خبر بادشاہ تک پہنچی بادشاہ
پاس سوداگر بچہ نہایت شکیل حضور کی قدمبوسی کی آرزو رکھتا ہے اور دردولت تک آپہونچا ہے
پہر بادشاہ نے فرمایا کہ اسکو نہایت عزت و حرمت سے حضور میں حاضر کرو لوگ اسکو ہاتھوں ہاتھ
امتیاز کے ساتھ حضور میں لے آئے وہ مجرا گاہ میں کھڑے ہوکر آداب قواعد بادشاہی تسلیمات و
کورنشات بجالائی اور نذر کے خوان زیر تخت رکہکر مہربانی کی امیدوار ہوئی بادشاہ اسکو دیکھکر خوش ہوا
اور نہایت شفقت سے سوال یوں پوچھنے لگا کہ تم کس شہر کے رہنے والے ہو اور کس کام کو یہاں آئے ہو تمہارا کیا نام
ہے وہ ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگی کہ میں فلانے سوداگر کا بیٹا ہوں قبلہ گاہی گردش فلکی سے فلانے
شہر کے قریب جنگل میں چندروز ہوے مرگئے امیدوار ہوں کہ ایک شہر آباد کرکے اسکا نام شاہ آباد
رکھوں بادشاہ اس سخن سے نہایت خوش ہوا اور خلعت فاخرہ دیکر کہنے لگا کہ اے جوان صالح
تیرے ماں باپ نہیں ہیں تو آج سے اُنکی جگہ مجکو سمجھہ میری فرزندی میں داخل ہو جا اسے
چھوڑکر جہاں چاہے وہاں رہ کچھ اندیشہ خاطر میں نلا جو چاہے لیجا کہا جہاں پناہ نے اس سخن کو
پسند کیا اور اسنے اسکا نام ماہروشاہ رکھا پھر فرمایا ای فرزند ارجمند وہ جنگل یہاں سے بہت
دور ہے جی چاہتا ہے کہ ایک شہر اپنے نام سے تو اس شہر کے قریب آباد کر اور اسمیں
مجھہ بی رہ اسنے عرض کی جہاں پناہ نزدیک دارالسلطنت کے دوسرا شہر آباد کرنا ترک
ادب ہے اگر حضور سے ارشاد ہو تو اس جنگل ہی میں شہر بساؤن بادشاہ نے اسکو اجازت
دی بلکہ فرمایا کہ پہر کارکن اس شہر کے آباد کرنے میں مشغول ہو غرض وہ بہی ایک مہینے میں تین بار حضور
میں مجرے کو آتی اور ہر روز مزدوروں کو انعام دیکر تاکید کرتی کہ جلد تیار کرو وہ انکے کہنے کے
سبب اس کے بنانے میں مصروف رہتے اور نہایت سرگرمی سے اسکی تعمیر میں رات دن مستعد
رہتے تھے دو برس کے بعد ایک شہر عظیم آباد کیا نام اسکا شاہ آباد رکھا کاریگروں کو بہت
انعام و خلعت دیکر رخصت کیا پہر تو حسن بانو اکبر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے لگی ایک دن
بادشاہ کے مجرے کو آئی اور حضرت اس وقت اس درویش بزرگ صورت شیطان سیرت
کے گھر جایا چاہتے تھے حسن بانو کو دیکھتے ہی کہنے لگا کہ ای فرزند آج جی چاہتا ہے کہ ہم تم دونوں
اس بزرگوار نیک کردار کی خدمت میں حاضر ہوکر سعادت دارین حاصل کریں کیونکہ ایسے خوش

کہین سے نہ ہمیشہ جہان کا تہان پڑے رہنے دینا مگر ستعد بیٹھے رہنا اور ایک رقعہ شہر کے کوتوال کو
لکھہ بہیجا کہ آج کی رات ڈاکہ پڑنے کی خبر ہے تم تہوڑے سے لوگ لیکر جلد آؤ اور ایک کونے مین چھپے
گہات مین رہو جسوقت اس حویلی سے آواز بلند ہو اسی گہڑی تم آ پہونچنا اور چورونکو باندہ لینا
کوتوال اس خبر کے سنتے ہی سو دو سو پیادون سے اسکی حویلی کے داہنے بائین آکر بیٹھ رہا
کہ اتنے مین وہ اجل گرفتہ ایک ڈنڈا لیکر اسکی حویلی مین آ بیٹھا اور اسباب غارت کرنیکا غرض پہر ا
نے پہر ایک طرف کے اسباب کا گٹھر باندھکر اپنے اپنے سر پر رکہا وہ درویش اس طاؤس کو لیکر حویلی سے
باہر نکلا پیادے تو اسی گہات مین لگ رہے تھے اپنی جگہ سے کودے اور انکو باندہنے لگے چپٹ
پیٹ ان سبہونکی مشکین باندہ لین اور گٹھریان او ننکے گلے مین ڈالدین غرض اسقدر شور
وغل ہوا کہ کوتوال خود چلا آیا انہون نے عرض کی کہ آپ بہی اس سے خبردار رہین صبحکو حضور معلی
مین لے جائینگے وہان سے جو حکم ہوگا سو کیا جائیگا حسن بانو دشمنون کو دیکھکر خوش ہوئی اور اپنے
نوکرونکو انعام دیکر خوشی سے پانون پہیلا کر سو رہی اتنے مین صبح ہوئی بادشاہ نے برآمد
ہوکر تخت سلطنت پر جلوس فرمایا وزیر امیر و خان و نواب مجرا کرکے اپنی اپنی جگہ کہڑے ہو
حضرت نے فرمایا کہ آجکی شب شہر مین کیا شور وغل تہا اتنے مین کوتوال اُن سب کو باندہے ہوئے
آ پہونچا اور آداب شاہی بجا لایا عرض کرنے لگا آج پہر رات گئے میر رخ سوداگر کی حویلی مین ڈاکہ
پڑا اسے نمکخوار اس حال کے دریافت کرتے ہی وہان پہونچا اور انکو مع زر و جواہر باندہکر حضور کی
مین لے آیا ہون مگر معلوم ہوتا ہے کہ شاید مین نے انکو کہین دیکہا ہے ظاہرا صورت آشنا سے نظر پڑتی
ہین وہ یہ عرض کر ہی رہا تہا کہ اتنے مین ماہر و شاہ آیا اور مجرا قواعد بادشاہی کی بعد ایک کرسی
جواہر پر بیٹھہ گیا بادشاہ نے پوچھا کہ اسے فرزند ارجمند کیا تمہاری حویلی مین شب کو چور آئی تہی اس
نے کہا جہان پناہ کوتوال شہر بروقت پہونچا نہین تو گہر لٹتا اور مین مارا جاتا یہ بات سنکر
بادشاہ نے فرمایا اُن کو ہمارے سامنے لاؤ وہ اسی طرح لے آئی بادشاہ ہنسا اور کہنے لگا کہ ای
فرزند یہ تو ہمارے ارزق شاہ معلوم ہوتی ہین جب نزدیک بلایا تو وہی شاہ صاحب تہے اور ان
کے چالیسون مرید پہر کوتوال کو حکم کیا کہ تو انکی گٹھریان اور کمرین کہول اسباب دکہلا اسنے انکی
تلاشی لی تو ہر ایک کے پاس مال و زر کمندین و رسیان نکلین بلکہ ارزق کی کمر مین طاؤس

بلاسا خون بید الکر تن تنہا نکلا اور شاہ آباد کی طرف راہی ہوا ایک مدت کے بعد شہر مین پہونچا کچھ نہ کھایا
پیر دارون نے یہ خبر حسن بانو کو پہونچائی ایک مسافر شہر مین ایسا آیا ہی کہ وہ کچھ نہ کھاتا ہی اور نہ
کسی سے بات کرتا ہے حسن بانو نے اسکو اپنے پاس بلوایا اور کہا اے مسافر تو نے کھانا پینا کیون
چھوڑا اور اسقدر زر نقد کیون نہین لیتا اگر لیتا تو تمہین تیری کام ہی آتا اسمین کچھ نقصان ہی تو لے اسنے کہا
مین نے سیکھی تو بندگی کا انجام پہر بند کر کچھ نہین آیا ہون مین بھی بہت سی دولت و حشمت رکہتا ہون
[illegible] اسکے الگ شخص اور یہ تحفہ [illegible] کا [illegible]
سے اگر خداوند اسکو کہدوائین تو نکلے اور جہوٹ اور سچ معلوم ہو بادشاہ نی فرمایا مین بھی
شرمندہ ہون اور حکم دیا کہ اسکا گہر کہودین جب کہودا تو تمام مال بے نرخ سوداگر کا نکلا حسن بانو نے
اسکو بادشاہ کے نذر کیا اور عرض کی کہ خداوند یہ امیدوار ہو کہ آپ اس کمین کا بیان قدم رنجہ
فرماوین تو یہ لونڈی بہت کچھ رکہتی ہی سب حضور عالی مین گذرانے اور اپنی حقیقت ظاہر کرے بادشاہ
نے قبول کیا وہ حضور سے رخصت ہوکر اپنے شہر مین آئی اور تمام شہر آئینہ بندی سے آراستہ کیا دو دن
بعد بادشاہ نی اسکے شہر کیطرف کوچ کیا جب نزدیک پہونچا وہ استقبال کیواسطے باہر آئی
بعد قدمبوس ہوکر محل مین لیگئی ایک مسند شاہانہ بچہایا دوسرا طاؤس مرصع اور کئی خوان جواہر
آگے رکہے بادشاہ انکو دیکھکر خوش ہوا اسنے سات کوئین زر سرخ کے بہرے ہوے دکھلائی
تو بادشاہ بانو نے عرض کی کہ اللہ کا فضل ہو کہ انہی مال اسباب کو چہکڑون پر لدوا کر بہجوا دو
سب ہی کنوئین پر گئے کیا دیکھتے ہین کہ ساتون کنوئین زر سرخ سے مالامال ہین جتنے
نکالکر لاوین وہ سب زر سانپ و بچھو کی صورت ہو گیا وہ اس واردات سے ڈر کر بادشاہ کے
پاس گئے اور اس حال کو ظاہر کیا بادشاہ حیران ہوا اور حسن بانو کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا
تب حضرت نے فرمایا کہ کچھ اندیشہ نہ کر حق تعالی نے تیری ہی قسمت مین لکہا ہی دوسرا اسکو نہ لیسکیگا وہ
تسلی آمیز باتون سے خوش ہوئی اور عرض کرنے لگی اگر حکم ہو تو اسکو راہ خدا مین صرف کرون
بادشاہ نے پروانگی دی اور رخصت ہوکر دولتخانہ مین تشریف لیگئے اور حسن بانو اپنے مکان کو واپس
آئی بادشاہ نے تھوڑے لوگ فوج مین سے اسکی حفاظت کیواسطے وہان چھوڑے
اس نے اسی روز سے ایک مسافر خانہ عالی شان بنایا ہر ایک مسافر کو کھانا کپڑا نقد و جنس
دیتی اور رخصت کرتی چنانچہ کوئی کہین کا ارادہ کرکے شہر مین آتا تھا

پورا نہ کرسکے القصہ منیر شامی اس کی تصویر کو بغل میں لیے جنگل جنگل گھوما کیا مدت پھرتا تھا پر اسکے
مطلب کا کھوج نہ پاتا تھا اتفاقاً پھرتے پھرتے ایک جنگل میں جا نکلا اور کسی درخت کے نیچے بیٹھ کر
ایسا بیکس ماتند زار زار رونے لگا حاتم بھی اسی روز شکار کھیلنے گیا تھا اتنے میں ایک آواز
دردناک اسکے کان میں پڑی اسنے اپنے لوگوں سے کہا کہ اس صدا کی خبر لاؤ دیکھو تو اس جنگل میں ایسا
ستم رسیدہ کون ہے جو اسقدر پھوٹ پھوٹ کر روتا ہے غرض کئی شخص گئے اور آکر عرض کرنے لگے
اے خداوند ایک شخص نوجوان فقیرونکی شکل فلانے درخت کے نیچے بیٹھا رو رہا ہے آنکھیں
کھولتا ہے نہ منہ سے بولتا ہے حاتم یہ بات سنتے ہی اسکی طرف آیا دیکھا کہ زار زار رو رہا ہے تب اسکو دیکھنے
لگا وہ سینہ خنجر درد سے گھائل آہیں بھرتا تھا اور اپنے جگر کے ٹکڑے کرتا تھا حالت اسکی یہ دیکھکر حاتم
بیتاب ہو گیا اور آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور اپنے جی میں کہنے لگا آہ یہ کیا غضب پڑا ہے جو ایسا
حال ہو گیا غرض تھوڑی دیر تک کھڑا رہا پھر اسکے سامنے جاکر کھڑا ہوا اور نرمی سے پوچھنے لگا اے جوان
رعنا تجھپر کیا ایسی مصیبت پڑی جو تیری یہ حالت ہے اسنے سر اوٹھا کر جو دیکھا تو ایک شخص نوجوان
مہ جبین سرو قد نازنین مشکین بادشاہونکی ایسی پوشاک پہنے ہوئے حال پوچھتا ہے جب اسنے لطف
و شفقت کے ساتھ اسے دیکھا بے اختیار رو دیا اور کہا اے بھائی کیا کہوں نہ طاقت تحریر کی نہ قدرت
تقریر کی اسکے سوا کوئی نظر نہیں آتا جو میرا درد دل سنے دور کرے اور اسکا علاج کرے
حاتم نے کہا تو خاطر جمع رکھ اور مجھسے کہہ کیونکہ میں نے خدا کی راہ پر کمر باندھی ہے تیرے بھی
کام کرنے میں قصور نہ مقدور نہ کروں گا اگر دولت دنیا درکار ہے تو ابھی لے اور اگر کسی دشمن
نے ستایا ہے تو اسکو سامنے کر دے مار ڈالونگا یا آپ ہی مر جاؤں گا اگر معشوق کے ملنے کی
آرزو رکھتا ہے تو وہ بے سعی نہیں ملسکتا اسکی تدبیر کرونگا خدا کے فضل سے اسکو بھی تجھسے
ملاؤنگا اگر کسی کا طالب ہے تو وہ بھی حاضر ہے منیر شامی نے جو اس صاحب کی باتیں سنیں آفرین مرحبا کہکر
دعائیں دیں اور کہا اے جوان صاحب قدر تو سلامت رہے جو ہم غریبونکو دلاسا دیتا ہے یہ کہکر وہ
تصویر اپنی بغل سے نکالی اور اسے دکھلائی اور پوچھا کہ اب تو ہی بتا کہ بن دیکھے اسکے کیونکر جیوں
اور اپنا حال تباہ کس طرح ظاہر نہ کروں حاتم نے جو وہ شکل دیکھی جھجک کر رہ گیا پھر کہنے
لگا حق بجانب تیرے ہے جو اتنا بیتاب ہے تو ذرا صبر کر خاطر جمع رکھ خدا سب آسان کرنیوالا ہے امید ہے میں بھی تیرے

کام مین قصور نکرونگا جب تک تیرا یار تجھسے نہین ملتا ساتھ نہین چھوڑتا غرض اسیطرح تسلی
دیکر ڈھارس بندھا گھر مین لے گیا وہان حمام کروا کر پوشاک نو لوائی ضیافتین کھلائین
دکھائے دو چار روز اسی طور سے مشغول کیا پھر ایکدن اسکو اداس دیکھکر کہا ای عاشق صادق
مین تجھسے ٹالتا نہین اب تیرے مطلب کی تلاش کرتا ہون اور کمر کوشش کی باندھتا ہون شہزادہ
بولا ای میرے یار کا ستارہ میرا ناکام آغاز و انجام نہین رکھتا ہین اور نہین تو عیش و عشرت مین ہو
اور آپکو محنت و مشقت مین ڈالے حاتم بولا کہ تو نہین جانتا ہے جو ہو مگر مین اپنے سخن کو
تا بمقدور نباہونگا اور تجھسے تیری محبوبہ کو اگر جیتا بچا تو ملا دونگا غرض بنوار کان قرات کو جمع
کرکے فرمایا کہ جس صورت سے مسافرونکو مکان بھوکونکو کہانا ننگون کو کپڑا مفلسونکو خرچ میسر
سامنے ملتا ہے اسیطرح میرے آنیکے زمانہ تک سبکو ملے جاے یہ کوئی نہ کہے کہ حاتم اس شہر
مین نہین اب کون کیسکو دیگا اس امر مین تساہل و تغافل نکرنا بلکہ یکا رویہ بخوبی جاری رکھنا
اسیطرح جسے سمجھایا اور آپ منیر شامی کے ہمراہ شاہ آباد کا رستہ لیا کتنے دنونمین وہان پہونچا حسن بانو
کے لوگ جو ہمیشہ زاری پر مقرر تھے پیشوائی کرکے ان دونونکو مہمانسرا مین لیگئے قسم قسم کے کہانے کھلا کر
روبرو کچھ روپیہ اشرفی بہت سے حاضر کئے اور بمنت التماس کیا کہ آپ بی تکلف کہانا نوش
جان کیجئے اور زر سرخ و سفید جسقدر درکار ہو بی تامل لیجیو اوسنے کہا ای بندۂ خدا مین محتاج
روٹی اور طالب زر و جواہر کا ہوکر نہین آیا ہون حقتعالی نے مجھکو بہی سب کچھ دیا ہی اور بہت سے
ملکون کا سفر کیا ہے میری تو آرزو بہت بڑی ہی لوگون نے اسبات کو سنکر حسن بانو سے کہا
کہ حاتم نام ایک شخص تازہ وارد تمہارے سوال کا جواب دینے پر مستعد ہی لیکن منیر شامی بہی اسکے
ساتھ ہی ہی اسنے ذکر سنکر دونونکو بلوایا جب وہ آئے تو چلمن کی اوٹ مین ہو بیٹھی اور پوچھنے
لگی کہ تمہارا کیا حال ہے حاتم نے کہا شکر ہے جیتے تو ہین اے مہر لقا اپنے مبتلا کو ذرا صورت
دکہا کہ اسکے دلکو ذرا تسکین ہو جاے اور کچھ زندگانی کا پھل پائے وہ بولی اے بندۂ خدا
مین نامحرم کے سامنے کیون درکسطرح اپنا دیدار دکہاؤن مگر ہان جو کوئی یہ ساتون
سوال پورے کریگا وہی عقد کے بعد میرے گلشن عیش سے راحت چنے گا اور شراب
وصل پئے گا تب حاتم نے کہا کہ وہ کون سے سوال ہین تم اپنی شیرین زبانی سے

یہ تصویر اس وقت کی ہے کہ حاتم کا پرستان مین آنا اور غائب ہو جانا اور کہنا اسکا کہ ایکبار دیکھا دوسری دفعہ کی ہوس ہے

بیان کرتا کہ ان سوالات کی تکمیل کی فکر کرون اور اوس آوارہ وطن شہزادہ کی مدد للہ فی اللہ پر
آمادہ ہوئی اور کہا کہ اے حاتم خدا تجھکو اسکی جزا دے مگر مین پھر کہتی ہون کہ اس خیال خام سے باز آ
اور اپنی جان کو اس تہلکہ مین نہ ڈال حاتم نے کہا اے ملکہ یہ بات جوانمردی سے بالکل بعید
ہے کہ ایک مایوس کو امید دلانا اور اسکی دل شکنی کرنا - ای ملکہ دوسرا وہ کیا سوال ہے بیان کر
اور اسکے ساتھ یہ قول بھی دو اگر ان سوالون کو پورا کرون تو تمکو جسے چاہون دون اس
نے اس بات کو مانا اور اقرار بخوبی کیا پھر ایکدن دسترخوان پاکیزہ بچھوا کر طرح طرح کے کھانے کھلوا کر
تھوڑے بہت روپے دیے اور رخصت کے وقت یہ کہا ای حاتم پہلا سوال تو یہ ہے کہ ایکبار دیکھا
دوسری دفعہ دیکھنے کی ہوس ہے اسکی خبر لاؤ کہ وہ کون اور کہان ہے اور اسنے ایسا کیا دیکھا ہے
کہ دوبارہ جسکے دیکھنے کی آرزو رکھتا ہے پہلے اسکو پورا کرو پھر دوسرے کی فکر کیجیو حاتم
نے اس بات کے سنتے ہی منیر شامی کو خبر دی کہ یہ میرا بھائی ہے جب تک مین یہان

نہ آؤں تب تک اپنی مہمانی میں رکھنا اور خاطر کیا کرنا یہ کہکر حاتم وہاں سے رخصت ہوا
اور منیر شامی کو مہمانسرا میں چھوڑ کر کسی طرف کو چلا

پہلا قصہ حاتم کے جانے کا اور پہلی شرط بجا لانے کا

القصہ حاتم تھوڑی دور گیا اپنے جی میں کہنے لگا اب کیا کروں کس طرف جاؤں کسے دیکھے
بھالے کہ پھر جاؤں اور اس عقدہ کو کیونکر کھولوں مگر اے خدا یہ مشکل تو ہی آسان
کریگا مجھ کو کچھ سوجھتا نہیں [illegible] آخر توکل بخدا آگے بڑھا تو دیکھتا کیا ہے کہ ایک بھیڑیا
قریب ہے کہ ایک ہرنی کو پکڑے اور پھاڑ چیر کر کھا جاوے اس کے بچے اپنی ہرنی کو دیکھا
سلیمان کی آواز سنا سے پکار کہا کوئی پکار رکھا کرتا ہے خبردار بچے والی ہے وہ اسکی چھاتیوں سے
لگا ہے وہ اس کو چھوڑ دے اور پھر اس کو کہنے لگا شاید تو حاتم ہے جو ایسے وقت میں اسکے
آڑے آسان کرنے آیا ہے اور اوپر دوسرے پکڑنا اسنے کہا شیخ تیری بہت سی تعریف سنی تھی لیکن
تمام ملک میں یہ بات مشہور ہے کہ ہر ایک مخلوق پر احسان کرتا ہے پھر کس سبب معلوم نہیں
میرا شکار میرے منہ سے کیوں چھڑایا تب حاتم نے کہا کیا چاہتا ہے وہ بولا میری خوراک
گوشت ہے جو پاؤں تو کھاؤں حاتم نے کہا [illegible] کو گوشت چاہیے میرے بدن
سے کاٹ لے اور اپنا پیٹ بھر کر چلا جا اسنے کہا آدمی کا گوشت اچھا ہوتا ہے اگر ذرا
سا چکھا دے تو کھا دوں تب حاتم اسی گھڑی خنجر کمر سے کھینچ لیا اور ایک ٹکڑا ران کا کاٹ
کر اسکے آگے ڈال دیا وہ گوشت اسنے کھایا اور سیر ہو کر بولا اے حاتم ایسی مصیبت تجھ پر کیا
پڑی جو یمن سا شہر چھوڑ کر اور ایسی تکلیفیں اٹھاتا ہے جس مشکل میں تو ہے بیان کر تب حاتم نے
یہ جواب دیا کہ منیر شامی حسن بانو پر عاشق ہوا ہے اور وہ سات سوال رکھتی ہے جو اسے پورا
کریگا اسے قبول کریگی میں نے بیڑا اس کام کا اٹھایا ہے چنانچہ پہلا سوال یہ ہے کہ ایکبار
دیکھا ہے دوسری بار کی ہوس ہے یہ ایک شخص کہتا ہے خبر نہیں کہ وہ مکان کہاں ہے اور وہ شخص کون ہے
اور ایسا کیا دیکھا ہے کہ جسکے دیکھنے کی دوبارہ آرزو رکھتا ہے چنانچہ فقیر ہو کر سر پھرا
چلا جاتا ہوں کہیں تو کھوج اور اسکا پتہ ملیگا اسبات کو سن بھیڑیے نے کہا اے جوان میں

اس مکان کو جانتا ہوں اکثر بزرگوں کی زبانی اسکا پتہ پایا ہے اسکا نام دشت ہویدا ہے جو جاوے
سو تمام دن پھرتا ہے اور یہی آواز سنتا ہے حاتم نے کہا وہ دشت کہاں ہے بھیڑیا بولا یہاں سے جنوب کی
جا کر دو رستے ملیں گے تو بائیں ہاتھ کی راہ چھوڑ کر داہنی راہ سیدھی لیجیو یہاں تک کہ وہاں پہونچے
گا اور اپنا مدعا حاصل کر لیگا ہرنی اسکو دعا دیتی چلی … بھیڑیا بھی … رخصت ہوا
… وہ دونوں اسکی جوانمردی کے قائل ہوئے وہ چار قدم آگے چلا کہ درد … [illegible]
ناچار ایک درخت کے نیچے تڑپنے لگا وہاں ایک گیدڑ کا بھٹ تھا وہ اپنی مادہ …
شکار کی تلاش میں گیا تھا دو چار گھڑی کے بعد گیدڑ آیا حاتم کو اپنی جگہ پر بیٹھا پایا تب مادہ نے
اس سے کہا کہ یہ آدم زاد کہاں سے آیا ہے اس مکان کو چھوڑنا چاہیے کیونکہ غیر جنس سے کس
طرح موافقت اور کیونکر صحبت ہو مثل مشہور ہے آدمی کو حیوان سے کیا نسبت گیدڑ نے
کہا اے مادہ یہ جوان حسین حاتم ہے دشت ہویدا کی خبر کو جاتا ہے اب چوتڑ کے درد سے
اس درخت کے نیچے گر پڑا اور یہاں پڑا ہے وہ بولی تو نے کیونکر دریافت کیا اس
نے کہا میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ فلاں تاریخ فلاں روز اس جگہ حاتم کا گذر
ہوگا درخت کے نیچے اذیتیں کھینچے گا سو وہ تاریخ اور دن یہی ہے اس نے کہا اسکا حال
بیچ کہہ وہ بولا یمن کا شہزادہ ہے اور بڑا سخی ہے آج فلاں جنگل میں ایک ہرنی بچے والی چرتی
تھی اور ایک بھیڑیا اسے پکڑ لیگا اسنے اپنے چوتڑ کا گوشت دیکر اس بھیڑیے سے وہ ہرنی
چھوڑا دی اور اپنے اوپر مصیبت لی اسنے کہا انسان تو نہیں کیا ایسے صاحب مروت ہوتے ہیں اور
کب کسی پر رحم کھاتے ہیں اسنے کہا ارے خدا تو یہ کیا کہتی ہے انسان ہر ایک مخلوق پر
بزرگی رکھتا ہے اشرف المخلوقات کہلاتا ہے خصوصاً حاتم نہایت اہل ہمت و صاحب مروت
و قدردان و خدا پرست ہے سخاوت بھی اس قدر رکھتا ہے کہ اپنا گوشت بچا کر جان بچا دی
اس نے جو اسکی اتنی خوبیاں سنیں تو کہا یہ ایسے زخم سے کیونکر اتنی دور جاویگا گیدڑ نے
کہا اگر پیر مرد کے سر کا بھیجا اسکے زخم پر لگے تو بات کہتے میں اچھا ہو جاوے پر یہ بات
مشکل ہے اسواسطے کہ وہ ایک جانور ہے دشت مازندران میں ہے اور اسکا جسم مور
کے مانند ہے اور سر آدمی کا سا کوئی اسکے پاس جاتا ہے اور شربت پلاتا ہے وہ مست

ہو کرنا چاہیے لگتا ہے اور تماشا دکھلاتا ہے بعضے آدمی بھی ایسی صحبت رکھتے ہیں جیسی عورتوں
یہ سنکر وہ بولی ایسا کون شخص ہے جو اسکا سر کاٹ لائے اور حاتم کو اچھا کرے اسنے کہا اگر تو ساٹھ
روز دن کو دن نہ سمجھے اور رات کو رات نہ جانے اور نہ کھاوے اور نہ پیوے اور آٹھوں پہر اسکی
خبرگیری میں رہے تو میں جاؤں اور اسکا سر کاٹ لاؤں اس نے کہا اس سے کیا بہتر ہے
[illegible] ان کا احسان [illegible] غرض وہ دونوں وہاں سے پھر کر دشت مازندران میں وارد
ہوا اور اس کو کسی درخت کے نیچے سوتا پایا تب جا کر اسکا سر اسکے تن سے کھینچا کہ بدن
جدا ہو گیا پھر اسکو لئے ہوئے اپنے [illegible] آ پہونچا وہ بھی اسیطرح سے اسکی خبرداری میں مصروف
رہی چنانچہ اس نے ایک سانپ چڑھا کے بچے کو بھی اس کے پاس آنے دیا اور رات کو
سرہانے بیٹھی جاگا کی حاتم بھی پڑے پڑے اسکی محنت و مشقت کو دیکھا کرتا تھا کہ اتنے میں
گیدڑ نے جو اس جانور کا سر لاکر اوس کے آگے رکھ دیا اسنے وہ سر توڑا اور اسکا مغز حاتم
کے چہرے پر لگایا وہ زخم وہیں بھر آیا اور درد جاتا رہا حاتم اوٹھکر کھڑا ہوا اور اسکی طرف دیکھکر
کہنے لگا اے جوان یہ تو نے مجھپر بڑا احسان کیا مگر خوف ہے کہ میرے واسطے اس جانور کی جان گئی اسکا
عذاب مجھپر ہوگا میں خدا کو کیا منہ دکھاؤں گا اس بات کو سنکر اسنے کہا یہ گناہ میری
گردن پر ہے تو کچھ اندیشہ نہ کر کیونکہ ہم بھی اپنے خالق کو جانتے ہیں وہ اسی گفتگو میں تھے کہ
اتنے میں حاتم نے کہا اگر تم نے مجھپر احسان کیا ہے تو کچھ خدمت بھی ہو تو کہو میں اسی کو بجا لاؤں اور اس
کام کو بخوبی کروں گیدڑ بولا اے جوانمرد اس جنگل کے قریب کفتار رہتے ہیں اگر تو ہمارے بچے
ہر سال کھا جاتے ہیں اتنا قابو نہیں جو انکو مار کر اپنے بچے بچائیں اگر تو ان کو مارے
اور ہمارے سر سے یہ آفت ٹالے تو بڑا احسان کرے بلکہ بے دام مول لے حاتم نے
کہا مجکو ان کا مکان جلد دکھلا دو میں تا مقدور قصور نہ کرونگا وہ مکان وہاں سے چھ کوس پر تھا
غرض وہ حاتم کو لیکر گیا اور دکھاکر آپ کسی جھاڑی میں چھپ رہا حاتم آگے گیا اور اس
جگہ کو خالی پاکر بیٹھا کہ اتنے میں ایک جوڑا آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی ہمارے مکان پر بیٹھا
ہے اس بات کو دریافت کرکے وہ دونوں آگے بڑھے اور کہنے لگے کہ اے شخص یہ جگہ تیری نہیں
تو یہاں کیوں آیا اور ہمارے مکان پر کیوں آ بیٹھا اگر اپنا بھلا چاہتا ہے تو اٹھ جا نہیں تو پھر جانے نہ پاویگا [illegible]

کہا لیتے ہین اس نے کہا اے نادان مین مردم آزار نہین اور نہ شکاری ہون تم مجھسے اتنا کیون ڈرتے
ہو اگر یہ مکان تمہارا ہی تو تمہین مبارک رہے شوق سے آرام کرو گفتار دنی یہ کہا کہ آدمی کو
مروت سے کیا کام تو ہمکو فریب دے چلا جا چلا جا نہین تو رنج کھینچے گا اور مارا جائیگا حاتم نے
کہا اے حیوانو براے خدا جیسے اپنی جان جانتے ہو ویسے غیر کی بھی جانو یہ کیا نا انصافی ہے
جو گیدڑ کے بچے مار ڈالو اور آپ کو پالو وہ بولے کہ اے جوان کیا اس گیدڑ کا حمایتی ہو کر ہم سے
لڑنے آیا ہی اس نے کہا خدا کی قسم مین انکا حمایتی بنکر نہین آیا ہون بلکہ منت کرتا ہون کہ تم اس کے
بچون کے کہانے سے انکار کرو اور غضب خدا سے ڈرو وہ بولے کہ اے انسان انکا غم کیا کہا
ہمکو کئی دم مین وہی حال تیرا ہوتا ہی اسبات کو سنکر حاتم نے کہا از براے خدا اس کے بچون
کے عوض مجھے کہاو مگر ان کے بچون سے ہاتھ اوٹھاؤ وہ بولے کہ انکو تو کہائینگے آج تجھے
کبھی نہ چھوڑینگے حاتم نے کہا تمہین قسم ہے تمکو اپنے خداے معظم کی کہ جسنے اٹھارہ ہزار عالم کو
پیدا کیا ہے تم گیدڑ کے بچون کے کہانے سے باز آؤ وہ کریم روزی رسان ہی پھر تمکو وہین
رزق پہنچائیگا وہ بولے انہین کب چھوڑتے ہین اور تجھے کب سلامت جانے دیتے ہین تب حاتم
نے متامل کیا کہ یہ کمبخت نہایت سخت دل ہین خدا کی قسم بھی نہین جانتے ان کو مارا چاہیے
یہ سمجھکر مارے غصہ کے لال ہو گیا اور اپنی جگہ سے اوچھل کر ان دونو کی گردن پکڑ کر زمین
پر دے ٹپکا اور جی مین کہا کہ اب انکو کیونکر مارون کیونکہ مین نے آجتک نہ کسی کو مارا نہ
کسی کو دکھ دیا ہے پر انہون نے خدا کی قسم سے انکار کیا ہی کچھ سزا دیا چاہیے اسبات کو
جی مین ٹھہرا کر خنجر کمر سے کہینچ کر مونھ سے اونکے دانت توڑے اور پہل سے ناخون کاٹ
ڈالے پھر سجدہ شکر ادا کرکے دعا مانگی کہ ان حیوانون کا درد دور کر یہ دعا اسکی جناب
الٰہی مین قبول ہوئی اسی گھڑی درد جاتا رہا پھر اسنے ان کو چھوڑ کر آزاد کیا وہ رو رو کر کہنے لگے
اب ہمکو رزق کیونکر ملیگا اور ہم کیونکر جئینگے حاتم نے کہا کچھ اندیشہ نکرو خدا رازق ہے وہ
کسی نہ کسی ڈھب سے پہونچا دیگا اتنے مین وہ گیدڑ سامنے آکر کہنے لگا کہ آپ خاطر جمع رکھین
آج کے دن سے ان کا کہانا پینا ہمارے ذمہ ہوا ہم جہان مین جبتک جیتے ہین تب تک جہان سے
پاوینگے وہان سے لاکر ان کو کہلاوینگے یہ بات سنکر حاتم اونسے رخصت ہوکر آگے بڑھا تین منزل

اپنی جورو کروں نہا چاہتا تھا کہ ادب ہوا اس نے کہا اسباب کو قبول کر او حیلہ کو چھوڑ تو
کا بادشاہ ہے جو متفکر ہوا اور جی میں کہنے لگا کہ میں کس بلا میں پھنسا اب کیا کروں ایک قدم بڑھ کر
نکلا ہوں اگر یہاں بیاہ کر کے رنگ رلیاں مناؤنگا تو وہاں منیر شامی میرا انتظار کھینچتا ہوگا
خدا کو کیا جواب دونگا بادشاہ خرس نے جو پہاڑ سے سر بزانو دیکھا تو پوچھا اے جوان اگر تو اسباب کو
قبول نہ کریگا تو قیامت تک نہ چھوٹے گا بلکہ اسی قید میں مر جائیگا وہ شخص اس بات کا بھی جواب نہ دیا
اور سر اٹھا کر نہ دیکھا تب شاہ خرس نے غضبناک ہو کر اپنی قوم سے کہا کہ اسکو فلانے غار میں لے جا کر ڈال دو
اور اسکے منہ پر ایک سل سنگ خارا کی رکھو اور خبردار رہو اس کلام کے سنتے ہی خرس اٹھے
اور حاتم کو اوس اندھیرے غار میں بند کر کے اس کے منہ پر بھاری پتھر رکھ دیا وہ اس غار میں بھوکا
پیاسا حیران تھا کہ سات دن کے بعد خرس کے بادشاہ نے اسے بلوایا اپنے پاس بٹھایا اور
سمجھایا کہ اے حاتم میری لڑکی قبول کر وہ پھر سر بزانو ہوا اور اسکو خاطر میں نہ لایا تب اپنے
ایک خوان میوے کا منگوا کے اسکے آگے رکھا وہ بھوکا تھا بے اختیار کھانے لگا جب اس
کا پیٹ بھرا اوس نے کہا اے جوان اس پری پیکر کو اپنی زوجیت میں لے اور خوش زندگانی اوٹھا
حاتم نے کہا مجھ سے ہرگز نہ ہو سکے گا انسان کو حیوان سے کیا نسبت اسنے پھر غصہ ہو کے کہا کہ
اسے غار میں ڈال دو انہوں نے اسی طرح کیا وہ کئی دن تک بے آب و دانہ قید میں رہا اتفاقاً
ایک شب خواب میں وہ بیچارہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک پیر مرد سرہانے کھڑا کہتا ہے کہ اے حاتم کیوں
اپنی جان کا خواہ مخواہ اس اندیشہ کنوئیں میں گنواتا ہے اور نہیں جانتا کہ تو کس کام کو آیا ہے جب
تک اسکی بیٹی کو قبول نہ کریگا تب تک اس قید سے نہ چھوٹے گا اور ہزاروں آفتوں میں مبتلا رہیگا
اے حاتم تیرا چھٹکارا اسی میں ہے ورنہ اس قید میں مر جائیگا تجھکو لازم ہے کہ اسکی بیٹی کو راضی
خوش کرے کہ وہی تجھکو بخوبی رخصت دلوا دیگی یہ خواب دیکھتے ہی چونک پڑا اتنے میں پھر
خرس نے بلوایا اور کہا اے حاتم تیرے حق میں یہی بہتر ہے کہ میری لڑکی قبول کر اس نے اسے
شرط پر منظور کیا کہ جب میں اسکے ساتھ بیاہ کروں تب کوئی روز میرے گھر میں نہ آوے بادشاہ
نے کہا اے حاتم یہ کیا بات ہے کس خرس کی مجال ہے جو وہاں دھیان کرے آنا تو درکنار حاصل
کلام اسنے اپنے ارکان دولت کو جمع کر کے مجلس شادی جمائی مسند شادی

ہوائی اور حاتم کو اُس پر بٹھا کر اپنے رسوم کے موافق اُس لڑکی کو بیاہ دیا اور اسکا ہاتھ اُس
کے ہاتھ مین پکڑا کر آپ اپنے لوگون سمیت حجرہ سے نکل آیا حاتم نے اوس لڑکی کے ساتھ آرام
فرمایا اور مزا اسبات اُٹھایا اسی صورت سے ہر روز اُس رشک قمر کے ساتھ صحبت کرتا تھا اور میوے
قسم قسم کے کھاتا تھا غرضکہ یہان تک میوے کھائے کہ جی بھر گیا اور طبیعت سیر ہو گئی آخر گھبرا کر
ایکدن اپنے خسر کے پاس گیا اور کہنے لگا حضرت سلامت میوے کھاتے کھاتے گھبرا گیا اگر تم آج
سے ہو تو جی بھرے اور طبیعت لگے اُسنے اوسیوقت سب کو بلوا کر کہا کہ تم ہر قسم کا غلہ اور شکر
اور گھی وغیرہ اور پاس گاؤن اور شہرون سے لے آؤ وہ اسبات کے سنتے ہی دوڑے اور
ہر ایک شہر سے طرح طرح کے باسن خوش اسلوب اور قسم قسم کے اجناس انسان کے خورش کا
پل بھر مین لے آئے حاتم نے انواع اقسام کے کھانے پکوائے اور اپنی بی بی کے ساتھ بیٹھکر
نوش جان فرمائے بلکہ اسی طرح سے ہر روز کھاتا اور عیش و عشرت کرتا جب تین مہینے
گذر گئے تب اسنے ایکدن عین اختلاط مین اہلیہ سے کہا کہ جانی مین ایک کام کو اپنے شہر
سے نکلا تھا بیچ سے باپ نے زبردستی میرا بیاہ تیرے ساتھ کر دیا اگر اپنی خوشی سے چندروز کے
واسطے رخصت دلوادے تو عین احسان ہے جب مین اس کام سے فرصت پاؤنگا اور پھر آ
پہنچونگا پھر تجھسے ملاقات کرونگا وہ اسبات کے سنتے ہی اپنے باپ کے پاس جا کر کہنے
لگی کہ بابا جان وہ اسطرح کی باتین کہتے ہین اسنے کہا بی بی اگر تو راضی ہے تو تیرا خاوند ہے
اور سوا اُسکی بہو رہی وہ جانی اور تو وہ بولی کہ مرد نہایت راستگو معلوم ہوتا ہے اپنے وعدہ
پر مقرر آئیگا کچھ مضائقہ نہین بیزانگی دو اُسنے بلوا کر رخصت کیا اور بہت سے ریچھ کو
کہہ دیا کہ اسکو بخوبی تمام اپنی سرحد سے باہر پہونچا دو تب اُسکی بیٹی نے ایک مہرہ حاتم کی بازو
مین باندھ دیا کہ اکثر جگہ یہ تیرے کام آویگا غرضکہ وہ دونون سے رخصت ہو کر آگے چلا
چندروز کے بعد ایک ریگستان مین پہونچا جہان دانہ پانی نظر نہ آتا تھا مگر شام کے
وقت ایک پیر مرد منہ پر برقع ڈالے دو روٹیان ایک آبخورہ پانی کا دیجاتا تھا وہ اسی
طرح کھاپی لیتا اور رات دن منزلین طے کرتا ایکدن سامنے سے اژدہا پہاڑ کے مانند
نظر آیا اُس کو دیکھکر گھبرایا لیکن چلنے سے باز نہ آیا جو نہین اُسکے پاس پہونچا دہن کھولے

کرون اور تیرے دلکی آرزو برلاؤن اُسنے اسبات کو قبول کرکے کہا کہ مین تین روز کے بعد
تجھکو جہان سے لائی ہون وہان پہونچادونگی حاتم خوش ہوا اور بہ عنایت اُسکے صحبت کی
تین روز کے بعد اُس سے کہا کہ اے مچھلی اب تو اپنا وعدہ پورا کر اُسنے اسکا ہاتھ پکڑ کر پانی مین
غوطہ مار کر کنارے پر پہونچا دیا پھر کہنے لگی یہ جو ایک رستا تو دیکھے ہے اگر تو جاوے تو حاتم نے کہا کہ
مجھے ایک ایسا ہی کام ضرور ہے نہین تو مین تجھسے کب جدا ہوتا [illegible]
کیونکہ [illegible] سنکر وہ [illegible] اور [illegible]
ایک [illegible] ارول [illegible]
[illegible] مکان عالیشان [illegible]
طرف [illegible] مقام [illegible]
تھا ہی وہان جاتے ہی سوداگر اپنے مکان کو آیا اسکے پہونچا اور دیکھا کہ ایک جوان
خوبصورت غافل سوتا ہے حاتم دیرتک بیٹھا رہا حاتم دیر پیچھے بیدار ہوا اور سر آنکھ مین
مل ملکر دیکھنے لگا تو ایک شخص اسکے پاس بیٹھا ہوا نظر آیا وہ بمجرد اسکے دیکھنے کے گھبرایا
اپنی جگہ سے اُٹھا اور جھک کر سلام کیا اُسنے پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان جائیگا اور اس
جنگل مین کس کام کیواسطے آیا ہے حاتم نے کہا مین یمن کا رہنے والا ہون جانتا ہون کہ
آپکی زیارت نصیب ہوئی آگے جو مرضی اللہ کی اوسنے کہا کہ اے جوان اس خیال
خام کو دور کر کیون جان گنواتا ہے مجھکو افسوس ہے کہ کوئی تیری آشناؤن دلسوز
نہ تھا جو تجھکو منع کرتا اُسنے کہا کچھہ مین اپنی مراد کیواسطے نہین جاتا ہون مین نے للہ
ایک غیر کے واسطے کمر ہمت باندھی ہے اور قدم جستجو راہ سعی مین رکھا ہے آگے جو حقتعالی
کرے کہ منیر شامی خوارزم کا شہزادہ حسن بانو برزخ سوداگر کی بیٹی پر عاشق ہوا ہے وہ
سات سوال رکھتی ہے جو کوئی اسکے ساتون سوال پورے کریگا اُس کو قبول کریگی
اور وہ شہزادہ اُن کے جواب سے عہدہ برآنہو سکا تب اُسنے اپنے شہر مین رہنے
نہ دیا ناچار وہان سے نکلا جنگلون مین خراب پھرنے لگا اور باآواز بلند رونے لگا ایسی
صورت سے بحال تباہ میرے مکان مین مجھسے ملاقات کی مین نے احوال اُسکے

اوس نے اپنا ماجرا جو ابتدا سے انتہا تک گذرا تھا مفصل میرے سامنے ظاہر کیا اسوقت میرے
جی مین یہ خیال گذرا کہ اسکا حال پوچھنا اور اسکی مدد کرنا یہ بات جوانمردی سے دور ہے
اس واسطے مین نے کمر سعی کی باندھی اور اس قدر مصیبت اپنے اوپر لی اسبات کو سنتے ہی
اس شخص نے کہا معلوم ہوا کہ تو حاتم بن طے ہے کیونکہ اسکے سوا اس زمانہ مین کون ہے جو ایسا
کام کرے اور غیر کیواسطے آپ آفت مین پڑے خیر کچھ اندیشہ نکر خدا کریم ہے مشکل آسان
ہو گی لیکن میرے جی مین یہ خطرہ ہے کہ آجتک کوئی اس دشت کے قریب تک نہین پہونچا
مگر جب تو پہونچیگا تو تجھے ظلمات کے قریب لیجائین گے تو چپکا چلا جانا کسی جگہ زور کرکے
اندر رہنا اور جو پری پکڑے خواہش کرے تو اسکی طرف التفات نکرنا اسکے پیچھے ایک ایسی زمین
سبز آویگی کہ جسکے دیکھتے ہی تیرا دل ہاتھ سے جاتا رہیگا اور بے اختیار ہوجائیگا پر خدا کیواسطے
کہین استقلال کو نہ چھوڑنا اور اضطراب نہ کرنا سچ تو یون ہے کہ وہ جو ہین تیرا ہاتھ پکڑیگی وہین
دشت ہویدا مین جا پہونچیگا اگر ایک کام کو اس سے کہیگا تو دم مرگ تک پریشان رہیگا
اور دشت ہویدا سے پھر نہ آئیگا تجھے ظلمات مین ہمیشہ پڑا رہنا ہوگا مگر تو چپکا چلا جائیو پہلے
اگر کوئی پھرا بھی ہے تو وہ آپ مین نہین رہا یہ نصیحت میری بدل یاد رکھیو اسی گفتگو مین
تھے کہ ایک شخص جوان دو پیالے کھیر کے اور دو کوزے پانی کے ہاتھون پر دھرے ہوئے
غیب سے پیدا ہوا اونکے سامنے رکھدیے اون دونون نے خوب پیٹ بھر کر کھایا اور سجدہ شکر ادا
کرکے وہ رات کاٹی صبح کو حاتم اس سے رخصت ہو کر جنگل کی طرف روانہ ہوا تھوڑے دنون بعد
ایک تالاب خوش قطع پر جا پہونچا اور اسکے کنارے بیٹھ کر پانی پینے لگا اتنے مین ایک عورت حسین
مہ جبین سر سے پاؤن تک ننگی پانی سے نکلی اور حاتم کا ہاتھ پکڑ کر اوسی تالاب مین غوطے مار کر
چلی گئی جو ہین حاتم کے پاؤن زمین پر پہونچے آنکھین کھولکر جو دیکھا تو آپکو اور اون نازنین کو ایک
سبز پھولے باغ مین پایا جھجک کر رہگیا اور وہ اسکا ہاتھ پکڑ کے کسی طرف چلی گئی وہ سیر کرتا ہوا
ادھر ادھر کا تماشہ دیکھتا تھا کہ ہر ایک طرف سے ہزارون پری پیکرین غول باندھے گلے مین ہار ڈالے
سر سے پاؤن تک گہنے مین لدین کسی طرف سے نکل آئین اور حاتم کو زبردستی اپنی طرف کھینچنے
لگین اوسنے کسی کیطرف ہرگز رغبت نہ کی اور نہ کسیکو سر اٹھا کر دیکھا کہ یہ کون ہین اور کیا کرتی ہین کیونکہ

اُس مرد کا کہنا اس کو یاد تھا اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ حاتم کہین ایسا نہو کہ تیرے استقلال کا پاؤن
ڈگے تو خواہ مخواہ اس مکر و فریب کے غار مین گر کے عمر وارزدہ کہ ظلمات ہی ہے آخر کار زدہ
بہرصورت اسکو ایسے مکان مین لے گئین کہ تمام جواہر و لعل یاقوت سے بنا تھا لاکھون تصویرین ہر ایکطرف
سے اوسمین لگی تھین اور تخت مرصع ایک دالان مین کہ نہایت آراستہ تھا بچھا تھا جب وہ اس
تخت کے پاس پہونچا تو وہ سب کی سب جو بطور نقش و نگار دیوار پر تھین بولنے لگین اور ہزارون پری زادیان اس
محل کی دیوار سے نکلین وہ پھر آئین تو حیرت سے دیکھتا تھا اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ الٰہی
یہ کیا حکمت ہے یہ کہان سے آئین اور وہ جو نقش دیوار ہو گئین غرض اُسی تخت کے پاس
کھڑا ہی تھا اپنے جی مین کہنے لگا کہ اے حاتم اگر تو یہان تک پہونچا ہے تو اب اس تخت پر بھی بیٹھ
یہ سوچکر وہین اُس نے اُس پر پاؤن رکھا وہین اچھلتے ہی ایک آواز تڑاسے کی آئی اس
نے معلوم کیا شاید اسکا پایہ ٹوٹ گیا نیچے جھک کے دیکھنے لگا تو اس تخت کو جیسا تھا ویسا ہی
پایا پھر اوس پر بیٹھ گیا پھر اوس مین سے آواز آئی ساتھ ہی اس آواز کے وہ نازنین جو کہ
سب سے زیادہ خوبصورت اور قد و قامت مین بڑی تھی سو نقش دیوار کی صورت کو چھوڑ کر حاتم
کے پاس نازو انداز سے چلی آئی حاتم اس صورت سے اوسکو دیکھکر حیران ہوا اور اپنے
دل مین کہنے لگا الٰہی یہ تو ابھی تصویرون سے تھی یہ کیونکر پردہ کیونکر اس نازک کرشمے منھ پہ
نقاب ڈالے اس تخت کے آگے آکر کھڑی ہوئی اسے دیکھتے ہی بیقرار ہوکر چاہا کہ اُس کا
گھونگھٹ کھولکر رخسار نازنین کی دید سے خوش ہو مگر اوس مرد کی نصیحت یاد آئی حیث
سنبھل گیا اور جی مین کہنے لگا اگر اسکا ہاتھ آپ سے پکڑتا تو ظلمات سے باہر جاتا غرض
اسی آرزو مین تین دن رات تخت مرصع پر ہشیار بیٹھا رہا جب رات ہوتی تو ہر ایک کونے مین
کافوری شمعین خود بخود روشن ہو جاتی تھین اور ہر ایک سمت سے گانے بجانے کی آواز چلی آتی
تھی اور وہ صورتین جو نقش دیوار تھین سب مجسم ہوجاتی تھین اور وہ نازنین تخت کے آگے
کھڑی دیکھتی تھی اور مسکراتی تھی طرح طرح کے میوے حاتم کے آگے دھرے تھے ہر چند وہ
کھاتا تھا پیٹ اسکا نہ بھرتا تھا اور نہ سیر ہوتا تھا تب حیران ہو کر کہتا تھا کہ الٰہی مین اتنا
میوہ وغیرہ کھاتا ہون اور میرا پیٹ نہین بھرتا اور نہ مین سیر ہوتا ہون کیا سبب ہے

القصہ اس صورت سے تین روز گذر گئے تب چوتھے روز حاتم کے جی مین آیا کہ اگر مین تمام عمر
یہان رہونگا تو نہ اس صورت سے سیر ہونگا نہ مجلس سے اٹھونگا اور منیر شامی کو جو شہر چھوڑ آیا
ہون اگر اسکو کچھ ہو جائیگا تو کیا جواب دونگا غرض حیلہ نازنین کا ساتھ چھوڑ دیا وہین اک کھڑکی
مین جو اس تخت کے پیچھے تھی نکلی اور اپنے تئین ایسی جگہ پایا کہ کہین کا کہین جا پڑا
اور وہان سے اوٹھا کر جو دیکھا تو نہ وہ نازنین نظر پڑی نہ وہ تخت نہ وہ باغ مگر ایک جنگل لق و
دق سنسان نظر پڑا اسکا اور نہ چھوڑ سکا تب اپنے جی مین معلوم کیا کہ وہ شخص بہت ہی بیدار ہوا اور وہ شخص
بھی یہین ہوگا جو کہتا ہے کہ ایکبار دیکھا ہے دوسری مرتبہ دیکھنے کی ہوس ہے بس اسے ڈھونڈھئے
اسی خیال مین وہ ادھر ادھر پھرتا رہا کہ اتنے مین یہ آواز اسکے کانون مین آئی کہ ایکبار دیکھا
ہے دوسری بار دیکھنے کی ہوس ہے تب اسطرف دوڑا چلا گیا دیکھتا کیا ہے کہ ایک شخص
فقیر ریش سفید زمین پر بیٹھا ہے یہ اسکے آگے گیا اور سلام کیا اسنے علیکم السلام کہا اور
کہا اے جوان خوش رو کہان سے آیا ہے اور تو اس جنگل مین کیا کام رکھتا ہے اسنے کہا
کہ مین اسی بات کا تجسس کر کے آیا ہون کہ تمنے ایسا کیا دیکھا ہے کہ جسکے دیکھنے کی دوبارہ آرزو
ہے پھر خدا کہو اسنے کہا تم بیٹھو مین کہونگا اسبات کو سنتے ہی حاتم بیٹھ گیا جیبات ہوئی
روٹیان اور دو آبخورے پانی کے انکے آگے خود بخود آئی ایک رکابی اور ایک آبخورہ پانی کا اوسنے حاتم
کو دیا اور دوسرا حصہ آپ لیا غرض دونون نے روٹیان کھائین پانی پیا جب کھا پی چکے تب
حاتم نے کہا اے بندۂ خدا اب کہو اسنے کہا اے مسافر مین غریب ہون کبھی دن سیر کرتا ہوا
ایک تالاب خوش قطع پر جا نکلا اور اسکے کنارے بیٹھکر تماشہ دیکھنے لگا اتنے مین ایک عورت
نازنین شکیلہ سر پا برہنہ ننگی اوسی تالاب سے نکلی اور میرا ہاتھ پکڑ کر تہ مین لیگئی مین جو
آنکھین کھولین تو ایک میدان نظر آیا اور بہت سی عورتین خوبصورت ہر ایک طرف سے
نکلین اور میرا ہاتھ پکڑ کر تخت مرصع کے پاس لیگئین مین اوسپر بیٹھکر تماشہ دیکھنے لگا
کہ ایک نازنین مہ جبین منہ پر نقاب ڈالے ہوئے اس تخت کے پاس آکر کھڑی ہوئی مین دیکھتے ہی
اسکو عشق کر گیا اور میرا دل میرے ہاتھ سے جاتا رہا آخر بیقرار ہو کر جب مینے برقع اوٹھا کر
نے اسکا مکھڑا دیکھا تو عجب حسن خداداد دکھلائی دیا مینے جو ہین ہاتھ پکڑا کر اسکو

طرف کھینچا وہین ایک عورت حسین اُس تخت کے نیچے سے نکلی اور ایک لات اُسنے ایسی
ماری کہ مین اُس مکان سے اس جنگل مین آپڑا اُسی شب تک وہ نظرون سے غائب ہو گیا اب اپنی نادانی
سے مین آٹھون پہر گریہ وزاری کے سوا کچھہ کام نہین رکھتا اور چاہتا ہون کہ اسے اپنے دل سے
بھلا دون پر وہ ہرگز فراموش نہین ہوتی یہ کہکر اُسنے ایک ایسا نعرہ مارا اور آہ سرد بھر
بگولے کیطرح خاک بسر اُس جنگل مین دوڑنے لگا اور یہی کہتا تھا کہ اکیبار دیکھا ہے اور دوسری
دفعہ کی ہوس ہے تب حاتم کو معلوم ہو گیا کہ یہ عاشق ہے ای پیر مرد اگر اس تماشے کو دوبارہ
دیکھو تو خوش ہو اُسنے کہا ای حاتم یہ بات محال ہے دعا کرتا ہون شب کو خدا کی طرف کرکے کہ حبیب سے
دے ملا دلبر کو میرے جامع المتفرقین * پر کچھہ اثر نہین دیکھا تب حاتم نے کہا ای پیر مرد تو
میرے ساتھہ آ وہ جا بسے تجھے دکھا دونگا اس سخن کو سنکر وہ حاتم کے ہمراہ ہوا چند روز کے
بعد ایک درخت کے نیچے جو متصل اس تالاب کے ہے جا پہونچا حاتم نے کہا ای بزرگ اگر اس
نازنین کو پھر دیکھنا چاہتا ہے تو کبھی اسکا ہاتھ نہ پکڑنا اور برقع اسکا نہ اٹھانا

جانا حاتم کا پاس اُس بزرگ کے کہ دو روٹی دیکر مرتبہ عالی کو پہونچا اور کہا کہ نیکی کر اور دریا مین ڈال

وہ تمام عمر تیرے آگے ہاتھ باندھے کھڑی رہیگی اور اگر اسکا ہاتھ پکڑے گا تو پھر آپکو اسی جنگل
مین دیکھیگا پھر اُس مکان مین قیامت تک نجا سکے گا اور مین جو اس جگہ آیا ہون تو ایک مرد کی
کی دستگیری ہے ورنہ مین اس جگہ آتا بہلا میرا کیا مقدور تھا سب اب تو اس تالاب پر جا
یہ سنتے ہی وہ عاشق زار اوس تالاب پر پہونچا کہ اتنے مین ایک عورت نکلی اوس پانی سے نکلی
اور اسکا ہاتھ پکڑکر پھر اسی مین لیگئی حاتم شاہ آباد کیطرف روانہ ہوا کیمدت کے بعد
آفتین کھینچتا اور مصیبتین اُٹھاتا ہوا اُس فقیر کے پاس جا پہونچا اور اُس سے ملکر وہان سے روانہ
ہوا پھر تھوڑے دنون مین اس مچھلی کے گھر پہونچا اور ایک مہینے تک وہین رہا پھر اسکے
رخصت ہوکر خرسون کے جنگل مین گیا اور خرس کی لڑکی سے ملاقات کی دو مہینے اسکے
پاس رہا پھر اوس سے جدا ہوکر ان دونون گیدڑون کے پاس آیا انکو دیکھہ بہالکر چند روزکے بعد
شاہ آباد مین جا پہونچا حسن بانو کے لوگ ہاتھون ہاتہہ اوسکی حویلی تک لیگئے اور حسن بانو
سے عرض کیا کہ حاتم صحیح و سلامت آیا ہے اسنے سنتے ہی اُسے بلوا کر پردے کے پاس بٹھایا
اور پوچھا کیا خبر لایا ہے اسنے کہا کہ ایک پیر مرد ظلمات مین ایک عورت نازنین پر عاشق
ہوکر جنگل مین آپڑا اور پکارتا پھرتا تھا کہ ایکبار مین نے دیکھا ہے دوسری مرتبہ کی ہوس ہے
پھر مین نے اُسے اوسکی معشوقہ تک پہونچا دیا اب وہ آواز جنگل سے نہین آتی اس بات
کو سنکر حسن بانو نے اور اوسکی دائی نے ہمت پر حاتم کے آفرین کی پھر اسنے کہا اے
حسن بانو اب دوسری شرط بیان کر کہ مین اوسکی بھی سعی کرون اور ڈھونڈھ نکالون
اُسنے نہایت رحمدلی اور مہربانی سے کہا اے حاتم بہت سی دکھ سہکر آیا ہے چندے دم لے اور
چند روز آرام کر حاتم نے کہا مجھے آرام اُسی روز ہوگا جب کہ خدا کے فضل سے تیری ساتون
سوال پورے کر دونگا یہ کہہ اوٹھ کھڑا ہوا اور کاروانسرا مین جاکر منیر شامی شہزادہ کے پاس
رہا تمام ماجرا اپنا اُسکے آگے ظاہر کیا پھر نوین دن حسن بانو سے جاکر کہا کہ تیرا دوسرا سوال کیا ہے

دوسرا سوال حاتم کے جانیکا اور اُس شخص کے دروازے کے نوشتہ کی خبر لانے کا

حسن بانو نے کہا دوسرا سوال یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے دروازے پر لکھکر لگا دیا ہے کہ نیکی کر اور دریا میں ڈال آیا یہ کیا بھید ہے اُسنے کہا کیا نیکی ہے اسکی خبر لا اُس سخن کے سنتے ہی حاتم اُٹھ کھڑا ہوا اور حسن بانو سے پوچھنے لگا کہ وہ شخص کون ہے اور کس طرف کو رہتا ہے حسن بانو نے کہا کہ میں نے اپنی دائی سے سنا ہے کہ اسکی جگہ اُتر کی طرف ہے لیکن حاتم اتنا ہی سنکر وہاں سے نکل کھڑا ہوا چل نکلا ایک مدت کے بعد کسی جنگل ہیبت ناک میں جا پہونچا اور شام کے وقت ایک درخت کے نیچے چپکا ہو کر بیٹھ رہا کہ اتنے میں ایک آواز سوزناک آہ وزاری کی سنی آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور کلیجہ پھٹنے لگا بے اختیار اٹھ جیسے کہ دیکھا کہ اے حاتم یہ بات جوانمردی سے دور ہے کہ ایک بندہ خدا کسی آفت میں گرفتار ہو [illegible] اور تو اسکی آواز سنکر مدد نہ کرے اور اسکا احوال نہ پوچھے اس کلام کو دل میں ٹھہرا کر اسی طرف [illegible] گیا ہوگا کہ اس جگہ جا پہونچا کہ جوان [illegible] [illegible] کہا [illegible]

[illegible]

[illegible] کہاں [illegible] کہوں کس سے [illegible]	[illegible] زار کا احوال
[illegible] رقم کر نہیں سکتا	اور کہہ بھی نہیں سکتا کہ میری ہے زبان لال

حاتم نے کہا اے جوان درد مند ایسی کیا مشکل پڑی ہے جو تو اتنا حیران و پریشان ہے اُسنے کہا اے مسافر میں سوداگر ہوں اور یہاں سے بارہ کوس پر ایک شہر عالی شان ہے وہاں ایک سوداگر حارث نام تھا بہت مالدار رہتا ہے اور اسکی ایک بیٹی بیکر رشک قمر رکھتا ہے اتفاقا ایک دن میں پھرتا ہوا کچھ مال سوداگری کا لیکر اس شہر میں جا نکلا حارث کی حویلی کے نیچے بازار بھی ہے وہاں بیٹھ گیا یکایک میری نظر کوٹھے کی طرف جا پڑی تو ایک عورت نازنین دیکھی اور اسی میری حالت تباہ ہو گئی تب شہر کے لوگوں سے میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے اور کسکی ہے انہوں نے کہا یہ محل حارث کی بیٹی کا ہے اور بڑا مالدار ہے میں نے پھر ان سے کہا یہ کسکی شوہر دار ہے یا نہیں انہوں نے کہا یہ بیٹی حارث کی ہے اور ہنوز اسکا بیاہ نہیں کوئی اور اسکا ادمیں کچھ بس نہیں چلتا کیونکہ یہ لڑکی شادی کرنے میں اپنی آپ مختار ہے یہ تین سوال رکھتی ہے جو کوئی اسکے سوال پورے کرے گا اوس سے بیاہ کرے گی

اس بات کے سنتے ہی مین اوسکی ڈیوڑھی پر گیا دربان نے خبر کی اُسنے مجھے اندر بلوایا اور
ایک فرش بالیقین پر بٹھلا کر کہلا بھیجا اگر اپنے تو عہد و پیمان پر قائم رہے تو اپنے سوالون سے تجھے آگاہ
کرون مین نے کہا فرمائیے دل و جان سے حاضر ہون اُسنے کہا اگر تو میرا کہنا کریگا تو مین تیری
ہو کر رہونگی اور جو بھید کھولیگا تو اپنا نہ جانونگی مین نے اس بات کو قبول کیا اُسنے کہا کہ پہلا سوال
میرا یہ ہے کہ اس شہر کے قریب ایک غار ہے وہان آجتک کوئی نہین گیا اور معلوم نہین کہ اُسکی انتہا
کہان تک ہے دوسرا سوال یہ ہے کہ وہ مہرہ جو سانپ کے پیٹ مین ہے اوسکو مجھے لا دے اس بات
کے سنتے ہی اور بھی رسبہ سے میرے حواس گم ہو گئے مین نے ذرا پاؤن پھیلایا اُسنے دست ظلم
سے میرا مال و اسباب زر و جواہر لوٹ لیا اور مجھکو اپنے شہر سے نکلوا دیا نہایت ناچار اس
جنگل مین آپڑا ایک تو مال گیا دوسرے سوا اسکے عشق کے تیر نے کلیجہ چھلنی کر ڈالا
پھرا ہون نے ساتھ چھوڑا مین فقیر ہو گیا حاتم نے کہا تو میرے ساتھ آ اور کاروانسرا
مین اُتر تو خاطر جمع رکھ مجھے اُس شہر مین لیچل مین تیرا مال و اسباب لوا دونگا اور معشوقہ
سے ملا دونگا اوسنے کہا مین زر و جواہر کا خیال نہین کرتا اسواسطے کہ کہتے ہین کہ دیدار
یار کا دولت بیشمار ہے غرض حاتم سوداگر کو سرا مین چھوڑ کر آپ اوسکے دروازے پر گیا اور کہا
کہ بیاہ کرنے کو آیا ہون خبرداروں نے کہا کہ تجھسے آگے ایک شخص بیاہ کرنے کو آیا ہے اس بات
کو سنکر اُسنے حاتم کو گھر مین بلوایا اور عہد و پیمان اُس سے لئے اُسکے بعد حاتم نے کہا تو جو اُس سوداگر کی
بیٹی ہے اگر اس بات پر اقرار کرے تو مین اسکی سعی مین کمر باندھون کہ جس روز [illegible]
سے یہ کام کر چکون اُس روز مین تیرا مختار رہون جسکو چاہون اوسکو دے ڈالون اور
کہا بہت بہتر حاتم نے کہا اب تو اپنے باپ کو بلوا اُسنے حارث کو بلوایا حاتم نے پہلے ماؤن
سے کہا پھر حاتم نے اُس لڑکی سے کہا کہ اپنا احوال ظاہر کر اُسنے کہا کہ اس شہر کا آدمی
تمام مرد و زن شہر کے جاتے ہین تو اوسکی خبر لا کہ وہ کتنا لمبا اور کتنا گہرا کہا تک ہے اور احوال کیا
اس مین کیا ہے اس سخن کے سنتے ہی حاتم وہان سے رخصت ہوا چند لوگ لئے
ہو کر اسکے ساتھ آئے اور اُس غار کو دکھلا کر الٹے پھرے گئے اور مین حاتم کو دیکھتا تا
غلطان پیچان چلا گیا ایک عرصے کے بعد روشنی نمودار ہوئی تب حاتم نے او

کہ اب یہ غار تمام ہوا لیس اب یہان سے پھر آیئے اتنے مین یہ خیال گذرا کہ اگر کوئی اسکی حقیقت
پوچھے تو مین کیا جواب دونگا یہ سمجھکر آگے بڑھا تھوڑی دور جا کر ایک میدان وسیع پاکیزہ
اسکو نظر پڑا اور ایک تالاب دیکھا [illegible] پانی [illegible] سے دکھائی دیا حاتم اپنے ساتھ
ایک صراحی پانی کی اور تھوڑے سے بادام رکھتا تھا کبھی کبھی دو تین بادام کھا لیتا تھا اور ایک
گھونٹ پانی پی لیتا تھا اور راستہ طے کرتا جاتا تھا لیکن پانی ختم ہوا تب اسنے تالاب کا پانی بھرا
اور صراحی کو پھر آگے کا رستہ لیا سامنے ایک پہاڑ بھی نظر آئی کہ جسکو ہیبت نگاہ اپنی پگڑی کو
تھام کر دیکھے تو بھی اسکی بلندی تک نہ پہونچے اور طائر خیال بھی اسکی طولانی کی نہایت
تک طے نکر سکے یہ آگے بڑھا اور اس پہاڑ کے پاس جاکر دیکھا تو ایک دروازہ نظر پڑا یہ اندر
گھس گیا وہان ایک بستی نظر پڑی جب نزدیک پہونچا تو ہزارون لوگ اٹھے اور چاہا کہ اسکو
ٹکڑے ٹکڑے کرکے کھا جاوین اتنے مین ایک ان مین سے کہا ای یارو یہ آدمی ہے تم اسکو نہ
مارو کیونکہ گوشت اسکا نہایت لذیذ ہوتا ہے اگر تم اسکو کھاؤ گے تو یہ خبر بادشاہ تک پہونچیگی
پھر وہ تم سبھونکو مروا ڈالیگا چاہئے کہ اسے یہان نہ چھوڑو بلکہ بادشاہ کے پاس لیجاؤ انہون
نے کہا کہ وہ ایسا ہمارا دشمن کون ہے جو بادشاہ سے کہیگا اسنے کہا یہ کیا کہتے ہو اپنے بیچ ہی
بہت سے ہین یہ بات یاد رہے بہتر یہی ہے کہ سب اس سے دستبردار ہوا [illegible] وہ ڈرے
اور اسکو چھوڑکر اپنے گھر چلے گئے حاتم نے اس جگہ سے پاؤن بڑھایا اور ایک طرف کو
راستہ پکڑا اتنے مین ایک گاؤن نظر آیا اسنے معلوم کیا کہ شاید یہ بھی آدمیونکی بستی ہے اس گاؤن مین
آگے گیا تو بہت سے دیوون نے ہر طرف سے گھیر لیا اور اسکے کھانے کا قصد کیا ان مین سے
ایک بھی ایک دیو نے کہا کہ تم اسکو نہ کھاؤ بلکہ جیتا ہی بادشاہ کے پاس پہونچاؤ کیونکہ
اسکی بیٹی نہایت بیمار ہے شاید کہ اسی آدمی کے ہاتھ سے اچھی ہو انہون نے کہا کہ یہ تو کیا کہتا ہے
ہم تو سیکڑون آدمیونکو لیگئے اور شرمندہ ہوئے اب ہمین ایسی کیا ضرورت ہے کہ لیجاوین
یہ تو ملک بادشاہی مین آپہونچا ہے اب کہان جا سکتا ہے یقین ہے کہ کوئی نہ
کوئی اسکو بادشاہ تک پہونچا دیگا حاتم وہان سے بھی آگے بڑھا اور ایک شہر
دوسرا اسکو نظر آیا وہان دیو اسکو پکڑکر اپنے سردار کے پاس لے گئے اس سردار کی [illegible]

آنکھین دُکھتی تھین اور پانی آنسوؤن سے بہتا تھا اسکے غم سے سر در سر جھکائے بیٹھا تھا حاتم
کو دیکھتے ہی سر اوٹھا کر کہا کہ تم اپنے باپ کو کیون لائے ہو میرے سامنے سے اوسے چھوڑ دو
یہ مختار ہے جہان چاہے وہان چلا جاوے حاتم نے جو اسے غم مین گرفتار دیکھا تو پوچھا اوسے
تجھے کس بات کا غم ہے اُسنے کہا کہ بھائی میری بی بی کی آنکھین دُکھتی ہین اسی فکر مین رات دن
مجھے آرام چھوڑ دیا ہے اُسنے کہا کہ تو خاطر جمع رکھ مین تیری جورو کی آنکھین اچھی کر دونگا
اس بات کے سنتے ہی وہ دیو بھی اپنی جگہ سے اوٹھا اور اسکا ہاتھ پکڑ کے اپنے گھر لیگیا اور اپنی جورو
کی آنکھین دکھا کر کہنے لگا کہ اے شخص اگر تیری دوا سے یہ اچھی ہوگی تو جب تک جیتی رہیگی
تیری ممنون احسان رہیگی اور مین بھی اپنی بساط کے موافق تیری کچھ خدمت کرونگا اس
بات کو سنکر حاتم نے اُس سے کہا کہ بشرطیکہ تو میرے سخن کو قبول کرے تیری بی بی کو مین
اچھا کرون تب تو مجھے بادشاہ کے پاس لیجا اور میری حکمت کی تعریف اُسکے سامنے کر تو مین
دوا دون اور اچھا کرون اُس دیو نے حضرت سلیمان کی قسم کھا کے کہا بہت اچھا اگر تیری تدبیر
سے اچھی ہوگئی تو مین تجھے دربار شاہی مین لیجاؤنگا اور بادشاہ کی ملازمت کراؤنگا حاتم نے
ایک مہرہ اپنی پگڑی سے کھولا اور پانی مین رگڑ کر اُسکی آنکھون مین لگا دیا اُسنے وہین شفا
پائی اور اوسی گھڑی سے درد جاتا رہا اسی صورت سے دو تین بار لگایا وہ کٹو اسی کھل گئین اور پانی
بند ہوگیا وہ دیو چند روز کے بعد حاتم کو اپنے ساتھ بادشاہ کے پاس لے گیا اور اسکی تعریف کو
عرض کرنے لگا کہ خداوند یہ شخص نادر دہر ہے حکمت مین یکتا ہے عصر ہے چنانچہ میری زوجہ کی
آنکھین کئی برس سے دُکھتی تھین اسنے ایک پل مین اچھی کین یہ حال سنکر فرقاش نے اس پر
مہربانی کر کے کہا کہ اے شخص مین بھی آزار شکم رکھتا ہون اور میری قوم سے کوئی دوا نہ کر سکا
اگر تیرے ہاتھ سے شفا پاؤن تو مین بھی عمر بھر ممنون منت رہون حاتم نے کہا جسوقت کھانا کھاتے ہو
اسوقت تمہارے پاس کتنے امیر امرا جمع ہوتے ہین اُسنے کہا کہ جتنے چھوٹے بڑے ہین سب
کے سب حاضر رہتے ہین حاتم نے کہا کہ آج اسوقت مین بھی حاضر ہون وہ بولا اچھا
حاتم بھی وہان اوسوقت موجود رہا جب دسترخوان بچھا اور طرح طرح کے کھانے
اس پر چنے گئے بادشاہ چاہتا تھا کہ ہاتھ ڈالے حاتم نے منع کیا وہ رک گیا

تو کیا دیکھتے ہین کہ حاتم ہے جھٹ پٹ حاتم اُس مال و اسباب کو لیکر کاروانسرا مین
اوسی سوداگر کو بخشدیا وہ اسکے پاؤن پر گر پڑا حاتم نے اُسکو گلے لگایا پھر چلا اور خبردار کر
اوس لڑکی سے کہا اپنے حاتم کو بلوا بھیجا اور غار کا ماجرا پوچھا حاتم نے اوسکی حقیقت سے آگاہ
اور کہا کہ ایک شرط مین تیری بجا لایا اب دوسری کہہ اُسنے کہا کہ جمعہ کی رات کو ایک ندا آئی
کہ وہ کام نہ کیا جو آج کی رات میرے کام آتا اسکو سنکر حاتم وہان سے روانہ ہوا اور سر بصحرا
چلا چند روز کے بعد یہ آواز اسکے کان مین آئی یہ اُسکی کھوج مین رات دن پھرنے لگا کہ ناگاہ
ایک گاؤن نظر آیا وہان لوگ گریہ و زاری کر رہے تھے یہ آگے بڑھا اور اس خلقت سے پوچھا
کہ تم سب کس واسطے روتے ہو اور کیون جانین کھوتے ہو کسی نے جواب دیا کہ پنجشنبہ کے دن
ایک بلاے عظیم آتی ہے اور وہ ایک آدمی کھا جاتی ہے اگر اُس وقت کسی کو نہ پائے تو تمام شہر
کو اُجاڑ دے جاتی ہے اس مرتبہ ایک رئیس کے لڑکے کی باری ہے اس سخن کو سنکر وہ رئیس
کے پاس گیا اور اُسے دلاسا دیا کہ تو خاطر جمع رکھ تیرے بیٹے کے بدلے مین جاؤنگا یہ سنکر وہ
حاتم کی آفرین کرکے بولا کہ اے جوانمرد چار روز اس بلا کے آنے مین باقی ہین حاتم نے کہا اوسکی
صورت اگر کسی نے دیکھی ہو تو بتاؤ رئیس نے اوسکی صورت زمین پہ کھینچکر دکھلا دی حاتم نے
کہا اسکا نام علوق ہے اگر میرا کہنا قبول کرو تو یہ بلا سر سے ٹالون اور عجب صورت سے
بنے اوسے مار دون اس بات کو سنکر وہ خوش ہوا اور کہا کہ کیا ارشاد فرماتے ہو اُسنے کہا تیرے
شہر مین کوئی شیشہ گر بھی ہے اُسنے کہا جتنے چاہو اوتنے لو پھر حاتم اور رئیس شیشہ گرون کی دکان
پر گئے اور کہا کہ آجکی رات سمیت چار روز کے عرصہ مین ایک آئینہ دو سو گز کا لمبا اور
سو گز کا چوڑا بنا کر دو کہ یہ بلا ٹلے نہین تو تمام گاؤن کو کھا جائیگی غرض رئیس نے اتنی گھڑی
اتنے بڑے آئینہ کا اسباب منگوایا اونہون نے تین روز مین ویسا ہی آئینہ بنا دیا پھر حاتم
کو خبر کی اُسنے کہا تم سب چھوٹے بڑے اس بستی کے جمع ہوکر ہاتھون ہاتھ اس آئینہ کو لیجا کر
کھڑا کر دو کہ جہان وہ بلا آتی ہے اُنہون نے اُسکے کہنے کے موافق کھڑا کیا پھر ایک چادر
سفید منگوائی کہ جسمین اوسکی پوشش ہو وہ چادر بھی آگئی اور اوس آئینہ کو ڈھانپ دیا
حاتم نے اون سے کہا اے یارو اب تم اپنے گھر خاطر جمع سے بیٹھو اور لڑکے کہا مین حاتم کے ہمراہ

بات کی تحقیق کرنیکو اپنے شہر سے نکلا اور یہانتک آ پہونچا ہون اب چلا جاؤنگا رئیس نے کہا کہ صاحب
ایک مدت سے اس آواز کو یہین سنتا ہون پر یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ کسکی آواز ہے اور
کہان سے آتی ہے حاتم اُس روز وہین رہا جب رات ہوئی تب ہی آواز پھر آئی وہ اُسے سنتے
ہی اسکی طرف روانہ ہوا اور کئی دن چلا گیا ایکدن سامنے سے ایک ٹیلا نظر آیا اور اُس سے
نیچے پانچ چھ سو سوار اور پیادے دکھائی دیے کہ چلے آتے ہین پھر جو اُسے غور کرکے دیکھا تو وہ
نہین نہ پیادے ایک قبرستان ہے حاتم نے اپنے دل مین کہا کہ یہ مزار صاحب کمالونکے ہین یہ
آواز بھی شاید یہین سے آتی ہے یہین بیٹھنا چاہیے اتنے مین رات ہوئی وہ آواز پھر آئی حاتم یاد
خدا مین مشغول تھا جب پہر رات گئی تب ایک ایک قبر سے ہر ایک شخص نورانی صورت نکلا فرش
پاکیزہ اور مختصر اچھا کر نورانی حلہ پہنکر اپنی اپنی مسند پر بیٹھا اتنے مین ایک شخص بحال تباہ گندے
کپڑے پہنے خاک آلودہ برہنہ پا لڑکھڑاتا گور سے نکلا اور خاک پر بیٹھ گیا وہ مسندنشین تھے کسی نے
اوسکی طرف کسی نے نظر اوٹھا کر دیکھا نہ کسی نے ایک پیالہ قہوہ کا پلایا اُس نے ایک سرد آہ بھری اور
بلند کہا کہ آہ وہ کام نہ کیا کہ آج کی رات میرے کام آتا حاتم نے کہا کہ اے بندگان خدا کیا مین معقود
کو پہونچا اتنے مین بہت سے خوان غیب سے اُن بزرگوار سبکے آگے آئے اور اُس مین ایک ایک خوان مین
ایک پیالہ کھیر کا اور ایک کوزہ پانی کا تھا اور ان خوانون مین سے جو ایک خوان بچا اونہونے
آپس مین کہا کہ آجکی رات ایک مسافر یہان آیا ہے اسکو بھی دو یہ خوان علحدہ ہے اُسی شخص
کا حصہ ہے جلد ایک شخص اوٹھا اور حاتم کو لاکر ایک مسند پر بٹھایا خوان آگے رکھدیا حاتم نے
اُس شخص کیطرف دیکھا جو اون لوگون سے دور میلا کچیلا زمین پر بیٹھا نعرہ مار رہا تھا اور ایک خوان
اوسکے آگے بھی دھرا اور اوسمین پیالہ تھوہر کے دودھ اور سنگریزون سے بھرا ہوا اور کوزے مین پانی
کی جگہ پیپ اور لہو اس حالت کو دیکھکر سر جھکا کر کھانے لگا اتنے مین سب کے سب کھا چکے
خوان اوٹھائے حاتم نے متفکر اُن سے کہا کہ مین آپسے کچھ عرض کرتا ہون اگر حکم ہو تو عرض کرون
اونہون نے کہا کہو وہ بولا کہ تم مسند عز و وقار پر بیٹھے ہو ایسے کھانے لذیذ کھاؤ اور یہ غریب
روتا ہوا خاک پر بیٹھا تھوہر کا دودھ زہر مار کرے اونہون نے کہا ہم اس راز سے واقف
نہین تو اسی سے پوچھ حاتم نے اُس سے پوچھا کہ برائے خدا کچھ تو کہہ وہ اس بات کے سنتے ہی

پھر پٹکر کنوئین مین کھینچ لیا حاتم دیکھہ کر حیران ہوا اور ہاتھہ ملکر کہنے لگا کہ ای بوڑھے کیا کیا تونے
جو اس غریب پردیسی کو لے گیا وہان سے اسکے بال بچے امید رکھتے ہونگے کہ بابا جان کچھہ خرچ
بھیجین گے یا آپ ہی لیے آتے ہونگے تونے اسکو یہان جان ہی سے کہو دیا یہ سمجھکر پھر اپنے
جی مین کہنے لگا اے حاتم افسوس ہے کہ تو اس حال کو اپنی آنکھون سے دیکھے اور اُسکی داد کو نہ پہونچے
آخر خدا کو کیا جواب دیگا اور تیرا نام دُنیا مین کیا خاک رہیگا یہ کہا اور کنوئین مین کود پڑا تھوڑی
دور چلا گیا جب زمین پر اُسکا پانون لگا آنکھین کہولکر دیکھا نہ وہ چاہ ہے نہ وہ پانی ایک میدان
وسیع نہایت خوش قطع درختون سے ہرا بھرا لہلہاتا نظر آیا اور اُن درختون بیچ ایک محل سنہرا سا چمکتا
ہوا دکھلائی دیا اُسکی طرف چلا اور کہتا تہا کہ مسافر کو کہان لیگیا اور یہ محل کہان سے پیدا ہوا
سوچ مین وہ حویلی کے پاس جا پہونچا کیا دیکھتا ہے کہ ایوان پاکیزہ اور چلمنین آراستہ جا بجا
لگی ہین ایک مکان مین بلور کا تخت بچھا ہے اور اسکے نیچے ایک مرد دراز قد درخت کی مانند سوتا ہے
حاتم یہ دیکھکر وہان گیا اور جی مین کہا کہ ذرا آگے جاکر دیکھیے کہ یہ کون ہے جب نزدیک [illegible]
پہونچا تو اُسکے سرہانے کھڑا ہوا اور اپنے جی مین کہنے لگا جب اُٹھیگا تب اس سے حال پوچھون
گا اتنے مین وہی سانپ مسافر کو باغ مین کسی جگہہ چھوڑکر حاتم کیطرف لپکا حاتم مسافر کے
باعث سے غصہ مین بھرا ہوا تہا دونون ہاتھہ سے اُسکو پکڑ کر ایسا دبایا کہ وہ چلانے لگا اُسکے شور سے
دیو چونک پڑا کہا ای عزیز کیا کرتا ہے یہ میرا بیٹا ہے چھوڑ دے حاتم نے کہا جب تک یہ مسافر کو
نہ چھوڑیگا مین اسکو نہ چھوڑونگا یہ بات سنکر دیو نے سانپ سے کہا خبردار یہ کوئی بڑا
زبردست معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے طلسم کو بھی توڑے گا اور تیرے منہ مین بیٹھیگا حاتم یہ سنکر
سانپ کے پیٹ مین گھس گیا کیا دیکھتا ہے کہ ایک اندھیرا گھر ہے اور سانپ کا کچھہ نشان نہین معلوم
ہوتا کہ کہان آیا یہ حیران ہوکر ادہر ادہر دیکھنے لگا اتنے مین ایک آواز اُسکے کان مین آئی
کہ اے حاتم اس اندھیرے گھر مین جو چیز ہاتھہ لگے خنجر سے ٹکڑے کر ڈال تو اس طلسمات سے
نکلے یہ سنکر ایک طرف ہاتھہ بڑھا کر ٹٹولنے لگا اتنے مین ایک چیز لگا کے ٹٹولتے اسکے ہاتھہ
لگی اور پھر اپنے خنجر تیز سے چیر ڈالی نکلا ایک شیشہ دریا سے زیادہ [illegible] ہوا جیسا
ہوا اور حاتم خوش ہو کہنے لگا [illegible] کے [illegible] پانون زمین [illegible]

اور جب اپنے آنکھیں کھولکر دیکھا تو وہ سانپ ہی نہ وہ پانی نہ وہ باغ ہی مگر ایک صحرائے
وسیع نظر آتا ہے اور اس میں ہزاروں آدمی ہیں بعضے قریب مرگ پہونچے ہیں اور بعضے
سوکھکر کانٹا ہوگئے ہیں اور مسافر بھی انہیں میں کھڑا ہے حاتم اسکے پاس جا کر پوچھنے لگا
کہ اے بھائی تجھے یہاں کون لایا ہے تب حاتم نے اس طلسم کا ماجرا بخوبی بیان کیا اور کہا کہ تم
اپنے اپنے گھر جاؤ میں نے تمہارے دشمن کو مارا وہ کہنے لگے ہم قید میں رہکر بھوکے مرگئے
اور کتنے ہلاکت کے قریب ہیں پہونچے حق تعالی تمکو جزائے خیر دے کہ تمہاری دستگیری سے اس وادی
کے جنگل سے نکلے یہ کہکر سب اپنے اپنے گھر چلے گئے حاتم رخصت ہو کر چین کیطرف روانہ ہوا چند روز
بعد ایک شہر عالیشان کے دروازے پر جا پہونچا اندر جانیکا قصد کیا دربانوں نے روکا کہاں
جاتا ہے پہلے بادشاہ کے پاس چل اور اسکے جواب سوال کر پھر یہاں جانا ورنہ نہ جانا
حاتم نے ان سے کہا بھائیو تمہارے شہر کا کیا چلن ہے مسافر کو شہر میں راہ دیتا ہے اور تم
لوگ ایسے پر جواب دیتے ہو دربانوں نے کہا اے مسافر اس شہر کی راہ چلنے سے پہلے اسکے کہ
یہاں کے بادشاہ کی ایک لڑکی ہے کہ اس کے روبرو مسافر کو لیجاتے ہیں وہ اس سے تین
سوال کرتی ہے وہ جواب نہیں دے سکتا [illegible]
اس شہر کا نام بیدادنگر رکھا ہے کہ یہاں کوئی مسافر جیتا نہیں بچتا آخر حاتم ان لوگوں کے
ساتھ ناچاری بادشاہ کے پاس گیا اور جی میں یہی کہتا تھا کہ دیکھئے وہ کیا پوچھتا ہے جب
اسکے سامنے گیا تب اس نے پوچھا کہ تو کون ہے کہاں سے آیا ہے اور کیا نام رکھتا ہے اس نے
کہا کہ میں بنی آدم ہوں اور چین کے جانیکا ارادہ رکھتا ہوں میرا نام حاتم ہے تیرا کیا کام ہے
اور کہا اے بادشاہ تیرے سوا کوئی مسافر کا ایذا رساں نہ تھا بلکہ ہر ایک اپنے حوصلہ کے موافق
مہمانی کرتا ہے اس واسطے کہ بھلا کہلائے اور نیکی کے ساتھ اسکا نام تمام عالم میں آفتاب کے مانند
روشن رہے اس کلام کو سنکر بادشاہ رو دیا اور کہا کیا کروں اس کمبخت لڑکی کے ظلم سے بیدادنگر
مشہور ہے کیونکہ ایک مدت سے مسافر مارے جاتے ہیں ان کا خون میری گردن پر ہے پہلے اس
شہر کا نام عدل آباد تھا حاتم نے کہا پھر تو اسکو کیوں نہیں مار ڈالتا ہے وہ بولا آجتک کسی نے بھی
ایسا کیا ہے کہ اپنی اولاد کو مار ڈالے پھر حاتم کو محل میں لیگیا حاتم نے لڑکی کو دیکھتے ہی اپنے دل میں

کہا کہ اس کے برابر جہان مین کوئی خوبصورت نہین اس کا پردہ حجاب اُٹھ گیا اور ایک تخت
مرصع پر حاتم کو بٹھا کر آپ کرسی زرین پہ بیٹھی اور دائی کو بلوا کر کہنے لگی کہ ای مادر مہربان آج
مین اس مسافر پر عاشق ہوئی ہون اور یہ بھی بزرگزادہ معلوم ہوتا ہی حیف ہے کہ صبح کو
سولی دیا جائیگا دائی نے کہا کہ اے جان مادر تیرے نصیب نہایت بد ہین کیا کہین اور بہت
غریب امیر امرا تیرے ہاتھ سے مارے گئے ان کا خون تیری گردن پہ رہیگا اور تیری قسمت ہرچند
ایسی نیک نہین کہ تیرا کام اسکے ہاتھ سے نکلے اتنے مین حاتم نے کہا بھلا مین بھی سنون کہ
وہ کون سا کام ہے کہ جسکے واسطے اتنے مسافر مارے گئے دائی نے کہا ای جوان خوش وجب
رات ہوتی ہے تب یہ لڑکی بالکل دیوانی ہو جاتی ہے اور باتین لایعنی بکتی ہی اور سوال کرتی ہی
جب مسافر اسکو جواب دے نہین سکتا ہی اُسکو یہ آپ ہی مار ڈالتی ہی یا سولی دلواتی ہے
اُسوقت مین اوسکے پاس نہین ہوتی غرض اوسکی یہی اوقات اور یہی عادت ہی حاتم نے اپنے
جی مین کہا کہ دیکھئے اب مجھے موت یہان لائی ہے یا حیات اتنے مین دائی باورچیخانے مین گئی
اور کھانا لا کر کہنے لگی کہ اے مسافر اجل گرفتہ کچھ اسمین سے کہا اسنے کہا کہ کھانا جب مین
کھاؤنگا جب اسکا کام انجام کو پہنچاؤنگا اب کھانا مجھپر حرام ہی بلکہ جی کا دینا ہی کھانا نہین
اور یہ بات عقلمندون اور جوانمردون سے دور ہے دائی نے کہا اے جوان معلوم ہوا کہ اسکے
کام کا سرانجام تجھسے ہو کیونکہ تو حق نمک سمجھتا ہے اتنے مین رات ہو گئی اور پہر ایک دائی
ماما چھچھو لونڈی غلام نوکر چاکر محل سے باہر گئے اور دروازیکو بخوبی بند کر دیا پہر اسکے
بعد وہ لڑکی دیوانون کیطرح سے کودنے لگی اور سخن بیہودہ زبان پر لائی پہر حاتم کیطرف متوجہ
ہوکر کہنے لگی اے جوان تجھکو اپنی جان کا خطرہ نہ تھا جو نامحرم ہوکر یہان تک چلا آیا خیر اگر آیا ہی
تو ہمارے سوالون کا جواب دے حاتم نے کہا کیا سوال رکھتی ہی اوسنے کہا پہلا سوال یہ ہی
کہ وہ قطرہ کونسا ہے جو جاندار پیدا ہوتا ہے حاتم نے تامل کے بعد جواب دیا کہ وہ قطرہ دریاے
اسرار انسان ہے یعنی نطفہ کہ جاندار پیدا ہوتا ہے پہر حاتم نے کہا کہ دوسرا سوال کہو اُس نے
کہا وہ کون سا میوہ ہی جو سب میوون سے زیادہ میٹھا ہے حاتم نے کہا وہ فرزند ہی کہ سب
میوون سے شیرین ہی پہر تیسرا سوال پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے جو ہر کسی کو کھاتی ہی حاتم

نے کہا وہ موت ہے کہ کسی کو نہیں چھوڑتی اس سخن کو سنکر لڑکی نے آنکھیں نیچی کر لیں اور کانپنے
لگی آخر کار کرسی سے خاک پر گر پڑی اور بیہوش ہو گئی اتنے میں ایک کالا سانپ نہایت
ہیبتناک وہان نظر آیا اور پھنپھنا کر حاتم کی طرف لپکا وہ جی میں کہنے لگا کہ اگر اسکو مارتا ہون تو
ایذا دہندہ ٹھہرتا ہون اور اگر نہیں مارتا ہون تو یہ مجھکو نہیں چھوڑتا یہ سوچکر وہ مہرہ جو ریچھ
کی بیٹی نے دیا تھا پگڑی سے نکالکر اپنے منہ میں رکھ لیا اور اوس سانپ کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر ایک
ہانڈی میں بند کرکے خنجر کمر سے نکالکر انگنائی میں قد آدم گڑھا کھود کر گاڑ دیا اور تخت پہ
جا بیٹھا پچھلے پہر اوس لڑکی کو ہوش آئی اور اپنے منہ پر نقاب ڈالکر کہنے لگی کہ اے نامحرم تو کون ہے اور
اس تخت پر کس واسطے بیٹھا ہے حاتم نے کہا اے نادان تو اتنے میں ہو گئی میں جیتا ہون کہ
کل تیرے باپ کے لوگ مجھے ماتم دینے آئے تھے اس بات کو سنتے ہی بنی دائی سے کہا کیا سبب ہے
کہ یہ مسافر آج جیتا بچا دائی نے کہا خدا نے اپنی حفاظت میں رکھا بارے تم اپنا حال کہو کہ کیسی ہو
اوس نے کہا کہ آج میں اپنا بدن ہلکا معلوم ہوتا ہے نہیں تو ہمیشہ بیماری لیتا تھا پھر لڑکی حاتم
سے پوچھنے لگی کہ اے جوان تو نے یہان کیا دیکھا اور تو کیونکر بچا حاتم نے کہا میں تجھے اس بات سے
ہرگز آگاہ نکرونگا اتنے میں نور کا تڑکا [illegible]
کیونکر بچا حاتم نے کہا جب پہر رات گئی تو آپ لڑکی دیوانی ہو گئی اور کلمہ واہی تباہی بکنے لگی
اور منہ سے کف نکالتی ہوئی میری طرف دوڑی اور کہنے لگی کہ اے نامحرم تو نے اتنا مقدور
کہان سے پیدا کیا جو بیدھڑک میری حویلی میں آیا خیر اگر آیا ہے تو میرے سوالون کا جواب دے آخر کار
اسنے مجھسے تین سوال کیے میں نے خدا کے فضل سے ان تینون سوالونکے جواب بخوبی دیے اس
بات کے سنتے ہی وہ تھرتھرائی اور کرسی سے گر کر بیہوش ہو گئی پھر ایک سانپ اسکی پہلو سے
نکلکر مجھپر لپکا میں نے اسکو انگنائی میں گاڑ دیا یقین نہو تو دیکھ لو پھر وہ لڑکی ہوش میں
آئی اور حجاب کرنے لگی بادشاہ نے پوچھا اے جوان یہ کیا اسرار تھا حاتم بولا کہ ایک جن اس لڑکی کا
عاشق تھا کہ سانپ بنکر ہر ایک مسافر کو مار ڈالتا تھا بارے خدا کے فضل سے یہ بلائے عظیم
تمہارے سر سے ٹلی بادشاہ نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا اے شخص یہ لڑکی میں نے تجھے دی اور یہی
میرا قول تھا لازم ہے کہ تو بھی قبول کر کہا ایک شرط سے میں جہان چاہون وہان لیجاؤن

کوئی میرا مزاحم نہوا اُس نے کہا بہت اچھا تم مختار ہو جلد پھر چلا ہوا ور پھر لیجاؤ پھر اُسی گھڑی اُسکے
باپ نے اپنے گھر آنے کی رسوم کے موافق اُسکا نکاح حاتم کے ساتھ بند ہوا اگر اُسکا ہاتھ حاتم کے
ہاتھ مین پکڑا دیا حاتم نے تین مہینے تک وہان پھر ایک رات اُسکے ساتھ عیش و عشرت مین گذاری جب
اُس عورت کو بیٹھ رہا تب حاتم نے اُس سے کہا اب تو مجھکو رخصت دے اور ایک میری بات سن کہ مین یمن کا
رہنے والا ہون اور طے کی نطفہ سے ہون اگر لڑکا پیدا ہو اور یمن جانیکا قصد کرے تو اُسکو اس پتہ سے
بھیجو دینا اگر لڑکی ہو کسی مرد نیک فرشتہ خصلت سے منسوب کر دینا اگر مین جیتا رہونگا تو
ایکبار پھر تیرے پاس مقرر آؤنگا اسطرح کی دو چار باتین کر کے اُس سے رخصت ہوا تھوڑے دنون
کے بعد شہر حبش مین پہونچا اور کہنے لگا کہ اس محلہ مین یوسف سوداگر کی حویلی کونسی ہے
اور اُسکی اولاد مین سے بھی کوئی ہے لوگ دوڑے اور اُسکے بیٹے کو خبر کی کہ ایک مسافر کہین
سے آیا ہے اور تمکو بلاتا ہے وہ اسبات کو سنکر دوڑتا ہوا حاتم کے پاس آیا اُسنے کہا او لڑکے
تجھے تمہارے باپ نے بھیجا ہے اور ایک پیغام دیا ہے اُس سخن کے سنتے ہی لوگ ہنس پڑے اور
کہنے لگے اے مسافر معلوم ہوتا ہے کہ تو دیوانہ ہے جو ایسی بات کہتا ہے اُسکو مرے ہوئے
مدت ہوئی اور تعجب کے لائق ہے کہ اُسنے تیرے ہاتھ پیغام کیونکر بھیجا ہے حاتم نے کہا یارو
تمنے کیا جانا کہ یوسف سوداگر سوداگرون کے محلہ مین رہتا تھا ایک پتہ اُسکی دانائی
کی کہا اور ہاتھ نکالے تھے مین جو اُس نے ایک سنگین جگہ تھی اُس جگہ کو کھودو اسکے پاس ایک خشت
ہے اسکے نیچے بہت سا مال دھوا ہر گڑا ہے لیکن اسے کوئی نہین جانتا جسقدر زر و جواہر
نکلے چار حصے کرو ایک حصہ تم لو اور تین حصے خدا کی راہ مین خرچ کر دیو یہ کہکر پھر اُس نے
سب ماجرا جو دیکھا تھا ابتدا سے انتہا تک بخوبی ظاہر کیا کہ مین اسسبب سے فلان جنگل
مین گیا تھا یہ تماشہ دیکھا اور قاصد بنکر آیا تب اونہون نے کہا یہ حرکت
بے بادشاہ کے خبر کئے کیونکر کرین آخر کار وہ سب لوگ فورا
اوسکو اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ نے پوچھا کہ اے
شخص تو نے کیا دیکھا کہا جہان پناہ مین نے اُس سوداگر کو اس طرح دیکھا ہے
اور یہ پیغام اُسنے میرے ہاتھ بھیجا ہے اسبات کو سنکر وہ بھی ہنسا اور کہنے لگا کہ تیری شہرین

وہاں ایک عورت پیرانہ سال فقیرونکی طرح سے بیٹھی ہوئی بھیک مانگ رہی تھی حاتم
نے اپنے ہاتھہ سے الماس کی انگوٹھی اوتار اُس کے حوالے کی اور آپ روانہ ہوا اتنے مین بڑھیا
نے کہا اے دُکھے پردیسی کا خدا حافظ ہو اس آواز کے سنتے ہی سات جوان مسلح تلوارین
لگائے جنگل کے داہنے بائین سے نکل آئے اور حاتم سے ملاقات کر کے ساتھہ ہو لئے چنانچہ
وہ ساتون چور اُسی چڑیل کے بیٹے تھے اُسنے اس چہلہ اور انگوٹھی کو دیکھکر یہ جانا کہ سونے
کی چڑیا جاتی ہے غرض وہ اُسکے ساتھہ ہو لئے اور اِدھر اُدھر کی گپ شپ ہانکنے
لگے کہنے لگے اے جوانمرد ہم چاہتے ہین کہ تیرے طفیل سے شہر مین پہونچین اور وہان کی بادشاہ
کی نوکری کرین حاتم نے کہا اچھا چلو کھانے پینے کا کچھہ اندیشہ نکرو جب حاتم اُنکے
دام مین نہ آیا تب اُسکے پیچھے سے کمند ڈالکر ہاتھہ باندھکر تین خنجر مارے پھر کنوئین مین گرادیا
اور جو مال و متاع تھا لے لیا وہی ایک پگڑی جسمین مہرہ تھا لپٹی لپٹائی رہ
گئی وہ کئی روز تک کنوئین مین زخمی پڑا اور تین روز کے بعد جب ہوش آیا اوس مہرہ کو
پگڑی سے کھولکر اور کنوئین مین جتنا پتھر پایا تھوک سے رگڑکر اون زخمون پر جو بدن مین
لگایا زخم سب بھر گئے اور درد جاتا رہا پھر اپنے جی مین کہا افسوس ہے اُن
مردون نے دنیا کی اگر راہ خدا مین مجھہ سے مانگتے تو قسم ہے سب کا سب انگوٹھی وغیرہ دیدیتا
اب بھی اگر ملین تو اتنا کہدون کہ جبتک جیئین کبھی محتاج نہون اسی سوچ مین تھا کہ آنکھ
لگ گئی خواب مین کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص باواز بلند یہ کہتا ہے اے حاتم غم نکر خدا
کریم نے تجھے یہان پہونچایا ہے یہ بھی اُسکی حکمت سے خالی نہین تھا یہان ایک گنج عظیم
گڑا ہے حق تعالے نے یہ مال تیرے ہی واسطے چھپا رکھا ہوا تھا اور [illegible] نے
کہا اے بزرگ مین تنہا کیونکر لوٹون کہاں جاؤن وہ بولا کل چند شخص اس جگہ پر آوینگے
اور تجھے اس اندھیرے کنوئین سے نکالینگے چاہیئے کہ انکو شفیق کر کے اس مال کو نکالو
حاتم خوش ہوا اور درگاہ الٰہی مین سر جھکا کر سجدہ شکر خدا کا بجا لایا اتنے مین صبح ہوئی اور زور
کا تڑکا ہوا ایکدم کے بعد وہ شخص اُس کنوئین پر آئے اور پکار کر کہنے لگے حاتم اگر جیتا
ہے تو جواب دے اُسنے کہا ابتک تو خدا کے فضل و کرم سے جیتا ہون تب اُنہون نے

اسی طور سے قسم کھائی اور چوری سے توبہ کی حاتم نے وہ زر و جواہر سب اُن کو بخشا اور راہ راست دکھا کر جنگل کا راستہ لیا کہ ایک کتا زبان نکالے سامنے دکھائی دیا اُس نے معلوم کیا کہ شاید اس صحرا میں کوئی قافلہ اترا ہے اور یہ کتا اسی قافلہ کا ہے جب وہ اسکے پاس آیا تب حاتم نے اسکو گود میں اٹھا لیا اور اس کے واسطے پانی ادہر اودہر ڈھونڈنے لگا اور جی میں کہتا تھا کہ اس جنگل میں کوئی چشمہ ملے تو اس پیاسے کو خوب سا پانی پلاؤں اتنے میں ایک گاؤں دکھائی دیا حاتم اسطرف روانہ ہوا وہاں کے لوگ گیہوں کی روٹیاں اور مٹھائی مسافروں کو دیتے تھے حاتم کے آگے بھی لے آئے اُسنے وہ مٹھائی اور روٹیاں کتے کو کھلائیں کتے نے پیٹ بھر کھایا مگر حاتم اسکی طرف دیکھکر کہتا تھا کیا خوش ترکیب اور خوبصورت کتا ہے اور وہ اسکے سامنے بیٹھا ہوا شکر خدا کر رہا تھا اتنے میں حاتم نے شفقت سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا اور دل میں خدا کو یاد کر کے یوں کہا کہ یہ تیری قدرت ہے کہ اٹھارہ ہزار عالم کو پیدا کیا اور ایک کی شکل کو دوسرے کی صورت سے ملنے نہ دیا اتنے میں ایک سخت سی چیز نشاخ کے مانند اس کے ہاتھ میں لگی جب خوب غور کر کے دیکھا تو ایک میخ آہنی نظر آئی فوراً وہ میخ اسکے سر سے نکال لی وہ کتا ایک جوان خوشرو کی صورت ہو گیا حاتم متعجب ہو کر کہنے لگا کہ اے بندۂ خدا کیا بھید ہے اور تو کون ہے کہ پہلے تیری صورت ہیوان کی تھی اور اس میخ کے نکالتے ہی تو انسان ہو گیا اُس نے دیکھا کہ اس شخص نے مجھ پر احسان کیا ہے اس سے اپنا حال چھپانا چاہیئے اسبات کو سوچکر اس کے پاؤں پر گر پڑا اور کہنے لگا اے مرد بزرگ میں نبی آدم ہوں تیری دستگیری سے اپنی اصلی صورت پر آیا حاتم نے کہا کہ کیا سبب تھا کہ تیری صورت کتے کی سی ہو گئی تھی جوان نے کہا میں سوداگر کا بیٹا ہوں میرا باپ بہت سا مال و اسباب لیکر چین کو گیا تھا وہ مال اس نے وہاں بیچا اور وہاں سے کچھ مول لیکر خطا میں گیا اسکے فروخت سے بہت سا نفع حاصل کیا اور مجھکو دھوم دھام سے بیاہ دیا چند روز جیا پھر شربت اجل پیکر مر گیا مال و اسباب زر و جواہر میرے ہاتھ لگا میں ایکدفعہ تاک اوسکو بیچکر عیش و عشرت

کرتا رہا جب وہ کم ہونے پہ آیا تب میں خطا کا مال خرید کرکے شہر چین میں گیا
اور خرید فروخت کرکے پھر اپنے شہر کو روانہ ہوا جب تک میں آؤں وہ عورت
بد ذات جو باپ نے بیاہ دی تھی پیچھے ایک غلام حبشی سے الجھ گئی تھی اور شیخ لوہو کی
جادوگروں سے سیکھ کر اپنے پاس رکھ چھوڑی تھی جب میں گھر میں آیا پہنچا اور ایک دن
غافل سو گیا تو اس نے فرصت پا کر شیخ میرے سر میں ٹھونک دی میں اسی وقت کتا ہو گیا
اس نے اسی گھڑی لکڑی لے کر مجھے بہت پیٹا مارا بازار میں پہنچا وہاں کے جتنے کتے تھے ہو
لگے اور کاٹنے ہی دوڑے انکی دہشت سے آج تک بیابانوں میں ہوں کہ میں شہر چھوڑ کر اس
جنگل میں بھوکا پیاسا پڑا پھرتا تھا آج کئی گھڑیوں بارے خدا نے اپنے فضل و
کرم سے تجھے اس مقام پر پہنچایا اور تو نے کھانا کھلایا اور پانی پلایا آدمی بنایا حاتم اس
بات کے سنتے ہی سر نیچا ہو اور کہنے لگا اے عزیز تیرا گھر کس شہر میں ہے اس نے
کہا کہ اس جنگل سے تین روز کی راہ ہے اور اس کو شہر صورت کہتے ہیں حاتم نے کہا
کہ اس شہر میں تو حارث سوداگر بھی رہتا ہے اور اسکی بیٹی تین سوال رکھتی ہے اس لڑکی
نے مجھے اس بات کی خبر دی ہے کہ میں نے وہ کام کیا جو آج کی رات میرے کام آیا
اسنے کہا یہ بات سچ ہے اور میں بھی اسی شہر کا رہنے والا ہوں پھر حاتم نے کہا کہ خیر
خدا تو اس شیخ کو اپنے پاس رہنے دے اگر تیرا جی چاہا اپنے گھر جاوے تو پاویگا تو فرصت پا کر
اپنی جورو کے سر میں گاڑ دینا وہ کتیا ہو جاویگی اس طرح سے باتیں کرتے ہوئے وہ دونوں وہاں سے
چل نکلے تین روز کے عرصہ میں اس شہر میں داخل ہوئے اور وہ جوان اپنے ساتھ حاتم کو لیکر گھر آیا
ڈیوڑھی پر بٹھا کر آپ اندر گیا اور لونڈیاں باندیاں پاؤں پڑ گئیں اور بی بی اس حبشی
سے لپٹی ہوئی سوتی تھی اس حال کو دیکھ کر اس نے تلوار نیام سے لی اور اس غلام
کی گردن کاٹ ڈالی پھر وہ شیخ بی بی کے سر میں ٹھونک دی فوراً وہ کتیا ہو گئی تب وہ اسی رسی
سے باندھ کر باہر نکل آیا اور حاتم کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا اور ایک مسند عالی پر بٹھا کر دکھلایا
اور کہا یہ وہی مکارہ ہے جس نے مجھے آدمی سے کتا بنایا تھا اور یہ وہی حبشی غلام نمک حرام ہے
جو اسکے سنگ میں داخل تھا اس عورت کو دیکھ کر حاتم متعجب ہوا اور کہنے لگا

اے عزیز تونے اسکو کیون مار ڈالا وہ بولا اسکا کیا اسکے آگے آیا اس وحشت سے اب
کوئی ایسا کام نہ کریگا بلکہ اسکو سنکر جو کرتا بھی ہوگا باز رہیگا یہ حرکت مین نے عبرت کے
واسطے کی ہے یہ بات کہکر اسکو اپنے صحن خانہ مین گاڑ دیا اور ہر ایک لونڈی
غلام کو انعام دیکر سرفراز کیا اور تمام رات حاتم کو مہمان رکھکر خوب سی ضیافتین
کھلائین اور صبح تک عیش و عشرت مین مشغول رہا جب دن روشن ہوا تب حاتم
اوس سے رخصت ہوکر کاروانسرا مین آیا اور اوس بوڑھا اگر بچے سے ملاقات کرکے
پوچھنے لگا کہ کیا کرتے ہو کہو خوش تو ہو اوسنے کہا بندہ پرور آپکی جان و مال کو
دعا دیتا ہون ایک مدت سے وہ آواز نہین آتی ہے اسواسطے حارث کی لڑکی تیری
آنیکی منتظر ہے حاتم نے کہا اندیشہ نہین خدا کے فضل و کرم سے مین اسکی خبر لایا ہون
یہ کہکر وہ حارث کی بیٹی کے دروازہ پر گیا خبردار درون نے جاکر خبر پہونچائی وہ دالانکے
درون پر پردے ڈالکر اندر ہو بیٹھی اور لوگون سے کہنے لگی کہ اسکو بلوا لو وہ بلا لائے
جب حاتم پردے کے قریب آیا تب اسکو کرسی پر بٹھا کر سوال کا حال پوچھا حاتم نے
ابتدا سے انتہا تک کہہ سنایا اور جو جو دیکھا تھا بخوبی بیان کیا اوسنے کہا اے جوان اسکو سچ
کہتا ہے کہ اب وہ آواز نہین آتی ہے تو جلد جا اور ماہرو شاہ کا مہرہ لا فوراً حاتم
اُس سے رخصت ہوکر بوڑھا اگر بچے کے پاس آیا اور کہا تو خاطر جمع رکھ ماہرو شاہ کا مہرہ
لینے جاتا ہون اگر یہ تیسرا سوال پورا کرونگا تو تیری معشوقہ سے تجھے ملا دیتا ہون اُس
سے رخصت ہوکر صحرا چلا چند روز مین ایک درخت کے نیچے بیٹھکر فکر کرنے لگا کہ اب
بہتر ہے کہ دیوون کے بادشاہ سے ملے اور اس سے ماہرو شاہ کا مکان پوچھو
وہان کا پتہ لگا دیگا یہ دل مین ٹھہرا کر اُس غار مین آیا کہ جس مین پہلے گیا تھا تھوڑے دنونکے
بعد پھر وہی جنگل خوش اسلوب نظر آیا اوسکو طے کرکے اُس گاؤن مین پہونچا وہان کے
لوگ حاتم کو دیکھکر بستی مین لیگئے مسند پر بٹھایا مہمانی کی اسیطرح ہر شخص اپنے
گاؤن مین لیجاتا اور مہمانی کرتا آخر فرقاش کے محل تک پہونچا اوسنے استقبال
کیا اور ایک مسند عالی پر بتوقیر تمام بٹھایا اور بہت خوشی و عیش کی مجلس جمائی

اور پوچھا کہ آپ کے آنے کا موجب کیا ہے حاتم نے کہا ماہرو پری شاہ
کے ہاتھ مین جو مہرہ ہے اب یہ فدوی اسکے لینے کو آیا ہے اُسنے کہا اے
جوان اس مہرہ کو ہاتھ سے لینے کی کسکو طاقت ہے ہووے کسکی مجال ہے کہ وہان
جاوین اور سلامت پھر آوین تو بیچارہ غریب کس شمار و قطار مین ہو حاتم نے کہا
کچھ اندیشہ نہین مین تم سے ایک شخص کیواسطے پری کے جاتا ہون اسواسطے کہ
کئی روز سے حال خراب ان اسکا ہوا ہے یہ سنکر فرقوش نے مجھکو دیکھا کیا اور کچھ
بولا حاتم تین روز تک وہان رہا چوتھے دن کہنے لگا کہ اب تم سے رخصت ہوتا ہون
کہین ایسا نہو کہ وہ عاشق تمہارا انتظار میرا کھینچکر مرجاوے اوسکا خون میری
گردن پر ہو قطع نظر اس کے اگر مین یہان عیش و عشرت مین رہون تو خدا کو
کیا جواب دونگا فرقوش نے کئی دیو حاتم کے ساتھ کر دیئے کہ تم اسکو ماہرو شاہ
کی سرحد مین پہونچا دو اور اس کے آنیکا سبب وہین بیٹھے ہو حاتم اُن کو
ساتھ لے کر وہان سے روانہ ہوا اور ایک ہفتہ کے عرصہ مین ماہرو پری شاہ
کی سرحد مین جا پہونچا اُنھون نے عرض کی کہ اس پہاڑ سے اُسکا عمل
شروع ہے اب ہماری طاقت نہین کہ آگے بڑھین جو قدم یہان رکھی جاتا ہے
وہ اسکو جیتا نہین چھوڑتا غرض وہ وہین رہ گئے اور حاتم وہان سے رخصت
ہو کر اوسکی عملداری مین داخل ہوا چند روز کے بعد ایک پہاڑ آسمان
سے باتین کرتا ہوا دکھلائی دیا اور درختون کی انبوہ اور سبزے بیشمار
نظر آئے وہ اوسکی طرف چلا جب نزدیک گیا تب پھر ایک طرف سے پری
زادون نے آکر گھیر لیا اور کہا کہ یہ آدمی ہے اسکو جیتا چھوڑنا چاہیے
کیونکہ یہ پہاڑ پر چڑھنے کا ارادہ رکھتا ہے مین اور بعضی پریزاد پہاڑ سے اوترکر
اسکا ہاتھ پکڑ کر اور طوق و زنجیر پہنا کے پوچھنے لگے کہ تو کون ہے اور یہان
کس لیے آیا ہے اور وہ کون ہے جو تجھے یہان لایا ہے سچ بتلا حاتم نے کہا
مجھکو یہان خدا لایا ہے اور مین شہر یمن سے آیا ہون اسبات کو سنتے ہی وہ سب

کہا معلوم ہوتا ہے تو ماہر ویری شاہ کا مہرہ لینے کو آیا ہے کیون سچ ہے یا نہین تب حاتم اپنے
دل مین سوچنے لگا کہ اگر سچ کہتا ہون تو یہ جیتا نہ چھوڑینگے اگر چھپاتا ہون تو جھوٹا
ٹھہرتا ہون اس سے بہتر ہے کہ چپکا رہون یہ سمجھکر گونگا بنگیا اور جواب نہین دیا تب پریزادون
نے آپسمین مشورت کی کہ اسکو آگ مین ڈالا چاہیے اور وہ سب ہزارون من لکڑیان جمع
کرکے آگ بھڑکائی تو آسمان تک پہونچی اسکو اوٹھا کر آگ مین ڈالدیا حاتم تین روز اوسی
آگ مین رہا وہ جلے گئے اس کے بعد جو نکلا تو ایک تار بھی اسکے جامہ کا نہ جلا تھا وہان سے
ایک طرف کو روانہ ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ پریزاد سب حیرت سے دوڑے اور پوچھنے لگے
کہ اے جوان تیری صورت کا ایک اور شخص دو چار ہی دن ہوا کہ ذکر ہے آیا تھا اسکو آگ مین
ڈالکر خاک سیاہ کردیا اب تو آیا ہے کیا وہی ہوگیا دوسرا پیدا ہوا سچ کہہ حاتم نے کہا ای احمق
جو آتشکدہ مین پڑے وہ کیونکر جیتا بچے پھر تو اسکو اوٹھا کر ایک بڑی بھاری پتھر کے چوتھا
روز تک تپایا کہا جو ستے دن اسکو ایسے رکھا لیکن اس نے ورنہ خانگی پہر اکر پہینکا کہ وہ وہان سے
اٹھارہ کوس پر دریا سے شور تھا اسمین جا پڑا ایک گھڑیال نے اوسکو نگل گیا اس حد مین
وہ عالم بیہوشی مین تھا کہ کچھ نہ سمجھا کہ مین کہان تھا اور کہان آگیا ایکبارگی گھڑیال کے پیٹ مین
دیکھکر گھبرایا اور اسکے دل و جگر کو دوڑ دوڑ کر پانو پیچ کھانے لگا اسکے باعث سے وہ ناچار ہوکر
خشکی مین گیا اور قے کرنے لگا حاتم اسکے منہ سے نکل پڑا اسکے بعد بھوکا پیاسا کسی طرف
کو چلا جب طاقت طاق ہوگئی جلکر ریت مین گر پڑا اور ایک سمت کو تکنے لگا اتنے مین ایک
غول پریزادون کا اٹکھیلیان کرتا ہوا آپہونچا اور پھر ایک نے دیکھکر آپسمین کہنے لگے کہ
یہ آدم زاد کون ہے اور یہان کیونکر آیا ہے تحقیقات کیا چاہیے ایک نے حاتم سے کہا کہ
اے آدم زاد تجکو یہان کون لایا ہے جلد بتلا حاتم نے کہا مجھکو خدائے کریم الرحیم لایا ہے کہ جسنے
مجھے اور تجھے پیدا کیا اور دوسرا دن ہے کہ گھڑیال کے پیٹ سے مجکو جیتا باہر نکالا اگر تجکو خدا نے
توفیق دی ہو تو مجھے کھانے پینے کی خبر لا انہون نے کہا کہ تجکو دانہ پانی کیونکر دین ہمارے
بادشاہ کا یہ حکم ہے کہ جب آدم کو جہان پاؤ سزا کھانے لگا و اگر تجکو نہ مارین اور کھانے
پینے کو دین تو غضب سلطانی مین گرفتار ہون اتنے مین ایک نے اون مین سے

اگر اب بھی اپنی زندگی چاہتی ہے تو ہمارے حوالے کر نہ اسکو بادشاہ کے پاس پہنچا دینگے سنتے
ہی آگ ہو گئی اور کہنے لگی کہ اے نامحرم جوان مرگ تو میرے باغ میں کیوں آیا ہے اور بس اتنے
زبان درازی کرتا ہے کیا کوئی نہیں کہ اس ناشدنی کو مارے یہ سنتے ہی سب پریاں اسپر دوڑین
وہ مارے ڈر کے اپنے شہر کیطرف بھاگا اور اپنا منہ کالا کر کے بارگاہ عالی میں فریادی ہوا بادشاہ
نے اپنے لوگوں سے کہا دیکھو تو اس پریزاد کو کسنے کالا کیا ہے اُسے آگے لاؤ جب قریب
تخت کے پہونچا ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگا کہ خداوند میں حسنا پری مینا پریزاد کی بیٹی کے
ظلم سے فریاد کرتا ہوں اور میں اس گروہ میں سے ہوں جو اس آدم زاد کو حضور عالی میں
لاتا تھا رات کے وقت وہ اپنے باغ میں لے گئی اب اس سے عیش کیا کرتی ہے اتفاقاً
میں ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک دن اس باغ میں جا نکلا تو اس آدم زاد کو دیکھا میں نے شور مچایا
کہ اس آدمی کو بادشاہ نے طلب کیا تھا جلد میرے حوالے کرو کہ حضور میں پہنچاؤں
وہ شراب کے نشہ میں چور ہو رہی تھی اپنی پریوں سے کہنے لگی کہ اسکو پکڑ کر خوب مارو
میں بہزار تگ و دو سے بھاگ کر سایہ دولت میں آیا سنتے ہی بادشاہ آگ ہو گیا اور پچاس
ہزار پریزاد کو حکم دیا کہ تم مینا پریزاد کو اُس آدم زاد سمیت باندھکر جلد حضور میں حاضر کرو
وہ سب کے سب دم میں دوڑ پڑے اور اسکی حویلی کو گھیر لیا وہ بیچارہ اسبات کی خبر نہ رکھتا تھا
متفکر ہوکر حیران رہگیا کہ اس اعتراض کا سبب کیا ہے اندر جا کر کہا تیری بیٹی ایک بادشاہی
قیدی کو اڑا لائی ہے اور اسکے ساتھ اپنے باغ میں عیش کرتی ہے اس واردات کو
سنکر وہ ڈر گیا اور اسکے باغ میں آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ حسنا پری اس آدمی کے ساتھ رنگ
رلیاں کر رہی ہے یہ حال دیکھتے ہی بدحواس ہوکر ایک طمانچہ مارا اور کہا اے کم بخت تو نے کیا قہر کیا
کہ ماں باپ کا نام ڈبو دیا بادشاہ کی فوج تیرے پکڑنے کو آئی ہے یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی
ڈر گئی اور تھرتھرانے لگی چہرہ زرد ہو گیا آنسو بھر آئے اتنے میں فوج بادشاہی آ پہونچی اور
ان سب کو گرفتار کر کے حضور عالی میں لے گئی سردار فوج حضور میں آیا اور عرض کرنے لگا
کہ اے جہان پناہ مینا پریزاد [illegible] حضور میں آنے سے عذر کیا [illegible] اور اسکی بیٹی بادشاہ
بے تامل چلا آیا بادشاہ نے کہا کہ مینا پریزاد کو حضور میں لے آؤ وہ بیٹی سمیت سامنے کر دیا

بندہ کو اس حال کے متعلق خبر نہ تھی اور جس طرح سے یہ فدوی فرمانبردار ہی بادشاہ نے رحم کہا کر
بخشا جب ان لوگون نے حاتم کو لیجا کر اس کے سامنے کہڑا کیا بادشاہ نے دیکہا کہ نہایت
حسین ہے مہربانی سے بلا کر اپنے پاس بٹہایا اور کچہہ باتین کر کے کہا ای جوان تو آدم زاد ہو کر
میرے شہر مین کیونکر آیا اور ایسا کیا کام رکہتا ہی کہ جسکے واسطے اتنا رنج اٹہایا حاتم نے
کہا جہان پناہ مین حضور کی قدمبوسی کو آیا ہون کیونکہ فرو قاش بادشاہ نے خداوندگار کے اوصاف
حمیدہ یہان تک بیان کئے کہ انکے اظہار مین میری زبان قاصر ہے غرض دیدار ہمایون
کا اشتیاق دل پر غالب آیا ہر طرح سے مین نے آپکو حضور اقدس مین پہونچایا تب بادشاہ
نے کہا ای جوان تجہے معلوم ہے کہ اس زمانہ مین کوئی حکیم انسانون مین دانا تر اور فن حکمت
سے ماہر ہے حاتم نے کہا خداوند نعمت حکیم سے کیا کام ہے شاید آپ کے ملک مین حکیم نہین
ملتا بادشاہ نے کہا کہ ہمارے قوم کے حکیم سے کچہہ فایدہ نہین ہوتا ہی مین نے بہت علاج کر دیکہا ایک
مدت سے میرے بیٹے کی آنکہین دکہتی ہین اور اس کے سوا میرے ملک کا کوئی والی نہین
خوف ہے کہ وہ بہی اندہا ہو گیا اور کسی طرح سے درد سے بہی فرصت نہین پاتا حاتم بولا اگر شہزادہ
اچہا ہو اور آنکہین روشن ہون اور درد جاتا رہے تو حضور عالی سے مجہے کیا انعام ملیگا بادشاہ
نے کہا جو مانگیگا وہی پاویگا حاتم نے کہا اگر اس بات پر قول و قسم کرو تو مین شہزادے کی ایسی دوا کرون کہ
اسکی آنکہین جیسی تہین ویسی ہی روشن ہو جاوین تو اسوقت مینہ مانگا انعام پاؤن بادشاہ نے
کہا مین نے قبول کیا صبح کو اسنے وہ مہرہ اپنی پگڑی سے نکالکر آب دہن مین گہس کر اسکی آنکہون پر
لگایا شام کے ہوتے ہوتے سرخی جاتی رہی درد موقوف ہوا مگر بینا نہوئین بادشاہ نے کہا
اے جوان ظاہر اسکی آنکہین آگے سے اچہی ہین لیکن بصارت چندان خوب نہین ہوئی تب
حاتم نے کہا پردۂ ظلمات مین ایک درخت ہی اسکو نور بصر کہتے ہین اگر دو تین قطرہ اس کے
پانی کے ساتہہ لگین تو اسکی آنکہین روشن ہو جاوین اس بات کو سنتے ہی ماہر و بری شاہ نے
بادشاہ زادو سے کہا سچ کہو تم مین سے کون ایسا ہے کہ اس کام کو کرے انہون نے کہا جہان پناہ اسکی
پہنچنے کو دور دراز خطر ہے اور راستے مین نہایت دیو پلید رہتے ہین وہان ہم مین سے کوئی جا نہین سکتا
زبردست ہین ہم کو جیتا نہ چہوڑینگے آگے جو حکم ہو سو کرین

اتنے مین حسنا پری اٹھی اور ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگی کہ اگر خداوند میری قصور معاف کرین اور اس
انسان کو مجھے بخشین تو مین جاؤن اور اس درخت کا پانی لاؤن بادشاہ نے کہا کہ تیرا گناہ
بخشا اور وہ سرحد تیرے باپ کو دی اور اس دشت کا وہی مختار ہے حاتم بولا اے حسنا پری
اگر تو چاہے کہ تمام عمر مجھے اپنے پاس رکھے اور اسیر کرے تو باغ حسن کی سیر کرون تو یہ
امید نہ رکھ حسنا پری نے کہا کہ پہلے تو کام تو کر لے پھر مختار ہے جدہر جانا ادہر جانا کوئی تیرا
مانع نہوگا حاتم نے کہا اس طور مین نے بدل و جان منظور کیا … یہ سنکر حسنا پری
کئی پریون کے ساتھ روانہ ہوئی چالیس دن کے بعد ظلمات مین جا پہونچی کیا دیکھتی ہے
کہ ایک درخت عظیم الشان کہ اسکی پھننگ آسمان تک پہونچی ہے اور اس سے پانی کے قطرے
ٹپکتے ہین حسنا پری نے ایک شیشہ اسکے نیچے رکھ دیا تھوڑی دیر مین وہ شیشہ پانی سے بھر
گیا تب اس کا منھ باندھکر وہان سے لے آئی اتنے مین غلغلہ دیوون کا جو کہ ہزار دیو
سے اس درخت کا نگہبان تہا آ پہونچا حسنا پری چست و چالاک تھی بھاگی اور اسکو
ہاتھ نہ لگی چالیس دن کے عرصہ مین بحضور اقدس آ پہونچی اور آداب بجا لا کر عرض کرنے لگی
خداوند آپکے اقبال سے یہ لونڈی اس درخت کا پانی لے آئی اور اس کے چوکیدارون
کے بھی ہاتھ نہ لگی یہ کہہ کر شیشہ بادشاہ کو دکھا دیا کہ چند قطرے پانی کے حاضر ہین
اور راہ کے صدمے بھی مفصل ظاہر کیے بادشاہ نے حسنا پری کو نہایت مہربانی سے اپنے
گلے لگایا اور پانی کا شیشہ حاتم کے حوالہ کیا اس نے فی الفور اس مہرہ کو رگڑ کر اسکی
آنکھون مین لگایا اور بچی سے سات روز برابر ڈالتا رہا آٹھوین روز جو اسکی آنکھون سے
پتلی کی آنکھون مین تھی وہ دور کہتے ہین ان کے پیٹ لیکر نکلا تہا جونہین شہزادے نے اپنے
باپ کا دیدار دیکھا نہایت خوش ہوا اور حاتم کے پانوون پر گر پڑا حاتم نے اسکو گلے لگایا اور خدا
کا شکر کیا تب بادشاہ نے ممنون احسان ہو کر اسکے آگے اتنا زر و جواہر لایا کہ حساب و شمار
سے باہر تہا حاتم نے کہا اے بادشاہ مجھ غریب کی پشت پناہ اس قدر زر و جواہر مین کیا کرون
گا اور کہان لیجاؤن گا اگر ہان تم اپنے پریزادون کو ساتھ کر دو تو مجھ فقیر کو بادشاہ
کے پاس بھجوا دو تو یقین ہے کہ وہ سرحد مین پہونچا دے گا یہ بھی ساتھ کر دیا

تب بادشاہ نے اپنے پریزادون کو کہا کہ جب یہ جوان اپنے شہر کیطرف روانہ ہو تو تم اسباب
اسکا پہنچاؤ پھر حاتم نے عرض کی اے شہنشاہ گیتی پناہ جو کچھ عنایت ہوا ہی سو آپ کا
تفضلات سے ہے لیکن امیدوار اسبات کا ہون جو دینے کو کہا تھا وہ عنایت ہو بادشاہ
نے کہا ہان کیا مانگتا ہی حاتم نے کہا یہ مہرہ جو آپکے ہاتھ مین ہی اگر میری آرزو پوری کرنی
ہے تو بخشو اس بات کے سنتے ہی بادشاہ نے سر نیچا کر لیا اور کہا کہ معلوم ہوا کہ
حارث کی بیٹی نے یہ مہرہ تجھسے مانگا ہی اور مینے تجھسے اقرار کیا ہی ناچار ہو یہ کہکر وہ مہرہ حاتم
کو دیا اور کہا اے جوان جب تو یہ مہرہ اسکو دیگا مین بھی پاس رہونگا وہ اپنا کسی دوست سے
منگوا لونگا حاتم نے التماس کیا کہ جب عاشق کا کام ہو چکیگا پھر آپ مختار ہین حاتم وہ مہرہ لیکر
اپنے بازو پر باندھا تھا کہ گنج اور دفینے زمین مین گڑے ہوئے تھے نظر آنے لگے تب اپنے
جی مین کہا کہ حارث سوداگر کی بیٹی نے یہ مہرہ اس غرض سے منگوایا ہی القصہ بادشاہ تو
رخصت ہوا بادشاہ نے اپنے عیارون نظر بازون سے کہا کہ جسوقت حارث سوداگر کی بیٹی
کا نکاح ہو چکے اسکے ہاتھ سے کسی گھات سے لے آؤ حاتم وہان سے حسنا پری کے
گھر آیا تھوڑے دن عیش و عشرت کرکے رخصت ہوا تب پریزاد زر و جواہر لیکر
اسکے ہمراہ ہوے اور فرقاش کی سرحد تک پہونچا کر رخصت ہوئے اور جو حاتم
کے ساتھ آئے تھے دیکھتے ہی دوڑے اور شاد ہوئے پھر اسبال و متاع جمیعت اپنا
تخت پر بٹھا کر چند روز مین فرقاش کے پاس جا پہنچے تب لشکر اور وہ اٹھکر بغل گیر ہوا اور
بہت سی تواضع کرکے آفرین کی شب کو حاتم وہان مہمان رہا صبحکو رخصت ہو کر غار
کی راہ سے صورت مین آ پہونچا دیوونکو زر و جواہر بخشکر رخصت ہوا پھر آپ سوداگر
کی بیٹی کے گھر آیا اور وہ مہرہ اسکے حوالہ کیا وہ اسکو دیکھتے ہی نہایت خوش ہوئی اور
کہنے لگی اے جوان اب مین تیری ہون جو چاہے سو کر حاتم نے کہا اے ساقی ناز میرا
مطلب یہ نہین ہے کہ تجھسے شراب وصال پیون مگر وہ جو ایک مدت سے اس شاہزادے
کا پیاسا ہے اس کو پلاؤ نگا تو بھی قبول کر اس نے کہا مین تیری ہو چکی تو
لاؤنگی حاتم نے اسکے باپ کو بلوا کر اس سوداگر بچے کا ہاتھ اوسکے ہاتھ

جہان پناہ کی

کیسے کرسکتا

اوٹھہ کھڑا ہوا اور خدا کی درگاہ مین مناجات کرنے لگا کہ الٰہی تو غفور الرحیم ہی اور مین بندہ گنہگار ہون مجھکو بخشدے توبہ کرتا ہون اور تو ہی رزق دینے والا ہی حلال مین خزانہ غیب سے پہونچائیگا جب صبح ہوئی تو معمول کے موافق دو روٹیان ڈالنے لگا کہ یکایک سو دینار پانی سے نکل آئے مین نے اونکو اوٹھا لیا اور شہر مین ڈھنڈورا پٹوا دیا کہ اگر کسیکا مال دریا مین گر پڑا ہو تو مجھسے لے اسبات کا جواب نہ پایا پھر بدستور سابق دریا پر گیا اسی طرح دینار نکل آئے اونکو بھی لا کر رکھہ چھوڑا اسیطرح سے دن گذرا اور رات ہوئی تو مین نے خواب مین دیکھا ہو کہ ایک شخص کہتا ہے کہ اے بندۂ خدا یہ وہی دو روٹیان میری شفیع ہوئین ہین خدا ئے کریم نے حکم کیا ہی کہ تجھکو سو دینار روز ملا کرین تو انمین سے کچھہ خدا کی راہ مین صرف کر اور باقی سے اپنی اوقات کاٹ اتنے مین آنکھہ کھل گئی سجدۂ شکر بجا لایا پھر مین نے یہ عمارت بنائی اور دروازہ پہ یہ کلمہ لکھدیا اب بھی اسیطرح سو دینار مجھے پہونچتے ہین مسافرون اور فقیرون کو دیتا ہون اور کھانا کھلاتا ہون اور یاد الٰہی مین مشغول رہتا ہون اب عمر کے سو برس باقی ہین اور اس عمارت کو بنے سو برس ہوئے ہین اے عزیز جب سے مجھے یقین ہوا کہ خداوند کریم مجھے بخشتا ہی اور اتنی عمر عطا کی ہے اور رزق بے منت پہنچائیگا مین خوش و خرم رہتا ہون اور کسی طرح کا اندیشہ نہین کرتا ایسی ہدایت خدا اسکو نصیب کرے اسبات کو سنکر حاتم نے خدا کی درگاہ مین سجدۂ شکر ادا کیا اور تین روز اسکے پاس رہا چوتھے دن رخصت ہو کر شاہ آباد کی طرف چلا تھوڑے دنون کے بعد ایک جنگل مین پہونچا کیا دیکھتا ہے کہ ایک سانپ کالا کسی خوش رنگ سانپ سے ایک درخت کے نیچے لڑ رہا ہے یہ اس حال کو دیکھ کر للکارا کہ خبردار کیا کرتا ہے وہ اسے چھوڑ کر چلا گیا وہ غریب بھاگنے کی تاب نہ رکھتا تھا اسی درخت کے نیچے پڑ گیا اور ادہر وحشت زدہ کی طرح دیکھنے لگا حاتم نے کہا اے سانپ تو خاطر جمع رکہہ جب تک تو بحال نہوگا تب تک مین یہین رہونگا کہین نہ جاؤنگا بارے ایک آدہ گھڑی کے بعد وہ توانا ہوا اور درخت پر سے حاتم کو جھک جھک کر سلام کرنے لگا اس حالت کو دیکھکر حاتم متعجب ہوا کہ کیا اسرار ہے اتنے مین

یہ تصویر اوسوقت کی ہے کہ حاتم کا نابینا کے پاس جانا اور اسکا اچھا کرنا اور کہنا کہ بدی نہ کر

سانپ نے کہا تعجب نہ کر کہ مین جن کی قوم سے ہون بادشاہ کا ملازم ہون ناحق
مارا جاتا تہا کہ حق تعالی نے تجھکو میری حفاظت کے واسطے بھیجا اس موذی کی چنگل سے چھوٹا
حاتم نے کہا خیر معلوم ہوا اب تو جہان جاتا ہے وہان جا کیونکہ مین بھی بہ سرکار رہون بادہ
یہان رہ نہین سکتا کہا اے جوان دستگیر یہان غریب خانہ یہان سے بہت نزدیک
ہے اگر آپ بندہ نوازی کرین اور تشریف لے چلین تو مہربانی ہے غرض حاتم اسکے
ساتھ ہو کر چلا اسنے مین آیا ایک لشکر عالیشان خیمہ کھڑے دکھائی دیا حاتم نے پوچھا کہ

کسکا ہے وہ بولا کہ اس فقیر کا یہ حاتم کو لیے ہوئے اپنے دولتخانہ مین داخل ہوا اور ایک مرصع تخت پر بٹھایا اور ضیافت کی اور بہت سا زر وجواہر اسکے سامنے رکھا اور تمام رات ناچ ورنگ کی صحبت رہی حاتم نے کہا زر وجواہر مجھے درکار نہین پہر صبحکو شاہزادہ نے اس غلام کی گردن ماری اور حاتم رخصت ہوکر شاہ آباد کی طرف روانہ ہوا غرض ایک سو اور پندرہ دن کے بعد شاہ آباد مین داخل ہوکر کاروانسرا مین اترا اور منیر شامی ہو ملا یہ خبر کسی نے حسن بانو کو پہونچائی اسنے اوسکو وہین بلوایا اور ایک مکان عالیشان پر پردہ ڈالکر آپ بیٹھی اور اسے بٹھاکر احوال پوچھا کہ اے جوان عالی ہمت بہت دنونمین تو آیا اور کیا خبر لایا کہ تم نے جو ماجرا دیکھا اسنے جو پیرد کی زبانی سناتہا سو بخوبی بیان کیا اور کہا صاحب اس پیرمرد نے اسی واسطے اپنے دروازے پر یہ عبارت لکھکر لگا دی ہے حسن بانو اس سخن کو سنکر نہایت خوش ہوئی اور حاتم کی ہمت پر آفرین کرکے کہنے لگی اے جوان تو ہی تہا جو یہ خبر لا یا نہین تو کسکا منہ تہا کہ یہ کام کر سکے اسکے بعد چند خوان میوے کے حاتم جہان اور اتہا سبھوادیئے اس نے کہانا منیر شامی کے ساتھہ کہایا اور شکر کا سجدہ ادا کیا اور کہنے لگا کہ اے منیر شامی تو نہ گہبرا اب تہوڑے ہی دنون مین خدا کے فضل سے مین تیری معشوقہ سے تجھے ملا دئے دیتا ہون اسکو تسلی دلاسا دے کر آپ حسن بانو کے پاس گیا اور یہ کہنے لگا کہ اے حسن بانو اب کونسا سوال رکہتی ہو کہ مین اسکی جستجو مین کمر کوشش کی باندہون حسن بانو نے کہا تیسرا سوال میرا یہ ہے کہ ایک شخص جنگل مین کہڑا کہتا ہو کہ کسی سے بدی نہ کر اور اگر کرے گا وہی پایگا اسکی خبر لا

تیسرا سوال حاتم کے جانے کا اور اس بات کی خبر لانے کا کہ کسی سے بدی نہ کر اگر کرے گا تو وہی تیرے آگے آئے گی

الغرض حاتم سنتے ہی وہان سے روانہ ہوا اور خدا کو یاد کرکے سر جنگل جیال لگا ایک

مہینے کے بعد ایک پہاڑ ایسا دکھلائی دیا جو آسمان سے باتیں کرتا تھا جب اسکے نیچے گیا ایک
آواز آہ و زاری کی سنی سر اٹھا کر ادہر اودہر دیکھنے لگا تو کچھ نظر نہ آیا مگر ایک جوان
خوش وضع لاغر و لیدہ رو دبلا پتلا بیماروں کی سی وضع ڈالے پڑا ہے آنکھیں بند کئے ٹھنڈی
سانس بھر نعرے مارتا ہے اور یہ مصرع پڑھتا ہے ع شتاب آ کہ نہیں تاب اب جدائی کی
حاتم اسے دیکھکر حیران ہوا کہ کیا بھید ہے آگے بڑھکر دیکھا کہ ایک درخت سایہ دار عظیم الشان
کے نیچے ایک سل سنگ مرمر کی اوس پر ایک جوان بیٹھا ہے اوس سے پوچھا اے جوان اس حالت کو
کیوں پہونچا ہے اپنا ماجرا بیان کر وہ آنکھیں بند کئے مراقبہ میں تھا جواب نہ دیا دوبارہ
اسے پھر پکارا وہ کچھ نہ بولا جب تیسری بار یوں کہا کہ اے شخص معلوم ہوا کہ تو بہرا ہے میں نے تین
مرتبہ تجھے پکارا تو نے جواب نہ دیا یہ بات سنتے ہی اسنے آنکھیں کھولدیں اور کہا تو کون
حاتم نے کہا کہ سیر کرنے یہاں بھی آنکلا ہوں تو اپنا حال بیان کر ایسا کیا مبتلا ہو کر پڑا ہے
اور یہاں کس واسطے آ پڑا ہے اسنے کہا اے مسافر تیری طرح بہت سے [illegible]
آئے اور میرے احوال سے واقف ہوئے پر کسی نے میرے درد کا علاج نہ کیا احوال کہنا کچھ
حاصل نہیں تو اپنی راہ لے کیوں درد سر دیتا ہے اور مجھے بیکار میں کس واسطے ڈالتا ہے حاتم نے
کہا جبکہ تو نے اکثر لوگوں سے کہا خدا کیواسطے مجھ سے بھی کہہ کہ شاید دل میں آرزو ہے پہونچائی
اسنے کہا تو ایکدم میرے پاس بیٹھ جا میں بیٹھ جاؤں تو اپنا ماجرا کہوں میں اس درخت
کے نیچے بیٹھ گیا جوان کہنے لگا اے شخص میں ستم رسیدہ ہوں میرا قافلہ روم کو جاتا تھا
اور میں اسکے ساتھ یہاں تک پہونچا صبح کو اس سے جدا ہو کر پہاڑ پر آیا اور قضائے حاجت
سے فارغ ہوا اس درخت کے نیچے بیٹھا یہاں ایک پریزاد حسین مہ جبین کو دیکھا فریفتہ
بلکہ ایسا از خود رفتہ و بیہوش ہو گیا کہ وہ میرے سر کو اپنے زانو پر رکھکر گلاب چھڑکنے لگی جب
ہوش میں آیا اپنے سر کو اسکے زانو پر دیکھکر خوش ہوا اور ہزار جان سے عاشق ہو گیا
بے کیف اد اٹھ بیٹھا اور میں نے پوچھا اے نازنین جان بخش تو کون ہے اس جنگل ویران
میں کیا کرتی ہے اس نے کہا میں پریزاد ہوں اور یہ پہاڑ میرا مکان ہے کیسا آدمی چاہتی
تھی سو آج خدا نے ملا دیا ہے دلجوئی اور دلداری کی باتیں سنکر ایسا دیوانہ ہو گیا کہ اپنا حال

قافلہ کی کچھ خبر نہین رہی اسیطرح چند روز الفت رہی یکایک میرے طائر روح کو اُس نے
اپنی زلف مشکین کے دام مین گرفتار کیا غرض تین مہینے تک اُس سے ہم صحبت رہا ایکدن
مینے اس سے پوچھا اے پری اس جنگل مین رہنے سے کیا فائدہ شہر مین چلین اور آرام سے
گذارین اس نے کہا اگر تیرا دل چاہتا ہی تو بہتر میرا گھر یہان سے بہت نزدیک ہے ماں باپ
لوگون سے ملاقات کر کے رخصت ہو آؤن لیکن خبردار تو میرے آنے تک کہین یہان سے
نہ جانا مین نے کہا سچ کہو کب آؤگی اسنے کہا یہ سات دن کے بعد لیکن اگر تو کہین جائیگا
تو پشیمان ہوگا اسی حال سے سات برس ہوے کہ وہ عہد شکن نہین آئی اور مین اسکے
وعدہ پر کہین نہین جا سکتا مبادا آجاے اور مین نہون خدا جانے میرے حق مین کیا
کر بیٹھے اب میری قوت درختون کے پتے ہین اور پانی اس چشمہ کا کیا کرون زمین سخت
ہے اور آسمان دور ہے نہ رہنے کو جگہ نہ چلنے کو پاؤن میرے حسب حال یہ شعر ہے
؏ جدائی تری کسکو منظور ہے۔ زمین سخت ہے آسمان دور ہے۔ یہ حال سنکر حاتم بہت کڑھا
اور آبدیدہ ہو کر کہنے لگا اے عاشق زار اگر اُسنے تجھے اپنا نشان بتایا ہو اور نام بتایا ہو تو مجھسے
بیان کر اُسنے کہا اتنا تو جانتا ہون کہ اُسکے قبائل کوہ القایر پر رہتے ہین پر یہ معلوم نہین کہ وہ کہان کی
ہے حاتم نے کہا ای جوان وہ جب تجھسے رخصت ہوئی تھی تو کس طرف گئی تھی اُسنے کہا کہ میرے
سامنے دس بیس قدم داہنی طرف چلی تھی پھر نہین معلوم کس طرف گئی حاتم نے کہا اگر تم عشق
رکھتے ہو تو ہمارے ساتھ کوہ القایر چلو خدا کے فضل سے ڈھونڈھ نکالینگے جوان نے کہا
اگر معشوق یہان آے اور مجھے نپاے تو پھر نہ یہ جگہہ ہوگی اور نہ وہ ہی ہاتھ آئیگی اگر ملاقات
ہونی ہے تو یہین ہو جائیگی نہین تو اُسکے انتظار مین مر جاؤنگا حاتم اس کلام درد آمیز
آنسو بھر لایا اور کہنے لگا اے عزیز اگر اُسکا نام جانتا ہے تو بتلا دے اس نے کہا کہ
الگن پری کہتے ہین حاتم نے کہا ای جوان خاطر جمع رکھ کوہ القایر جاتا ہون اور تیری معشوقہ
کو تجھسے ملا دیتا ہون یا تجھکو وہان لیجاتا ہون تو اب مین اُسکا مکان تحقیق کر کے
اسی پاؤن پھر آتا ہون وہ بولا اب تک مین نے کوئی شخص ایسا نہین دیکھا کہ اپنا کام چھوڑ کے
اور دوسرے کے کام پر کمر باندھے کیون باتین بناتا ہے اپنے کام پر

لگ حاتم نے کہا اے عزیز میں اپنا سر ہتھیلی پر رکھتا ہوں کہ یہ خدا کی راہ میں کسی کے کام
آوے جسکا درکار ہو سو ہے جی تلک اپنا میں گنواؤں گا + کام اسکا بجا ہی لاؤنگا
میرے کہنے کو راست جانو اور جھوٹ نہ سمجھو غرض اسی طرح سے کی دو چار باتیں کرکے رخصت
ہوا اور جس طرف وہ پری گئی تھی اُسی جانب کو روانہ ہوا چلتے چلتے ایک پہاڑ دیکھا پہونچا
اور اس پہاڑ پر چڑھ گیا کیا دیکھتا ہے کہ بہت سے درخت میوہ دار طرحدار ہیں ہرے اور
کتنے درخت پھولوں سے لدے ہیں اور جھوم رہے ہیں اور ایک پاکیزہ مکان نظر آیا وہاں
چار درخت بڑے لگے ہوئے تھے اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی حاتم تھوڑا سا تھکا تھا اس مکان
میں گیا جاتے ہی بے اختیار اسکی آنکھ لگ گئی سو رہا شام کے وقت چار پریاں آئیں
اور مسند بچھائی اسکو دیکھکر آپس میں کہنے لگیں یہ کون ہے اور کیونکر آیا ہے اسے
پوچھا چاہئے مشورت کرکے اُسکے پاس آئیں اور پوچھا کہ تو کون ہے کہ آدمزاد
تو یہاں کیونکر آیا ہے حاتم اُنکی آواز سنکر چونک پڑا اور ہر اور دیکھنے لگا اور
بولا مجھکو میرا خدا یہاں لایا ہے کوہ القا کی سیر کرنے اور الکن پری کو دیکھنے جاتا ہوں
اسکا سبب یہ ہے کہ وہ ایک آدمی سے سات روز کا وعدہ کرکے وہاں سے گئی ہے
اور سات برس گذر گئے کہ وہ بیچارہ ایک درخت کے نیچے اُسکی یاد میں بیقراری سے
تڑپ رہا ہے اور اسکی جان لبوں پر آ رہی ہے اس واسطے جاتا ہوں کہ اسکو
سمجھاؤں کہ وعدہ وفا کرنا پیشہ اچھوں کا سنتیں ہے اس بات کو سنکر وہ
مسکرائیں اور کہنے لگیں پر الکن پری کوہ القا کی شہزادی ہے اسکو ایسی کیا غرض
تھی کہ وہ کسی آدمی سے ملنے کا اقرار کرتی معلوم ہوا کہ تو سودائی ہے جو اس پہاڑ کے
دیکھنے اور اسکے ملنے کا قصد رکھتا ہے قطع نظر اگر تو وہاں جاویگا تو کب جیتا
بچیگا حاتم نے کہا خیر جو ہو سو ہو وہاں لے گئے میں مضطر ہوتا ہوں انھوں نے کہا
اگر ہماری صحبت قبول کرے آج کا رہنا تو غنیمت سمجھے تو کل ہم تجھے کوہ القا
کی راہ دکھا دینگے اس نے کہا بہت اچھا کسی طرح سے یہ کام ہو غرض وہ اُن کے
گھر مہمان رہا اور اُس رات کو عیش و عشرت میں بسر کیا صبح ہوتے ہی کوہ القا کا رستہ لیا

وہ حاتم کے ساتھ ہوئیں سات روز تک دن رات چلی گئیں آٹھویں روز منزل پر پہونچکر کہنے
لگیں اب آگے ہم نہیں جا سکتے کیونکہ یہاں سے آگے ہماری سرحد نہیں تجھے چاہیے کہ سیدھا
چلا جا یقین ہے کہ تھوڑے ہی دنوں میں کوہ الماس تک پہنچ جائیگا حاتم ان سے رخصت ہوا
اور ایک ماہ کی راہ پر جا پہونچا جہاں ایک دوراہا تھا رات کی راہ میں ارادہ چار گھڑی
رات گئے ایک بستی کیطرف سے گریہ وزاری کی آواز اسکے کان میں آئی وہ چونکا اُٹھ بیٹھا
اس پر دھیان کیا اور جی میں کہنے لگا کہ اے حاتم خدا کی راہ پر کمر باندھی اور گریہ زاری
کی آواز سنکر تغافل کرے بہتر یہ ہے کہ اپنی راحت چھوڑ اور اس مصیبت زدہ کی خبر لے یہ
دھیان کرکے اُٹھا اور تمام رات ادہر ادہر ڈھونڈھتا رہا صبح پہنچے جہاں سے آواز
آتی تھی وہاں پہونچا کیا دیکھتا ہے کہ ایک جوان سر و پا برہنہ بے اختیار رو رہا ہے حاتم
نے کہا بندۂ خدا کیوں روتا ہے ایسا کون صدمہ پڑا جسنے تجھے ستایا اور اس بیابان
میں پڑا لازم ہے کہ تو مجھکو اپنے احوال سے آگاہ کر اسکے کہتے ہی وہ جوان اور بھی
ڈاڑھیں مار کر رونے لگا کہ میں مرد سپاہی ہوں روزگار کے واسطے اپنے شہر سے نکلا تھا
اتفاقاً راہ میں ایک باغ نہایت دلچسپ روح افزا دکھائی دیا میرے دل کو اسکے
سیر کی نہایت رغبت ہوئی اسکے قریب اپنے گھوڑے سے اوتر پڑا اور دو چار قدم اسکے
اندر گیا [illegible] لگا اتنے میں پریزادوں کا غول لباس زریں پہنے چھپاتا ہوا نظر آیا میں نے کہا کہ
[illegible] نہیں کسی کے [illegible] نظر بد سے دیکھے یہ خیال کرکے وہاں سے پھر آگے غور کرون گا
[illegible] سے خبر ہوئی وہ مسکرا کر زیادہ دو گھڑی بیٹھی تھی ایسا سنکر وہ مسکرائی اور مجھکو
ایک مکان [illegible] لے گئی اور اپنے پاس بٹھایا اور کہنے لگی کہ اسمیں
[illegible] اس باغ میں داخل ہوا پہلے تو میرے گھوڑے کو دیکھکر پوچھنے لگا
کہ یہ گھوڑا اسکا ہے کسی نے جواب نہ دیا آگے بڑھا پھر مجھے اس حسن
کے پاس پہونچا دیکھکر آتش غیرت سے جل گیا نزدیک آکر بیٹھا تھا کہ اسکی
گردن پکڑ کر زمین پر پٹکے وہ لڑکی ڈری اور چلائی کہ میں بے گناہ ہوں خدا
کے واسطے تحقیق ثابت کرو پھر جو چاہو سو کرنا اس بات کو سنکر

شہرہ ہو گیا اسی مین دائی نے آکر کہا اسے شہزادی بادشاہ زادی ماشاء اللہ جوان ہوئی ہے اور اس شہر
مین آج تک کوئی شہزادی کے لائق کوئی نظر نہین آیا یہ مسافر سونا چاندی یا اسباب دار کسی بڑے
آدمی کا بیٹا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اپنے مارے شرم کے شہزادی سے اتک بات نہین کی
بہتر ہے کہ اس کے ساتھ شہزادی کو بیاہ دو نہ اگر ان دونون بیچارون کو مارو گے
تو خلق مین رسوائی ہو گی اور ان کا خون تمہاری گردن پر رہیگا خدا کو کیا جواب دو گے
تب اُسنے اپنی لڑکی سے پوچھا کہ کیا تیری مرضی ہے اُسنے کہا کہ آجتک مین نے کسی نامحرم
کو نہین دیکھا اور یہی پہلے پہل نظر پڑا اسواسطے مین نے اسکو قبول کیا اُسنے کہا اچھا
تجھے مبارک ہو لیکن یہ میرے قول پوری کرے اسبات کو سنکر مین نے کہا کہ جو کچھ آپ
فرماوین بجا لاؤن اُسنے کہا کہ پہلے ایک جوڑا پرند جانور کا سرخ سانپ کا مہرہ لا
پھر آپ نے کھولتے گھی کے کڑاہے مین ڈال اور سلامت نکال اسوقت مین اپنی بیٹی
تجھے دونگا اس کے یہ سوال سنکر مین گھبرایا اور وہانسے اس بیابان وحشت اثر مین
آپڑا اور مارے بھوک اور پیاس کے اتنی طاقت نہین جو اپنے وطن کو جاؤن نہ یہ قدرت
ہے کہ اسکا جواب دیکر معشوقہ سے ملون دو برس سے بگولے کیطرح چارون طرف خاک
اڑاتا پھرتا ہون حاتم نے کہا اچھا اب براے خدا مین یہ شرطین تیری پوری کرکے
تیری معشوقہ کو لادونگا کیونکہ حق تعالیٰ نے اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ ہر ایک شخص کے ہر وقت
مین کام آؤن پھر سوچا کہ کیدھر جاؤن کیواسطے پرند جانور کا مخبر بتاتا شہر ویران
سے لایا تھا مجھکو بھی وہین جانا چاہیے یہ سوچکر منزل بمنزل چلا اور منزل مقصود پر جا نکلا
تھوڑی دور جاکر کیا دیکھتا ہے کہ ایک قلعہ کے گرد لکڑیان جمع کرکے ایک خلقت آگ
لگانے کی فکر مین ہے یہ ماجرا دیکھکر کہا کہ کیا سبب ہے کسی نے کہا کہ ایک جانور بڑا
خوفناک کسی طرف سے یہان آتا ہے اور جس جاندار کو دیکھتا ہے کھا جاتا ہے اسکو سنکر اپنے
دل مین کہنے لگا کہ اس بلا کو کسی طرح ان غریبون کے سر سے ٹالنا چاہیے یہ سوچکر کار روا لشکر امین
آیا اور اسکے پاس ایک بہت بڑا سا گڑھا کھدوایا بہت سی سوکھی لکڑیان بھر کے
اسی مین جا بیٹھا جب پہر رات گئی تب وہ جانور آیا دیکھا کہ ایسا بڑا سا سامنے چلا آتا ہے

جب نزدیک آیا حاتم نے جانا کہ اسی کا نام شمن ہے اور پاؤن اور سر ہاتھی کا سا ہے اور تن
شیر کے سے چنانچہ جو سر ہاتھی کی شکل ہے اسمین تو آنکھیں ہین اگر اسکے بیچ کی آنکھ کسی
ضرب سے پھوٹ جائے تو یقین ہے کہ یہان سے بھاگے انہین دنون وہ [illegible]
آپہونچا لوگون نے دیکھتے ہی قلعہ کے گرد آگ لگا دی اسکا شعلہ ایسا بلند ہوا کہ قلعہ
نظر آنے سے باز رہا وہ ادہر ادہر دیکھنے لگا اور ایک آواز اسکے منہ سے ایسی نکلی کہ
تمام خلقت وہان کی تھرتھرا گئی یکایک وہ اجل گرفتہ حاتم کے پاس پہونچا اُسنے ایک
تیر ایسا تاک کر مارا کہ بیچ کی آنکھ مین پار ہو گیا وہ نیم بسمل ہو کر تڑپنے لگا اور ایسے نعرے
مارے کہ تمام جنگل گونج گیا یکایک ایسا بھاگا کہ پیچھے پھر کر نہ دیکھا حاتم اُس غار سے
نکلا اور باقی رات وہین کاٹی صبح کو اسی بستی کے رہنے والے اُس سے پوچھنے لگے
اے عزیز تو اسکو دیکھکر کیونکر جیتا رہا اُسنے کہا کہ میرے سر پر خدا کا سایہ تھا اُس
نے بچا لیا اور اس بلا کا نام شمن تھا خدا کے فضل سے مین نے اُسے مارا اور تمہارے
سر سے دفع کیا اونہون نے کہا یہ بات ہم کیونکر باور کرین حاتم بولا کہ آجکی رات
تم سب کے سب قلعہ کی چھت پر بیٹھ کر جاگو اگر وہ رات کو آئے تو تم مجکو جھوٹا جانیو اور
نہین تو سچا اونہون نے اُس کے کہنے کے بموجب کیا وہ جانور صبح تک نہ آیا تب وہ سب
کے سب آکر حاتم کے پاؤن پر گر پڑے اور زر و جواہر لاکر نذر کئے اسنے کہا کہ مین
تن تنہا مسافر غریب اس زر و جواہر کو لیکر کہان جاؤن بہتر یہی ہو کہ اسکو فقیرون
کے حوالے کرو خدا کے نزدیک سرخرو اور دنیا مین نیکنام کہلاؤ یہ کہکر رخصت ہوا اور
کسی طرف چلا اتفاقاً ایکدن راہ مین کیا دیکھتا ہے کہ ایک سانپ نیولے سے لڑ رہا ہے
قریب ہے کہ کوئی نہ کوئی اپنے سے مارا جاے حاتم بولا اور للکارا کہ اے حیوانو تم دونون
مین کیا ایسی دشمنی ہے سانپ نے کہا کہ اسنے میرے باپ کو مارا ہے مین اسے مارون گا
نیولا بولا کہ وہ میری خوراک تھا مین نے کہا سانپ سے حاتم نے کہا کہ اپنے
باپ کا عوض لیا چاہتا ہے تو خدا کی راہ مین مجھے مار تاکہ اسکے عوض حاتم سر اپنا
نثار کرے نیولا بولا اے جوانمرد ٹھہر ایسی جلدی نہ کر مین نے آزمایش

کے واسطے کہی تھی آفرین تجھکو اور تیرے ماں باپ کو یہ کہکر وہ دونون انسانکی صورت ہو کر
حاتم نے کہا اے عزیز یہ کیا سبب ہے کہ تم ابھی حیوان تھے انسان ہوگئے یہ بولا یون نا کہ ہم
دونون قوم جن سے ہین اور اسکے باپ کو مین نے اسواسطے مارا ہے کہ اسکی بیٹی پہ
عاشق ہون اور وہ اسکی شادی میرے ساتھ نہین کرتا تھا اور یہ اس لڑکی کا بھائی
ہے یہ دیکھتا ہی جھپٹین کرتا ہے اسے بھی مارونگا حاتم نے کہا اے جوان اپنی بہن کی شادی
اسکے ساتھ کیون نہین کرتا اس نے کہا کہ مین اسکی بہن پر عاشق ہون یہ بھی اگر میرے
ساتھ بیاہنا قبول کرے تو مین بھی قبول کرون جو سے نے کہا کہ میرا باپ چاہتا ہو وہ مانی
نہین ناچار ہون حاتم نے کہا اپنے باپ کی پاس مجھے لیچل مین اسے سمجھا بجھا کر راضی کرونگا
غرض وہ دونون اور حاتم روانہ ہوئے تھوڑی دور جاکر جوسے نے کہا مین اپنے محل
مین جاتا ہون تو شہر مین آ یقین ہے کہ وہانکے لوگ تجھکو پکڑکے میرے باپ کی پاس
لے آوین گے وہان جیسی ہو ویسی کیجیو حاتم نے اسکے کہنے پر عمل کیا چنانچہ حاتم کو پکڑکر
ہیوز بادشاہ کے پاس لیگئے اس نے کہا اے آدم زاد تو ہماری شہر مین کیون آیا تھا وہ
بولا کہ مین بندۂ خدا ہون تیرے بیٹے کو آیا ہون بادشاہ نے کہا او شخص تو کیونکر مین کی
قوم سے نیکی کریگا حاتم نے کہا کہ کیا تو اپنے بیٹے کی زندگی سے سیر ہو چکا ہے جو ایسا غافل ہے
اس بات کے سنتے ہی کہا اے عزیز کیا کہتا ہے مین نے اپنی اس عمر مین یہی لڑکا پایا ہے اپنی
جان سے بہتر اسکو جانتا ہون اور عزیز رکھتا ہون حاتم نے کہا اگر اسکی زندگی چاہتا ہے تو
میرا کہنا مان نہین تو آج کل مین مارا جاتا ہے اس نے کہا کہو دوست یکرنگ رحمت خدا تجھکو کہ
تو نے مجھپر بڑا احسان کیا اور کرتا ہے بارے اس بھید کو ظاہر کر وہ بولا کہ تیرے بیٹے نے
کسی کے باپکو مار ڈالا وہ اسکو مارا چاہتا ہے آج مین نے اسکو جنگل مین لڑتے دیکھا تھا
بلکہ قریب تھا کہ اسکی جان جائے مینے بزور اسکے ہاتھ سے چھڑا لیا لیکن آخر ایک روز
مارا ہی جائیگا کیونکہ یہ اسکی بہن پر عاشق ہے اور وہ اسکی بہن پر فریفتہ ہے بہتر یہ ہے کہ
دونونکی شادی کردے آپس مین میل جول ہو جائے ہیوز نے حاتم کی یہ بات پسند کی
اور اسیوقت اپنی بیٹی کو اس سے بیاہ دیا اور اسکی بہن اپنے بیٹے سے منسوب کی جب وہ

ایک اپنی مراد کو پہونچا تب حاتم ہیوز شاہ سے رخصت ہونے لگا اُسنے کہا کہ ای جوان
اس نیکی کے بدلے مین کچھ زر جواہر لے اُسنے کہا عوض لینا میرا کام نہین ہے اُسنے
پھر بہ منت کہا کہ اگر میرا مال و متاع نہین لیتا تو میرا عصا لے کہ اسمین کئی خواص ہین اگر
بچھو کاٹے تو زہر اثر نہ کرے اور نہ سوزش ہو اگر اسکے نیچے سو رہے تو آگ سے نہ جلے اور اگر
کوئی جادو کرے تو وہ بھی اسکے رکھنے والے کو اثر نہ کر سکے اور اگر دریا حائل ہو تو اسمین اسکو
ڈالدے یہ کشتی کے طور پر ہو جاوے اور بیڑا پار کرے اور ایک مہرہ دیتا ہون وہ بھی اپنے
پاس رکھ اسکے خواص یہ ہین اگر راہ مین سرخ یا سفید یا سیاہ سانپ ملے تو اوس وقت
اپنے منہ مین رکھ لیجیو اور بے دہشت رہیو ہرگز کسی کا زہر اثر نہ کریگا حاتم نے دونو کو لے
لیا اور اس سے رخصت ہوا اور رات دن چلنے کے سوا کچھ کام نہ کیا کئی منزل کے بعد ایک
دریاے عظیم دکھائی دیا کہ اسکی لہرین آسمان تک جاتی تھین متفکر ہو کر چارون طرف
نگاہ کی کسی کو آتے نہ دیکھا اتنے مین ہیوز کے عصا کا خواص یاد آیا اسوقت دریا مین ڈال
دیا وہ کشتی کے طور پر ہو گیا یہ اسپر سوار ہو کر چل نکلا وہ بیچ منجدھار مین پہونچا تب دریا سے
ایک گھڑیال نکلا اور اسکو سات کوس تک پیچھے کھینچتا ہوا لیگیا جب اُسکا پانؤن تہہ پر لگا
اپنے آنکھین کھولکر دیکھا تو ایک گھڑیال فریادیون کے مانند عرض کرتا ہی ای جوان یہ میرا مکان
اسکو کیکڑے نے زبردستی چھین لیا ہے امیدوار ہون کہ تو دلادے حاتم نے کہا معلوم ہوتا ہے
کہ وہ تجھ سے نہایت زبردست ہے اور تو کمزور گھڑیال بولا یہ ستم دیدہ کیا کہے تم دیکھو گے تو
معلوم کروگے حق تو یہ ہے کہ اگر وہ پاوے تو اپنے نیش کی مقراض سے پکڑ کر دو ٹکڑے کر ڈالے
اسوقت چرائی کو گیا ہے ہوتا تو دیکھتے حاتم اور وہ اسی گفتگو مین تھے کہ وہ آ پہونچا حاتم کو
دیکھکر دوڑا اور وہ حاتم کو اس طور دکھلائی دیا کہ ایک نیش طرف مغرب کی پہونچا تھا اور
دوسرا جانب مشرق کو اتنے مین کیکڑے کی نظر جو گھڑیال پر پڑی ایک ایسا نعرہ مارا کہ وہ
بید کی طرح کانپنے لگا اور حاتم آگا پیچھا کرنے لگا کہ الٰہی اس بلا سے کیونکر نجات پاؤن پیچ دکھن کہا
اور ہیوز کا عصا لیکر ہاتھ مین اوٹھ کھڑا ہوا کیکڑا اسکو دیکھکر جہان تھا وہین رہ گیا
اتنے مین حاتم نے باآواز بلند کہا کہ اے بندہ خدا کسیکو دکھ دینا اچھا نہین بلکہ جو کوئی کسیکو ستاتا ہے

اپنے حق میں کانٹے بوتا ہے تو کس واسطے اس غریب کو دکھ دیتا ہے کیا تیری رہنے کو اور جگہہ
نہیں ہے یہ سنکر سرطان نے کہا کہ ہم اور وہ دونوں یہاں کے رہنے والے ہیں آپس میں سمجھ
لینگے آدمی کو کیا دخل جو ہمارے بیچ میں بولے حاتم نے کہا یہ تو سچ کہتا ہے پر جس نے کہ
اٹھارہ ہزار خلقت کو پیدا کیا ہے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی میرا بندہ کسیکے ہاتھ سے مٹایا جاے سرطان نے
کہا اب تو میں تیرے کہنے سے اسے چھوڑے دیتا ہوں پھر تجھے کہاں پائیگا جو حمایتی بنا کر
لائیگا اسکو آخر اسی میں رہنا ہے اور تجھکو بھی یہ وہی مثل ہے دریا میں رہنا مگر مچھ سے بیر
حاتم نے کہا اے کافر معلوم ہوتا ہے کہ تو کسی پر رحم نہیں کرتا نہ خدا سے ڈرتا ہے خیر اب بھی
کچھہ نہیں گیا اگر زندگی چاہتا ہے تو ایذا دینے سے باز آ نہیں تو ابھی بیجان کرکے اڑا دیتا ہوں
اس بات کو سنکر سرطان ہنسا اور کہنے لگا کہ اس ضد سے میں ہرگز نہ چھوڑونگا بلکہ تجھے بھی مارونگا
یہ کہکر چاہتا تھا کہ اپنے پنجے سے پکڑ کر دو ٹکڑے کر ڈالے حاتم نے وہ بادشاہ کا عصا
ایسی زور سے مارا کہ اسکے دونوں پنجے کھیرے کی طرح کٹ کر زمین پر گر پڑے سرطان نے
جب دیکھا کہ [illegible] اپنی جان لیکر بھاگا گھر [illegible] دوڑا حاتم نے ڈانٹ
کر کہا اے نامرد کہاں جاتا ہے اور تو اسے کیوں ستاتا ہے اگر اب تو [illegible] تو میں تجھے
بھی مار ڈالونگا یہ سنکر ڈرا اور وہیں ٹھہر گیا حاتم آگے [illegible] اس [illegible] اور دریا
کے کنارے چلا [illegible] کی طرف روانہ ہوا اور [illegible] پہنچا ایک درخت سایہ دار
کے نیچے [illegible] لگا کہ میں خدا کے فضل سے یہانتک آیا مگر [illegible] کو کہیں
ڈھونڈنا ہے کہ وہ کہاں ہے [illegible] وہاں سے [illegible] اور
درخت کے اوپر بیٹھے کچھ آپس [illegible] آدمی [illegible]
واسطے اپنے اوپر اور بیٹھے اور [illegible] یہانتک آیا ہے [illegible] اپنے [illegible]
اسکا نام حاتم بن طے سنتا ہے اور [illegible] ایسا [illegible] وہ [illegible]
جائے یہ بات سنکر حاتم کے پاؤں [illegible] کی [illegible] دیکھکر حیران
رہگیا اسواسطے کہ ان کا منہ آدمی کا سا تھا اور بدن طاؤس کا سا اگر پری انہیں دیکھے تو
فریفتہ ہو جائے انہوں نے کہا شاید کوئی شخص سحر جادو کی بیٹی پر عاشق ہوا ہے جو

مسنخر جادو نے ہمارا ایک جوڑا طلب کیا ہے حاتم نے کہا یہ تمنے سچ کہا اگر تم اپنی بیٹیوں سے ایک
کو میرے حوالے کرو تو اس مہمان کو چلا دو اور مجھے بیدام مول لو جبتک جیتا رہونگا
احسانمند یہ ہونگا اور وہ نامراد بھی اپنی مراد کو پہونچیگا تمہیں ہاں ہیں لگا اسیات کو سنکر انہوں
نے آپس میں صلاح کی کوئی ایسا ہے کہ ایک جوڑا اپنے بچوں کا خدا کی راہ میں اسکو دیجے
کہ کار خیر ہے اس سخن کے سنتے ہی ایک اپنی سے اوٹھا اور جوڑا اپنے بچوں کا حاتم کو دیا
اور کہا کہ تو اسکا مختار ہے جو چاہے سو کر اور جہاں چاہے وہاں لیجا حاتم اُن دونوں کو
لیکر رخصت ہوا اور مسنخر جادو کے شہر کیطرف چل نکلا ایک مدت کے بعد منزلیں طے کرتا
اور دکھ سہتا اس جوان کے پاس جا پہونچا وہ نعرہ زنان سر جھکائے بیٹھا تھا اُس سے
ملاقات کی اور کہا ایجوان خوش ہو کہ مطلب تیرا بر آیا وہ اس جوڑے کو دیکھتے ہی حاتم
کے پاؤں پر گر پڑا حاتم نے اسے گلے لگا لیا اور وہاں کا احوال اور راہ کا دکھ سب اسکو
سنایا اور کہا کہ تو اسی طرح مسنخر جادو کے سامنے کہنا کہ یہ جوڑا میں لایا ہوں غرض وہ سپاہی اس جوڑے کو لیکر
مسنخر جادو کے سامنے گیا وہ اسکو دیکھکر خوش ہوا اور کہنے لگا کہ یہ کام تیرا نہیں شاید کسی وسکے مددگار کی ہمت سے ہوا اگر تو لایا ہے تو
وہاں کے ہر ایک مکان اور مقام کا نشان دے اور وہاں کی حقیقت بیان کر کہ جس سے دل
کی تسلی ہو جوان نے مفصل حقیقت بیان کی اُسنے کہا تو سچ کہتا ہے یہ سب درست
ہے اب جا اور سرخ سانپ کا مہرہ لا اُسنے کہا کہ ایکبار تو اپنی بیٹیوں میں سے جسکا منہ
دکھا کہ مجھے طاقت ہو اسبات کو سنکر اُسنے اپنی لڑکی کا منہ دکھا دیا اور عاشق
کو وہ مشتاق کہانے کے واسطے گہر کی میں مبیٹھی الغرض وہ دیدہ بازی میں دو
دن گذر گیا جوان نے کہا اب میں سرخ سانپ کا مہرہ لینے جاتا
ہوں اگر تو اس سے آگاہ ہے تو کہہ دے کہ وہ کس سرزمین پر اور کہاں
ہے اُس نے کہا میں نے اپنے بزرگوں کی زبانی سنا ہے کہ وہ کوہ قاف کے
دشت سرخ میں ہے جوان معشوقہ سے رخصت ہو کر حاتم کے پاس آیا
اور کہنے لگا اے عزیز اُس نے سرخ سانپ کا مہرہ مانگا ہے حاتم نے کہا اسکا
کچھہ پتا بھی پوچھہ آیا ہے کہ وہ کس طرح کا ہے اُسنے جو سنا تھا کہدیا حاتم بولا کہ اب

تو فریاد و فغان نہ کر مین تیرے کام مین دل و جان سے سعی کرتا ہون بلکہ ابھی جاتا ہون
خداے کریم و رحیم سے یقین ہے کہ تو جلد اپنی مراد کو پہونچے یہ کہکر اس سے رخصت ہوا اور
کوہ قاف کی طرف روانہ ہوا کتنی منزلین گیا تہا کہ ایک دن صبح کو وقت قضاے حاجت کو
جاتا تہا کیا دیکھتا ہے کہ ایک بچھو بصفت رنگ قزح کا نہنگ کے برابر چلا جاتا ہے اسکو دیکھکر
ڈرا اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ خدا جانتا ہے مین نے اپنی عمر بہر ایسا بچھو نہین دیکھا اور
جاکر کسی کونے مین چھپ رہا یہ تمام دن اسکی جستجو مین رہا اور بار بار کہتا تہا کہ دیکھا چاہیے
کہ شب کو یہ کیا کرتا ہے اس جنگل کے ادہر اودہر گاؤن آباد تھے وہان کی لوگون نے جو اس
مسافر کو دیکھا آب و دانہ سے تواضع کی حاتم نے کہانا کہایا اور پانی پیا اور ایک درخت
کے نیچے بیٹھکر یاد الٰہی مین مشغول ہوا اتفاقاً میدان مین بہت سی گائین اور گہوڑے
جمع ہوے اور ان کے پاس تین تین چار چار نگہبان سوتے تھے کچھ رات گئے وہ پتھر کے
نیچے نکلا وہ گاؤن کی طرف گیا اور داخل کر ایک گاے کے سر پہ ڈنک مارا وہ تڑپکر مر گئی
غرض اسیطرح سب کو مار ڈالا پہر گہوڑون کے گلہ مین آیا ان کا بہی انکے نگہبانون
سمیت کام تمام کیا پہر اسی پتھر کے نیچے چھپ رہا جب صبح ہوئی اس گاؤن کے رہنے والے
جو اس جنگل مین آئے تو کیا دیکھتے ہین وہ دو لوگ گلے نگہبانون سمیت مرے پڑے ہین جس
ہر ایک کے پیٹ سے بہتا پانی بہا جاتا ہے تب لوگون نے اس سے کہا تو کیونکر جیتا رہا حاتم
نے کہا مین نے ایسا تماشہ دیکھا ہے کہ کبہی نہین دیکھا تہا یعنی ایک بچھو سات رنگ کا
قزح کے برابر پیدا ہوا اس نے یہ کام کیا اتنے مین وہ پہر اس پتھر کے نیچے سے نکلا اور
ان کے سردار کے سر پہ ڈنک مارا وہ تڑپنے لگا بچھو نے جنگل کی راہ لی وہ لوگ رونے
پیٹنے لگے اور حاتم اسکے پیچھے ہو لیا تہوڑی دور چلا تہا کہ ایک شہر نظر آیا بچھو وہان
لوٹ پوٹ کر کالا سانپ بن گیا حاتم اور بہی حیران ہوا اور اپنے جی مین کہنے لگا
کہ الٰہی یہ بچھو تہا سانپ کیونکر بن گیا اور بل مین کس طرح جا بیٹھا یہ سوچ کر
وہان بیٹھ رہا جب پہر رات گئی تب وہ سانپ بل سے نکل کر شہر
کی طرف چلا حاتم بہی اسکے پیچھے ہو لیا وہ محل بادشاہی مین

بدرو کی راہ سے گھس گیا اور بادشاہ کو ڈس کر وزیر کی حویلی میں اسکے بیٹے کو کاٹا نکلا اور پھر
اسی سوراخ میں جا بیٹھا صبح کو شہر میں شور و غل مچ گیا کہ رات کو وقت بادشاہ کو سانپ نے
کاٹا اور وزیر کے بیٹے کو ڈسا شہزادہ حیف کہ سب کی جانیں مفت گئیں اتنے میں شام ہوئی
سانپ بل سے نکلا اور کسی طرف کو راہی ہوا حاتم بھی آنکھ بچا کے پیچھے اسکے ہو لیا
اپنے جی میں کہنے لگا دیکھیے اب کیا کرتا ہے اور کہاں جاتا ہے غرض تھوڑی دیر ایک دریا
کے کنارے جا پہنچا وہاں شیر کی صورت ہو گیا اتنے میں دس بارہ آدمی پانی پینے آئے
انمیں ایک لڑکا چودہ برس کا نہایت حسین مہ جبین تھا اسپر جا پڑا اور ان میں سے
اسکو اٹھا کر ایک گوشہ میں لے گیا وہاں اسکا پیٹ پھاڑ ڈالا اور دل و جگر کو ٹکڑے
ٹکڑے کر ڈالا اور جنگل کیطرف راہی ہوا حاتم بھی ساتھ چلا تھوڑی دور جا کر ایک
نازنین کی صورت بنکر سر راہ بیٹھا حاتم حیران ہوا اور اپنے جی میں کہنے لگا کہ خدایا
یہ کیا بھید ہے اتنے میں دو سپاہی زادے اپنے شہر سے روزگار کے واسطے نکلے تھے
ایک مدت نوکری کر کے کچھ کما کے ہوئے اپنے گھر کیطرف چلے جاتے تھے اتفاقاً اسی
راہ سے نکلے اور اس درخت کے نیچے پہنچے وہ عورت رونے لگی اسکے رونے کی
آواز ان کے کان میں گئی بڑا بھائی پاس آکر کیا دیکھتا ہے کہ ایک عورت نہایت
حسین اور خوبصورت بیٹھی رو رہی ہے وہ آپ بھی [illegible] اور پوچھنے لگا اے نازنین تو کون
ہے اس نے کہا کہ فلان شخص کی جورو ہون وہ میرے میکے سے مجھے لیے جاتا تھا اتنے میں
شیر جنگل سے نکلا اور اسکو نگل گیا میں تن تنہا بیٹھی رہی ہون نہ اپنے باپ کے گھر کا
راستہ جانتی ہون اور نہ سسرال کی راہ پہچانتی ہون حیران ہون کیا کرون عمر
رنڈاپے میں کیسے کٹیگی اس نے کہا اگر تو کسی کے پاس رہنا قبول کرے تو میں رکھتا
ہون اس نے کہا تین شرطون سے ایک یہ کہ تیرے گھر میں تیری عورت نہو دوسرے
یہ کہ مجھ سے محنت و خدمت نہو سکیگی تیسرے یہ کہ میں جبتک جیون یگانہ رہون اسنے کہا میں
بھی ایک مرد مجرد ہون جبتک جیتا رہونگا تیرے سوا دوسری عورت نہ کرونگا سوا اسکے میرے
گھر میں لونڈیاں باندیاں ہیں تجھے تکلیف نہوگی اور کسی نے آجتک اپنی معشوقہ کو

سنا یا ہے اس نے کہا کہ مین اس بات پر جان و دل سے راضی ہون اُسنے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا
اور آگے چلا حاتم بھی اُسکے پیچھے ہو لیا تھوڑی دور جا کر عورت نے جوان سے کہا کہ مین تین
دن سے بھوکی پیاسی ہون مارے ضعف کے جی سنسناتا ہے اگر کہانے کی بغیر ہاتھ نہ لگے مگر پانی
ضرور لانا چاہیے یہ سنکر اُسنے عورت کو درخت کے نیچے بٹھا کر اپنے چھوٹے بھائی سے کہا کہ بھیا تو اس
سے خبردار رہیو مین کہین سے پانی لیکر آتا ہون یہ کہکر اُسنے پیالہ گلے کا اُتار ہاتھ پر رکھا اور پانی لینے
گیا ایکدم کے بعد اُس عورت نے اس کے بھائی سے کہا مین نے تیرے واسطے اس کے ساتھ
رہنا قبول کیا کہ تیری صورت دیکھتے ہی میرا دل اختیار مین نہ رہا نہین تو ایسے بڈھے
کو مین کیون قبول کرتی اب تجھے لازم ہے کہ تو مجھے اپنی خدمت مین رکھ اُس نے کہا تم ہمارے
بھائی کی جگہ ہو ہم سے یہ کام نہوگا وہ پھر کہنے لگی اے جوان اگرچہ مین اسکی جورو ہوئی
ہون پر تیری ہی محبت مین ہونگی اور تجھے دیکھا کرونگی اُس نے کہا یہ ممکن نہین اس خیال
فاسد کو اپنے دل سے دور کرو وہ اس بات کو سنکر جل گئی اور کہنے لگی کہ اب تجھ پر یہ
تہمت لگا کر تیرے بھائی سے کہونگی کہ یہ مجھ پر دست درازی کرتا تھا اور لیکر بھاگا جاتا تھا
اُس نے کہا بہت بہتر جو چاہے سو کر مین تیری بات ہرگز نہ سنونگا اسی گفتگو مین تھے اور
حاتم بھی ایک کونے مین کھڑا ہوا اُنکی باتین سنتا تھا اتنے مین بڑا بھائی جنگل سے آیا اس
عورت نے دیکھتے ہی سر کے بال کھسوٹے اور نوچے اور سر پر خاک ڈالکر چلانے لگی اس نے
نزدیک آکر پوچھا کہ بی بی مین تو پانی لینے گیا تھا تجھکو نہ کسی شیر نے کہایا تمہا درندے نے بہایا
میرے واسطے کیون جان تباہ کرتی ہے اسکا کیا سبب ہے وہ بولی میان رحمت خدا کی
تجھ پر اور تیرے چھوٹے بھائی پیارے کم بخت کو بھی اپنی عورت ایسے بدکار کے پاس
چھوڑ کر جاتا ہے فقط خداے کریم نے میری شرم رکھی تو جو مین گیا وہین اس کمبخت نا شدنی
نے میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچا چاہتا تھا کہ میرا ستر دیکھے اور خراب کرے مین کھینچتی اور
چھڑاتی تھی جب مین نے دیکھا کہ اب رہائی نہین بے اختیار فریاد کرنے لگی مگر کوئی میری داد
کو نہ پہونچا یہ کہتا تھا تو مجھے قبول کر کیا مین تیرے لائق نہین ہون کہ تو دس پندرہ برس
کی ہے اور مین سولہ سترہ برس کا نوجوان میرا بھائی تیرے لائق نہین مین تجھپر عاشق ہوا اگر

قابو پاؤنگا تو بڑے بھائی کو شکار کاٹ ڈالونگا اس بات کے سنتے ہی وہ کہنے لگا اے نامرد
آج تک کسی نے اپنی بہن سے ایسا کام کیا ہے تو جو کیا چاہتا ہے اپنے سر چند قسمیں کہائیں
مگر اُسنے بھائی کا کہنا ہرگز نہ مانا اور باور نہ کیا بلکہ گالی گلوچ پر آ گیا آخر تلوار اُٹھا کے سر
پر ایسی ماری کہ وہ سینے تک پہونچی اور چھوٹے بھائی نے بھی ایک خنجر ایسا مارا کہ اسکی
ناف تک چیر گیا دونوں زخمی ہو کر گر پڑے اور جان بحق تسلیم ہو گئے وہ عورت ہنسی
ہو کر آگے بڑھی حاتم بھی اسکے ساتھ ہو لیا وہ ایک گاؤن کے قریب پہونچی اور یہ
بھی ساتھ ہی ساتھ چلا گیا اس گاؤن کے رہنے والے اسکو دیکھتے ہی بے اختیار دوڑے
اور انہوں نے چاہا کہ اسکو پکڑ کر بیچا ہیں اس لالچ پر اسکے نزدیک آئے اسنے کتنوں کو
لاتوں سے مار ڈالا اور پھر جنگل میں ایک پیر مرد کی صورت بنگئی تب حاتم نے دل میں کہا کہ
اب اس ماجرے کو اس سے پوچھا چاہیے کہ یہ کیا سبب ہے جلد دوڑا اور پکار کر کہنے لگا
کہ اے پیر مرد برائے خدا ٹھہر جا وہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے حاتم خوش تو ہے کیا کہتا
ہے حاتم نے کہا میرے نام سے کیونکر واقف ہوئے اُسنے کہا تیرا نام کیا موقوف ہے
میں تیرے باپ کا بھی نام جانتا ہوں تجھے اس بات سے کیا جو پوچھتا ہے نہ پوچھ مجھے
اسوقت فرصت نہیں ایک ضروری کام درپیش ہے آخر حاتم نے جس جس صورت سے
دیکھا تھا اس اس شکل کا حال پوچھا اسبات کو سنکر وہ ہنسا اور کہنے لگا کہ تجھکو اس
کے سننے سے کیا ایکدن تجھکو بھی اسی صورت سے کہاؤنگا حاتم نے کہا جب تک
تو بھید مفصل نہ کہیگا میں تجھے نہ چھوڑونگا تب پھر پیر مرد نے ناچار ہو کر کہا کہ میرا نام
ملک الموت ہے جس جس صورت سے حکم ہوتا ہے اس اس شکل سے میں ایک ایک کی جان
قبض کرتا ہوں اس سخن کو سنکر حاتم خوش ہوا کہنے لگا کہ میری اجل کب ہے
اور کس طرح سے آئیگی اُسنے کہا ابھی تو تیری آدھی بھی عمر نہیں گذری جب تو
پچاسی برس کا ہوگا تب ایک [illegible] سے گر پڑیگا اور تیری ناک سے لہو جاری
ہوگا کہ تو مر جائیگا یہ سنکر حاتم نے کہا کہ شکر ہے اور سجدے سے سر اٹھا کر جو دیکھا
تو وہ پیر مرد نظر نہ آیا اور اُسنے دشت سرخ کا رستہ لیا ایک مدت کے بعد زمین سیاہ میں

جاکر پہونچا وہاں سانپ بھی آدمی کی بو پاکر چاروں طرف سے دوڑے وہ ہیوز کا عصا گاڑ کے
اس کے نیچے گیا سانپوں نے آپکے گرد حلقہ کر لیا اور ساری رات یہی صورت رہی صبح ہوتے
ہی وہ سب جہاں سے آئے تھے وہاں چلے گئے حاتم بھی آگے بڑھا زمین سفید پر جا پہونچا
وہاں بھی یہی حادثہ پڑا صبح کو پھر روانہ ہوا زمین سرخ پر جا پہونچا کیا دیکھتا ہے وہ زمین
شنگرف سے بھی زیادہ سرخ ہے کوئی قدم چلا اتنا کہ طاقت [illegible] جی میں سوچا
اب آگے کیونکر جاؤں اسکے مارے جان بلب ہوں آگے بڑھنے کی طاقت نہیں ہر طرح مرتا ہوں
خدا کی راہ میں غیر کے واسطے مارے جانے سے کوئی بات اچھی نہیں [illegible] آگے بڑھا شاید
دو تین کوس گیا ہوگا کہ دونوں پاؤں میں چھپولے پڑ گئے [illegible]
کے تمام بدن پر زخم پڑ گئے اور جی ڈوب گیا [illegible] پیاسا ہوا اسکو [illegible]
کہنے لگا اے حاتم یہ وقت بہت مارے کا نہیں دل کو مضبوط رکھ [illegible] مہرہ جو
خرس کی بیٹی نے دیا ہے اپنی کمر سے نکال کر منہ میں ڈال لے حاتم نے وہ مہرہ اپنی کمر سے
کھولا اور منہ میں ڈال لیا زمین کی گرمی اور پیاس کی شدت [illegible] تھوڑی دور چل کر حاتم
پیر مرد کے پاؤں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ اس گرمی کا کیا سبب ہے اسنے کہا یہ گرمی
سرخ سانپ کے زہر کی ہے اور اس زمین سے اسکے منہ کی آگ نکلتی ہے اس سبب
سے اس زمین کا رنگ لال ہوا اور نہیں تو آگے سنہری تھا یہ بات کو سنکر حاتم آگے
بڑھا اور مہرہ کی تاثیر سے گرمی سے محفوظ رہا غرض آدھی دور پہونچا تھا
کہ سرخ سانپ نے حاتم کی بو پاکر پھنکار ماری اس زور سے کہ منہ کا شعلہ آسمان
تک پہونچا اور اس کا پھن چٹان کے برابر قد تاڑ کے مانند تھا اور آگ کے شعلے اس
کی ناک کے نتھنوں سے باد سموم کی صورت نکلتے تھے اور کوسوں تک تر و خشک
کو جلا دیتے تھے حاتم نہایت بیقرار ہو کر کہنے لگا کہ آگ سے ہڈی پسلی جل کر خاک سیاہ
ہو جائیگی لیکن اس مہرہ کے باعث تھوڑا پانی ٹھنڈا اس کے حلق میں جاتا تھا
اس سبب سے جیتا رہا آخر سانپ کی نظر حاتم کی نظر سے ملی بے تحاشا پھن بنا کر لپکا
اور شعلہ منہ سے چھوڑنے لگا ہیوز کے عصا کے باعث زہر کارگر نہوا حاتم محفوظ رہا

اسی حیص بیص میں رات گذری صبح کے وقت مُہرہ سُرخ سانپ کے لبوں پر جب پہونچا
حاتم نے دیکھا کہ ایک غلیلہ سرخ سانپ کے لبوں پر چاٹتا ہے اُسنے جونیزہ کو ہلا دیا وہ اپنا
سر پٹکنے لگا غرض ادہر آفتاب نکلا اُدہر مہرہ اوگلا اور اپنی بانبی میں چلا گیا حاتم مُہرہ کے
نزدیک آیا لیکن اوٹھانے میں ڈرا اور جی میں کہنے لگا کہ مبادا گرم ہو اور ہاتھ جلجاوے تھوڑی
دیر کے بعد اُسنے اپنی پگڑی سے چیتھڑا پھاڑ کر اسپر ڈالدیا وہ ذرا نہ جلا تب ہاتھ
بڑھا کر اوٹھا لیا اور مہرہ کو پگڑی میں باندہ لیا گرمی جاتی رہی اور اس جنگل کی ساری
زمین سرد ہو گئی آپ وہان سے روانہ ہوا غرض اس مہرہ کی پیدائش یوہیں ہوتی ہے جب
کوئی اسکو لیجاوے تب تین برس کے بعد دوسرا پیدا ہو اور اسکی ایکہزار خاصیتیں ہیں
کوئی کہان تک بیان کرے القصہ حاتم ایک مدت کے بعد اس جوان کے پاس
آپہونچا اور وہ مہرہ اُسے دیکر تمام حال کہہ سنایا جوان حاتم کے پاؤں پر گر پڑا حاتم نے
اسے گلے سے لگا لیا اور کہا کہ اب تو جا اور مہرہ کو مسخر جادو کے حوالہ کر وہ مہرہ لیکر مسخر
جادو کے پاس آیا اور ملاقات کر کے وہ مہرہ اسکے آگے رکھدیا کہ صاحب میں اسکو
بڑی مشقت سے لایا ہون اُسنے کہا میں اسکی پہلے آزمائش کرون تب تیری بات
پر اعتماد کرون اسنے کہا بہت اچھا مضائقہ نہیں مسخر جادو نے اسکو ہر طرح سے آزمایا
جب وہ مہرہ تحقیق ہوا تب اسنے ظاہر میں خوشی کی اور باطن میں شرمندگی کھینچی اور یہ بات
کہی کہ ابھی تو اب ایک شرط اور باقی ہے اسکو بھی ادا کر اسنے کہا بہت بہتر آخر کار
مسخر جادو اپنے لوگون سے بلوا کر کہنے لگا ایک لوہے کا کڑاہاؤ گھی سے بھر کر چولہے پر دہراؤ
اور سات دن اسکے نیچے آنچ کرو تا کہ وہ خوب کڑکڑاوے اونہون نے اسکے کہنے کے موافق کیا
وہ کڑاہاؤ ایسا کھولا کہ اگر اسمیں پتھر بھی گرتے تو جلکر خاکستر ہو جاتے تب اسنے
جوان سے کہا کہ اب تو اسمیں کود اگر سلامت نکلیگا تو اپنی معشوقہ پاویگا جوان ڈرا
اور حاتم سے کہنے لگا کہ اس آگ میں سے جیتا نہ بچون گا حاتم نے دلاسا دیکر کہا
غم نہ کہا خدا کو یاد کر انشاءاللہ یہ بھی مشکل آسان کریگا وہ مہرہ جو خرس کی بیٹی نے دیا تھا
اپنی پگڑی سے کھولکر اسکے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ اسکو اپنے منہ میں رکھکر بے کھٹکے

اس جلتے کڑاہے مین کود پڑا اور غوطہ مار کر نکل آ خدا کے فضل و کرم سے تیرا ایک رونگٹا بھی
نہ جلیگا جوان اس مہرہ کو اپنے منہ مین ڈالکر مسخر جادو سے کہنے لگا کہ اب کیا کہتا ہی اسنے کہا کہ اس کڑاہے
مین کود پڑ جوان سنکے پاس گیا دیکھتے ہی کانپنے لگا حاتم نے للکارا اور کہا اے جوان اندیشہ نکر غم نہ کھا یہ آتش عشق
ہی خدا کو یاد کر جوان آگے واسطے جان کھینچ کر کے کود پڑا اور ایک غوطہ مارا اور اسطرح تیل گھی کو ٹھنڈا پانی سا پایا یہ کتب ہوا وہ سحر
کڑاہا کے ایندہن سہر لگا اور بدن پر بھی جلنے لگا بلکہ سخن ہنسکے کہنے لگا اب کیا بچو باہر آ کون کمو
یاد و گھڑی اور بھی اسمین رہون مسخر جادو نے جو دیکھا کہ جوان اس مین نہ جلا اور تندرست
رہا شرمندہ ہوکر سر جھکا لیا اسوقت حاتم نے کہا اب حجاب کیون کرتا ہی اپنا وعدہ وفا کر جو کچھ
تونے کہا اس بیچارے نے کیا اور اگر اب تو جادو کرنے کی فکر مین ہو تو ہرگز تیرا جادو اثر نہ
کریگا یہ ایک سرخ مہرہ اور بھی رکھتا ہے اس بات کو سنکر وہ شرمندہ ہوا اور اس جوان
کو گلے سے لگا لیا پھر شادی کا سامان کیا اور اپنی بیٹی کو بیاہ دیا اور جوان سے بہت سی
معذرت کی کہ یہ ملک و مال سب تیرا ہی اسکے سوا اور کوئی بالا نہین رکھتا تو ہی میرا
فرزند ہے حاصل کلام وہ دونون عاشق و معشوق آپس مین ملے تب حاتم رخصت ہوا
جوان پاؤن پر گر پڑا اور دعائین دینے لگا حاتم نے اپنا مہرہ اس سے لے لیا اور کوہ القا
کا راستہ لیا کئی رات دن چلا گیا آخر کوہ القا کے پاس جا پہونچا کیا دیکھتا ہے
کہ ایک پہاڑ آسمان سے باتین کر رہا ہے پرندے کی طاقت نہین کہ وہان جا سکے
اور چرندے کی قدرت نہین جو نظر کر سکے حاتم اس اندیشہ مین اس کے نیچے
بیٹھ گیا کہ اگر یہان کے رہنے والے کو دیکھون تو پوچھون اسکی راہ کدہر
سے ہے اسی فکر مین تہا کہ ایک گروہ پریزادون کا نظر آیا حاتم اسکے پیچھے
دوڑا مگر نہ پایا وہ غول اسکی نظر سے غائب ہوگیا سامنے مین ایک بڑا سا غار
دکھائی دیا اور ایک پتھر چکنا صاف اسکے کنارون پر لگا ہوا دیکھا حاتم نے اپنے
جی مین خیال کیا کہ یہ غار کسی طرف راہ نہین رکھتا اسمین کیونکر جایئے آخر یہ تدبیر
سوچی کہ اس پتھر سے پھسلکے چلے جو خدا چاہے سو کرے آخر لوٹ پوٹ بسم اللہ پڑھا اور صبح
سے شام تک لوٹتا چلا گیا جب اسکے پاؤن تہ پر پہونچے آنکھین کھولکر کیا دیکھتا ہے

که ایک میدان نہایت وسیع اور پُر فضا ہے دیکھتے ہی اسکا دل کھل گیا تھوڑی ہی دور
چلا پھر جی مین دھیان کرنے لگا کہ وہ پریزاد کدھر گئے اور اس جنگل کے کسی طرف آبادی
ہے یا نہین یہ سوچکر دو چار قدم آگے بڑھا تا ایک عمارت عالیشان اور دلچسپ نظر آئی گمان
کیا کہ اس مین البتہ لوگ رہتے ہونگے چلا چاہیے اس اثنا مین کئی پریزادون نے دیکھا کہ
ایک آدمی غیر جنس بیدھڑک چلا جاتا ہے وہ اپنی جگہہ سے اوٹھکر بے اختیار دوڑے اور
حاتم کے پاس آکر کہنے لگے کہ اے آدم زاد یہ مکان تیرے رہنے کے لائق نہین یہان تو کیونکر
آیا اور تجھے کون لایا وہ بولا کہ خدا ہادی اور رہنما ہے آیا انہون نے کہا کہ غار کی راہ کیونکر
دیکھی اس نے کہا کہ مین دور سے تمہین دیکھکر دوڑا تم آگے جاکر ایک ساعت کے بعد
آنکھون سے غائب ہوگئے مین فکر کرنے لگا کہ الٰہی یہ سب یہان سے کیا ہوے اور کہان
گئے بارے خدا کے فضل سے جس طرف تم گئے تھے مین بھی اسی طرف چلا اتنے
مین ایک غار تاریک دکھائی دیا اسکو دیکھکر حیران ہوا اور جی مین کہنے لگا کہ اس مین
کیونکر جاؤن یکایک یہ خیال آگیا کہ اس پتھر پر لیٹ کر پھسل پڑون اور کسی طرح اندر
پہونچون غرض وہی کیا اور تمہاری تلاش مین یہان تک پہونچا پر اب خدا کے واسطے بتا دو
کہ اس پہاڑ کا کیا نام ہے اور یہ باغ کسکا ہے وہ بولے کہ اس پہاڑ کا نام کوہ القاف ہے باغ
الکن پری کا ہے ہم سب اسکے نگہبان ہین اب موسم بہار نزدیک آیا ہے اس واسطے
اسکی خبر لینے آئے تھے اغلب ہے کہ پرسون تک سیر کو وہ بھی تشریف لائے ای جوان تجھے
اس باغ مین کیونکر رہنے دین کہ تو مارا جائیگا تیری جوانی پہ ہمکو رحم آتا ہے حاتم نے کہا
مین کوئی ٹھکانا نہین رکھتا کہان جاؤن میرے نصیبون مین یاوری ہے کہ اسکے واسطے اتنی
محنت کھینچکر آیا ہون وہ اتنا جلد آیا چاہتی ہے اب جو ہونی ہو یہ بات سنکر انھون
نے پوچھا کہ تو اس سے ملنے کی آرزو رکھتا ہے حاتم نے کہا کہ پری کا طالب انسان اور
انسان کی طالب پری ہے اسبات کو سنتے ہی وہ دق ہوئین اور غصہ سے اس کی
طرف دوڑین وہ سر جھکا کر جیسا کھڑا ہو رہا پھر وہ آپس مین کہنے لگین کہ یہ عجب
آدمی ہے نہ بھگانے سے بھاگتا ہے نہ ڈرانے سے ڈرتا ہے ایسے شخص کو کیونکر

قتل کرے یا ایذا دے پھر انہوں نے حاتم سے کہا کہ اے جوان ہم اہل مروت ہیں تیرے
بھلے کو کہتے ہیں یہ جگہہ تیرے رہنے کی نہیں اگر سلامت جایا چاہتا ہے تو اب بھی کچھ نہیں
گیا چپکا چلا جا نہیں تو رنج اٹھائیگا بلکہ مارا جائیگا یہ بات سنکر اُسنے کہا کہ جی کو جانے
کا مجھکو غم نہیں میں نے خدا کی راہ میں سر دینا اختیار کیا ہے اور جو خدا کی راہ میں
مصروف رہتے ہیں وہ اپنے سر کو ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں ہر وقت اُسکی جناب عجز کی
دعا مانگتے ہیں کیونکہ وہ زمین اور آسمان کا خالق ہے اُسکی بندگی لازم ہے اس بات
کو سنکر وہ مہربان ہوئے اور کہنے لگے کہ اے جوان ہم نے سنا تھا آکر الکن پری کے دیکھنے
کا شوق ہے تو ہم تجھے کسی گوشہ میں چھپا رکھیں اور دکھا دیں لیکن آفتاب کو ذرہ
سے کیا نسبت غرض ایک گوشے میں لے گئے طرح طرح کے کھانے اور قسم قسم کے
میوے کھلائے اور اس سے صحبت گرم رکھی تین روز کے بعد پوچھا کہ اے جوان سچ کہہ
کہ تیرے آنے کا کیا سبب ہے کہا مجھے الکن پری سے ایک کام ضروری ہے اس واسطے
کہ وہ ایک جوان سے سات روز کا وعدہ کر کے یہاں آئی ہے اور سات برس
گذر گئے کہ وہ اسکے انتظار میں قریب المرگ پہنچا آنکھیں پتھرا گئیں جان بلب رہا
ہے بلکہ سانس لینے کی طاقت نہیں تو بھی دو تین گھڑی کے بعد ایک آہ سرد دل پُر درد
سے کھینچتا ہے اور یہ مصرع پڑھتا ہے ع شتاب آ کہ نہیں تاب اب جدائی کی
میں نے جو اسکا حال دیکھا بے اختیار پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے اسنے اپنی مصیبت ابتدا
سے انتہا تک میرے روبرو بیان کی کہ اس واردات کو سنکر میرا دل بھر آیا اسواسطے یہاں
آیا ہوں کہ اُسکا قول اسے یاد دلاؤں شاید بھول گئی ہے اور اگر وہ اس امید پر مرجایگا
تو بڑا غضب ہوگا انہوں نے کہا اے آدم زاد ہم اتنی قدرت رکھتے جو تیرا احوال اس سے
جا کہیں اگر وہ کہے تو تجھے پاس رکھکر اسکے سامنے لیجائیں پھر جو تو چاہے سو کہیو غرض ہم بدوستانہ
کہتے ہیں کیونکہ اگر ہم تجھے بخوبی لیجائیں شاید وہ ہمپر غصہ ہو کہ آدمی کو اس جگہ کیون لائی
حاتم نے کہا کہ جس ڈھب سے بنے مجھکو اسکے پاس لیجاؤ آگے میں ہوں میری قسمت یا
اس جوان کی قسمت غرض ایک دن وہ الکن پری اپنے محل سے نکل کر باغ کی طرف نازو ادا سے

جلی آئی سب نے استقبال کیا اور آداب بجا لائے الکن پری تخت پر بیٹھی پریان جو بیٹھین
تھین کرسیون پر بیٹھین پھر پریزادون نے باغ مین آکر حاتم سے کہا کہ چل تجھے ہم ملکہ کو
دکھا دین غرض بلا کر ایک حجرے مین بٹھا دیا اور کہا کہ وہ جو دہانی جوڑا پہنے اور آنچل پلو کا
ڈوپٹہ اوڑھے بیٹھی ہے وہ الکن پری ہے حاتم نے اسے تخت پہ بیٹھی دیکھا غش کر گیا جب غش
سے آیا خدا کی درگاہ مین سجدہ شکر ادا کیا اور اسکی صنعت پر مقرر ہوا جوان کو اپنی خاطر سے
بھلا دیا بلکہ اس پری پر آپ دیوانہ ہو گیا یہانتک کہ کہانا پینا بھی چھوڑ دیا اسطرح سے تین دن
گذر گئے اتفاقاً رات کے وقت آنکھ لگ گئی تو کیا سنتا ہے کسی طرف سے آواز آتی ہے
کہ اے حاتم آپ کو بھلایا اسی منہ پہ تو نے خدا کی راہ مین کمر باندھی ہے کہ غیر کی امانت
مین خیانت کرتا ہے اور اسبات کا دم بھرتا ہے کہ مین کام کرتا ہون تو للہ کرتا ہون ع یہ اگر
سچ ہے تو ظالم اسے کیا کہتے ہین + اس بات کے سنتے ہی وہ چونک پڑا ادہر ادہر دیکھنے لگا کہ
الٰہی تو میرے گناہ بخش کہ تو غفور رحیم ہے خدا سے ڈرا اور سر کو زمین پر رکھکر عجز سے کہنے
لگا اور پھر پریزادون سے کہا کہ مجھکو ملکہ کے پاس لیچلو کیونکہ وہ غریب میرے آنے کی راہ
دیکھتا ہوگا کب تک انتظار کھینچے گا انہون نے شہزادیکو خوش دیکھا حاتم کے ہاتھ باندھکر باغکے
دروازہ پر لے آئین پھر انہون نے جا کر ملکہ سے عرض کی کہ ایک آدم زاد بیچارہ گردش کا
مارا باغکے نزدیک آگیا تھا ہم اسکو باغ کے دروازے پر لے آئے ہین جو حکم ہو کرین
ملکہ نے کہا کہ اسکو حضور مین لے آؤ جب وہ لے آئے حاتم کو دیکھتے ہی اس جوان
کو بھول گئی اور اسکا ہاتھ پکڑکے اپنے پاس کرسی زرین پہ بٹھا لیا پھر پوچھا کہ اے
جوان کہان سے آیا ہے کیا تیرا نام ہے اور کیا مطلب رکھتا ہے اسنے کہا کہ مین طے کا
بیٹا ہون یمن سے آیا ہون حاتم میرا نام ہے پریزادنے جو اسکا نام سنا تخت سے
اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی کہ مین نے تیرا نام سنا ہے کہ تو یمن کا شہزادہ ہے بڑی
مہربانی کی جو یہان قدم رنجہ فرمایا ہے بارے یہ کہہ کہ آنے کا کیا سبب ہے اور اتنی مصیبت
کیون اٹھائی ہین تو تیری لونڈی کے برابر ہون اور تجھے اپنا سرتاج جانتی ہون حاتم
نے کہا یہ تیری مہربانی ہے مین شاہ آباد سے آیا تھا اور اب صحرائے احمر کی طرف

جاتا تھا اثناء راہ مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک جوان درخت کے نیچے نعرہ مارتا تھا اور آنکھین
بند کیے یہ مصرع پڑھتا تھا ع شتاب آ کہ نہین تاب جدائی کی ٭ مین نے پوچھا کہ اے جوان
للہ بیان کر کیا حال ہے اُسنے سرگذشت اپنی اور تمہاری کہہ سنائی کہ ملکہ ستاروں کا وعدہ
کر گئی ہین اور سات برس گذر گئے ہین نہین آئین اُن کے انتظار مین نالان و گریان ہون
نہ چلنے کی طاقت رہی نہ رہنے کی قدرت اسکے سوا چلنے کے وقت اُنہون نے میرا ہاتھ پکڑ کر
یہ کہا تھا خبردار تو یہان سے اگر کہین جائیگا تو خراب ہوگا حیران ہون کہ اب معشوقہ کا
حکم کیونکر بجا لاؤن اگر ملاقات ہونی ہے تو یہین ہو رہیگی جب مین نے اُسکا یہ حال دیکھا اور
عاشق صادق پایا اپنا مطلب چھوڑ کر آیا ہون اگر اُس بیچارے کے حال پر مہربانی فرما
گویا مجھے مول لیا پری نے کہا اے شہزادہ مین تجھکو دیکھکر بہو لگئی وہ میرے لائق نہین
کہ عشق اُسکا خام ہے کیونکہ سات برس گذر گئے کہ وہ اپنی جان کے ڈر سے وہین رہا اور
اُس نے کوہ القاف پر قدم ہی نہ رکھا حاتم نے کہا اگر وہ عاشق تمہارا نہوتا تو کیون زار
قطار روتا اور کس واسطے تمہاری یاد مین آپ کو خراب کرتا اسکے سوا تم خود وعدہ کرکے
آئی ہو کہ مین سات برس کے بعد آؤنگی تم میرے آنے تک کہین نہ جانا وہ غریب عاشق
نامراد اپنی معشوقہ کی عدول حکمی کیونکر کرے اور اُسکو یقین ہے کہ میری معشوقہ یہین آئیگی اب
مجھکو لازم نہین ہے جو مین بھوک پیاس کے مارے کہین چلا جاؤن اور وہ یہان آکر اور
مجھے نہ پاکر رنجیدہ ہو جاوے یہ سنکر کہا مین ہرگز قبول نہ کرونگی حاتم بولا ای مہر لقا
اسقدر خفگی کا کیا سبب ہے اور وہ جناب مراد کو پہنچیگا مین یہان سے نجاؤنگا
پری نے کہا کہ تو مجھسے یہ امید نہ رکھ مین اُسکے پاس نجاؤنگی حاتم نے کہا برائے خدا
تو میری محنت کو نظر کر تب وہ بولی کہ مین تیرے کہنے سے باہر نہین اچھا مین تیری خاطر سے
اُسکو پاس رکھونگی پر ہم صحبت نہونگی حاتم نے کہا خیر مین بھی تمہارے دروازہ پر بیٹھکر
اتنے فاقے کرونگا کہ میرا خون تمہاری گردن پر ہوگا یہ کہکر اُٹھا اور اُسکے
دروازہ پر درخت کے نیچے جا بیٹھا دانہ پانی سب چھوڑ دیا اسی صورت سے
سات روز گذرے ایک شب اُس نے یہ خواب دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے

کہ اے حاتم پری نے اسی طرح سیکڑون کو مارا ہے تو پہلے اس کہکر جوان کو بلوا اور وہ
مہرہ جو اُس خرس کی بیٹی نے تجھے دیا ہے اسکو دے کہ اپنے منہ مین رکھکر غرغرہ کرے اور
پانی مین ڈالکر کسی طرح اس پری کو پلا دے پہر خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھہ کہ
معشوقہ عاشق ہو جاوے یہ بات سُنکر وہ چونک پڑا اتنے مین صبح ہو گئی الگن پری
اُسکے پاس آکر کہنے لگی کہ ایجوان تو نے دانہ پانی کیون چھوڑ دیا ہے اگر بے آب و دانہ مرجائیگا تو
مین تیرے گناہ کے سبب پکڑی جاؤنگی اور خدا کو کیا منہ دکھاؤنگی حاتم نے کہا تو اسکو بلوا کر
دیکھہ اور وہ تیرا دیدار دیکھے کہ اُسکا مطلب یہی ہے الگن پری نے کہا مین نے یہ بات
قبول کی اس سخن کے سنتے ہی حاتم پہر مستعد و آمادہ ہوا کہ جا کر اس جوان کو لے آئے
ملکہ نے کہا کہ صاحب تم کس واسطے تکلیف سہو مین ابھی پریزاد بھیجکر بلوا لیتی ہون یہ
کہکر کئی پریزادون سے فرمایا کہ تم فلانے پہاڑ کی طرف جاؤ وہان ایک شخص درخت
کے نیچے پتھر کی سل پر آنکھین بند کیے کھڑا ہے اور آہین سرد بہرتا ہے اُس سے کہو کہ
وہان حاتم جا پہونچا اور اُس نے تیرا حال تیری معشوقہ سے مفصل بیان کیا اسواسطے
الگن پری نے تجھے بلایا ہے غرض وہ پریزاد ایک پل مین وہان جا پہونچے اور یہ ماجرا
اُس سے کہنے لگے وہ اس بات کو سنتے ہی اپنی جگہہ سے اوٹھا اور حاتم کی ہمت پر آفرین
کرکے ساتھہ ہو لیا وہ ایکدن مین شہزادی کے پاس لے آئے ملکہ نے پاس
بٹھا لیا جوان دیکھتے ہی بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا شہزادی نے گلاب چھڑکا ایک
دم کے بعد ہوش آیا تب الگن پری نے آہستہ اُس سے کہا کہ اے جوان مجھکو
خوب دل بھر کر دیکھہ لے غرض تمام دن یہی صحبت رہی شب کے وقت اُس نے
اپنی پریون سے کہا کہ مجلس نشاط آراستہ کرو اور ناچ راگ شروع کرو
اس بات کے سنتے ہی وہ ناچنے گانے لگین حاتم اور وہ جوان بہی باہم بیٹھے
ہوئے تماشہ دیکھہ رہے تھے مگر الگن پری اُس جوان کی طرف ہرگز
متوجہ نہ تھی یہ حالت دیکھکر حاتم نے اُس جوان سے کہا کہ تو اس مہرہ کو
پانی مین رگڑکر منہ مین لے اور اس کے پانی پینے کی ٹھلیو مین کلی کر دے پہر

یہان آکر چپکے سے بیٹھ رہ جوان اس کام مین مشغول ہوا کئی پریونکی اُسپر ٹہلیون کی طرف جاتے ہوئے نظر جو پڑی بے اختیار دوڑین اور کہنے لگین کہ تجہکو خاصہ کی ٹہلیون سے کیا کام ہے اس نے کہا شدت سے پیاسا ہون اُنھون نے یہ سنکر اسکو پانی پلایا پہر وہین آ بیٹھا حاتم نے جب دیکھا کہ جوان نے اپنا کام سب پورا کر لیا تب ملکہ سے کہا کہ اُسکو نہایت گرمی معلوم ہوتی ہو تھوڑا سا شربت پلاؤ اور اس کی پیاس بجھاؤ پری نے ارشاد کیا جلد شربت تیار کر لاؤ حاتم آپ ہی اوٹھہ کھڑا ہوا اور اپنے ہاتھ سے شربت تیار کرکے شہزادی کے سامنے لے آیا اُس نے ارشاد کیا تھوڑا تھوڑا سب پئین گے حاتم نے کہا پہلے آپ قدرے نوش جان کرین پہر سب پئین گے ملکہ نے حاتم کے ہاتھہ سے شربت کا پیالہ لے لیا اور منہ سے لگا دیا دو گھونٹ پیتے ہی پریزاد آدمی زاد پر دیوانی ہو گئی حاتم نے جو اسکا حال کچھ اور دیکھا آہستہ سے کہا اے ملکہ اس عاشق بیچارہ پر اگر مہربانی فرماؤ تو تمہارے اخلاق سے بعید نہین اُس نے سنکر کہا ع اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست + کہنے لگی مین نہین جانتی یہ آفت کسکی یاد نہانی ہدی ہے اب مجہہ سے جدائی کا درد نہین سہا جاتا اور اسکے بے ملے ایک دم نہین رہا جاتا اب مین ناچار ہون تیرا کہا مانا اور قبول کیا مگر مان باپ کی بے رضامندی یہ کام نہین کر سکتی یہ کہکر اُنکی طرف گئی اور محل مین داخل ہو کر دالان کو گھیرا کیا اور سر جہکا کرکے چپکی ہو رہی اُس کی مان نے کہا اسقدر جلدی آنے کا کیا سبب ہے ابہی تو جا بیٹھی رونہ نہین ہوے تب اُس کے مصاحبون نے عرض کی کہ ملکہ کو ایک آدم زاد پسند آیا ہے اور اوسنے بھی اُس کے عشق مین رنج اوٹھایا ہے اب یہان آ پہونچا ہو اسواسطے چاہتی ہین کہ اُس کو اپنا دمساز اور محرم راز بنا دین لیکن بے اجازت یہ کام نہین ہو سکتا یہ سنکر وہ اپنے خاوند کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ تمہاری بیٹی کی خواہش ہے کہ ایک آدم زاد سے اپنا بیاہ کرے اوس نے کہا کہ اگر اسکی مرضی ہے تو مبارک ہو چشم ما روشن دل ماشاد

القصہ الکن پری نے اُسوقت حاتم کو اور اوس جوان کو باغ سے بلا بہیجا اُس کی مان
ان کو دیکہکر بہت خوش ہوئی اور اپنے خاوند سے بہی تعریف کی اُسنے اُسیوقت بیاہ کا
سرانجام تیار کیا اور ملکہ کو بڑی دہومدہام سے جوان کے ساتھہ اپنی رسمون کے موافق
بیاہ دیا عاشق و معشوق باہم ملے اور حاتم کو دعائین دینے لگے سات روز کے بعد حاتم
ان سے رخصت ہونے لگا پری نے کہا کہ اب کہان کا قصد رکہتے ہو کہا کوہ
احمر کا مجہے ایک کام ضروری ہے پری نے کہا گہبراؤ نہین مین ایک دم مین

تمھین وہان پہنچاے دیتی ہون یہ کہکر اُسنے اپنی کئی پریزادون سے کہا کہ تم اسکو ایک
تخت پر بٹھاکر وہان پہنچا دو وہ اسکو ایک تخت مرصع پر بٹھاکر آڑ چلے رات کے وقت
وہان جا پہونچے حاتم نے اُن سے کہا کہ مجھکو یہین چھوڑ دو اور تم رخصت ہو حاتم کے کہنے
کے بموجب وہ سب رخصت ہوے اور حاتم اسکی آواز پر چلا نکلا ادہر ادہر درخت کے
پاس جا پہونچا کہ جس جگہہ وہ آواز آتی تہی کیا دیکھتا ہی کہ ایک پیر مرد وہان اوسکے گی نجیر سے
مین لٹکتا ہے حیران ہوا اور ایک ساعت کھڑا رہا پہر پوچھنے لگا کہ اسے بزرگ یہ آواز کیون
تیرے منھ سے ہر گھڑی نکلتی ہے اور وہ کون ہے کہ جسنے تجھے اس پنجرے مین بند
کرکے لٹکا دیا ہے یہ بات سنکر بڈہے نے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا ایجوان میرا حال
کچھہ نہ پوچھہ اور جو پوچھتا ہی تو میری غور کر اس شرط پر مین تجھسے کہتا ہون حاتم نے کہا کہ مین نے
قبول کیا اُسنے کہا کہ مین احمد سوداگر ہون جسوقت مین پیدا ہوا تہا اوسوقت یہ ملک میرے باپ کے
نام سے آباد کیا تہا جب بڑا ہوا باپ مجھکو اس شہر مین چھوڑ کر کسی ملک مین
تجارت کے واسطے گیا مین نہایت فضول خرچ تہا جو زر وجواہر مال و متاع باپ نے
مجھکو گذران کے واسطے دیا تہا مین نے تھوڑے عرصہ مین اُڑا دیا محتاج ہو گیا افلاس
غالب آیا اور میرا باپ اُسی سفر مین مر گیا کچھہ گرا گرایا مال میرے ہاتھہ لگا چند روز کے
بعد مین نے بازار مین ایک جوان کو دیکھا یہ کہتا ہی جسکا زر وجواہر مال و متاع یا اسباب
کھو گیا ہو خواہ زمین مین گاڑکر بھول گیا ہو مین اپنے علم سے نکال دیتا ہون لیکن اس
شرط پر کہ چوتھا حصہ مجھکو دے مین نے اس کی بات مان لی اور اوسکو اپنے گہر لاکر ہر جگہہ
دکھائی اس نے جا بجا سے مٹی اُٹھاکر سونگھی اور پہینک دی آخر ایک کونے کو کھدوایا
وہان زر وجواہر بیشمار نکلا مین چوتھائی دینے مین حیلہ کرنے لگا اور اپنے اقرار
سے پہر گیا تھوڑا سا اوٹھاکر اوسکے آگے رکھدیا اُسنے کہا کہ مین ہی اپنا چوتھائی حصہ
لونگا اس بات مین برہم ہوا اور طمانچے مار کر اُسے باہر کر دیا وہ میری جان کو روتا پیٹتا
چلا گیا کئی دن کے بعد پہر آیا اور مجھسے دوستی پیدا کی بلکہ یار غار ہوکر ایکدن کہنے لگا
جو کچھہ زمین مین گڑا ہوا ہے مجھے سب نظر آتا ہے مین نے اوس سے پوچھا کہ یہ لیا

علم سے مین بہی کسی طرح سیکہہ لونگا اس نے کہا بہت آسان ہے وہ ایک سرمہ کی ترکیب
ہے کہ اُسے بنا کر جو اونی آنکہون مین لگاوے جتنا مال کہ چہپا ہوا ہے نظر آنے لگے مین نے
کہا اگر تو میری آنکہون مین ایسا سرمہ لگاوے اور مال مجہے نظر آجاے تو آدہا تیرا اس
نے کہا بہتر تو میرے ساتہ جنگل مین چل مین تیری آنکہون مین ایک سلائی پہیر دون
مین اسکے ساتہ اس جنگل مین آیا اور اس پنجرے کو دیکہکر حیران ہوکر پوچہنے لگا کہ یہ کیا
ہے اُسنے کہا مین نہین جانتا یہ کہہ کر وہ اس درخت کے نیچے بیٹہہ گیا اور اپنی بغل سے سرمہ کی
ڈبیہ نکالکر ایک ایک سلائی میری آنکہون مین پہیر دی فی الفور مین اندہا ہو گیا
مین نے اُس سے کہنے لگا کہ واے تو نے یہ کیا کیا مجہے اندہا کیا وہ بولا جو لوبہون اور بدنیتون
کی یہی سزا ہے اگر آنکہونکی بصارت چاہتا ہے تو اس پنجرے مین بیٹہہ رہ اور یہ سخن کہا کر
کہ کسی سے بدی نہ کیا گر کریگا تو وہی پاویگا مین نے پہر پوچہا کہ سچ کہہ کہ میری آنکہونکا
کیا علاج ہے اُسنے کہا کہ ایک مدت کے بعد جوان حق پرست ادہر آویگا تو اُس سے
اپنا احوال کہنا وہ کہین سے نوربیز گہاس لاکر اسکا پانی تیری آنکہون مین ٹپکاویگا
تیری آنکہین جیسی تہین ویسی ہی ہوجاوینگی اسی امید پر تیس برس سے اس پنجرے
مین بیٹہا ہوا اُسکی راہ دیکہتا ہون اور کبہی جو اس سے نکلتا ہون تو تمام بدن ہڈی
سے لیکر میرا گوشت تک گوشت سے لیکر پوست تک درد کرتا ہے بیتاب ہوکر پہر اسی مین
آبیٹہتا ہون اور آہ سرد کہینچکر یہی سخن کہتا ہون اسی صورت سے بہت آئے اور پوچہ
پوچہکر چلے گئے پر کوئی میری داد کو نہ پہونچا اور کسی نے اسکی تدبیر نہ کی حاتم نے کہا تو
خاطر جمع رکہہ یہ کام مین کرونگا اتنے مین وہ پریزاد جو حاتم کو یہان پہنچاکے کوہ القا
کو گئے تہے پہر آئے اُلکن پری کو دیکہتے ہی اُنپر جہنجہلائی اور کہنے لگی کہ جب وہ اس کام سے
فراغت پاتا تب اُسکے گہر پہنچاکے یہان آتے اب تمہین تمہارے بیتے خیر ہے اُسکو
اُسکے گہر پہنچاکر یہان آؤ نہین تو برے طرح پیش آؤنگی وہ اس بات کے سنتے ہی
دوڑے اور حاتم کے پاس آکر موجود ہوے پہر اپنی سرگذشت بیان کی اور پوچہا کہ آ
آپکا قصد کدہر کا ہے اُسنے کہا جہان نوربیز گہاس ہے وہان جانا چاہتا ہون وہ بولے کہ ہم

تو اس جنگل کے قریب پہنچا دینگے اور دور سے بتا دینگے لیکن وہان نہ جا سکینگے اگر سلامت
پہر و گے تو تمہین تمہارے شہر پہونچا دینگے نہین تو جو تمہیر گذریگی ملک سے غرض کر دینگے حاتم
نے پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے انہون نے کہا کہ صاحب جو تمہارا وہ گہاس ہر برس [illegible]
نکلتی ہے اس جنگل کے تمام پہول چراغ کے مانند روشن ہو جاتے ہین اور ہزارون جانور
انواع اور اقسام کے اسکے گرد جمع ہوتے ہین اسواسطے وہان کسیکا گذر نہین ہو سکتا حاتم نے
کہا بارے دیکہون قسمت مین کیا ہے تب ایک پریزاد نے حاتم کو کاندہے پہ بٹہا لیا اور
اور باقی ساتھ ہو لیے حاصل یہ ہے کہ ساتوین دن اس جنگل کے قریب جا پہونچے
ایک میدان وسیع نظر آیا حاتم نے پوچھا وہ گہاس کہان ہے وہ بولے کہ اسکی اوگنے کا
وقت پہنچا ہے دو چار ہی روز مین نکلے گی حاتم اور پریزاد کئی دن اس جنگل مین باہم رہے اور
ہر قسم کے میوے کہایا کئے کہ ایکدن وہ گہاس زمین سے نمودار ہوئی جہانتک پہول تہے
چراغون کی روشن ہو گئی سارا جنگل خوشبو سے مہک گیا ہر قسم کے جانور آکر اسکے گرد
جمع ہوے اور ایک حلقہ باندہکر کہڑے رہے حاتم نے پریزادون سے کہا کہ تم یہین رہیو
تو کل بخدا جاتا ہون آگے جو مرضی اسکی یہ کہکر وہ [illegible] مین کہا اور اس جنگل مین
جا کر دو تین پتی گہاس کی اور کئی پتیان پہولونکی لیکر خیریت سے پہر آیا پریزاد دیکہکر
حیران رہگئے کہ عجب طرحکا آدم زاد ہے کہ اسکا ثانی دیکہا نہ سنا غرض پہر اسیطرح سے حاتم
کو اس بڈہے کے پاس پہنچایا اور وہ اسی حالت مین پڑا تہا اتنے مین حاتم نے پکارکے
کہا کہ اے پیر مرد مین وہ گہاس لے آیا بڈہے نے کہا مرحبا اب لازم ہے کہ تو اپنے
ہاتہون سے اس کو ملکر دو تین قطرے میری آنکہون مین ٹپکا دے حاتم نے وہی کیا پہلے
تو اسکی آنکہین اُبل آئین پہر نیلگون ہوگئین آخر پانی سوکہہ گیا اور کٹورا سی ہوگئین وہ
حاتم کے پاؤن پر گر پڑا اور عذر کرنے لگا اسنے بہی اسے گلے لگا لیا اور کہا بہائی از بہر
خدا کیا کہتا ہے مین نے خدا کی راہ مین کمر باندہی ہے جو کام میرے ہاتہہ سے نکلتا ہے
مین اُسے غنیمت جانتا ہون اور اپنی سعادت سمجہتا ہون پیر مرد نے کہا اگر تو اے جوانمرد
میرے گہر مین بہت سا زر و جواہر ہے تو وہان چل [illegible] رہا [illegible]

لے حاتم نے کہا مجھے ہرگز زر و جواہر درکار نہین خدا کے فضل سے میرے گہر مین بہی
بیشمار ہے اُسکو خدا کی راہ مین خرچ کرتا ہون تیرا مال لیکر کیا کرون یہ کہکر وہ پیر مرد سے رخصت
ہوا اور پیر بزاودون کے کندہے پہ سوار ہو کر دس روز کے بعد شہر شاہ آباد مین آیا تب وہ
پیر بزاودن نے کہا خداوند آپ اپنی مہر سے ایک رسید لکھدیجئے کہ ہم بادشاہزادی کو دین
کہ انکی دلجمعی ہو حاتم نے ایک رسید اپنے حال سمیت لکھکر انکے حوالے کی وہ ادہر اٹھے یہ
شہر مین داخل ہو کر کاروانسرا مین آیا اور منیر شامی سے ملاقات کر کے نہایت خوش ہوا
وہ چار گہڑی کے بعد دونون متفق ہو کر حسن بانو کے گہر آئے وہ ایک مکان پاکیزہ مین
پردے پر تکلف ڈالکر بیٹہی اور اُن کو باہر چوکیون پر بعزت تمام بٹھایا اور حال پوچھا
حاتم نے تمام وکمال بیان کیا حسن بانو نے اِن کی ضیافت کی تیاری کی دسترخوان پر
طرح طرح کے کہانے چنوا دیئے اور قسم قسم کے میوے رکھوا دیئے ہنسی خوشی دونون
نے نوش جان کیا اور رات کی رات وہین آرام فرمایا صبح کو حاتم نے پوچھا کہ اے
حسن بانو اب کون سا مطلب ہے اُسنے کہا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ سچے کو ہمیشہ راحت
ہے وہ کیا سچ بولا اور کیا راحت پائی ہے اُسکی خبر لا حاتم نے کہا تم جانتی ہو وہ کس
طرف ہے حسن بانو بولی کہ مین نے اپنی دائی سے سنا ہے کہ وہ شہر خوارزم مین ہے پر نہین جانتی
کہ وہ کس طرف کو ہے حاتم نے کہا خیر خدا یہ بہی مشکل آسان کرے گا

چوتھا سوال حاتم کے جانے کا اور اس بات کی خبر لانے کا کہ سچے کو ہمیشہ راحت ہی

القصہ حاتم حسن بانو سے رخصت ہوا اور شہر سے باہر نکلا کئی منزلون کے بعد ایک دامن
کوہ مین جا پہونچا وہان کیا دیکھتا ہے کہ دریائے عظیم لہو سے بہرا ہوا نہایت زور و شور سے
بہتا ہے اسکو دیکھکر متفکر ہوا اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ مین نے کبہی لال پانی کا دریا
نہین دیکھا اسکو دریافت کیا چاہئے کہ یہ کس طرف سے آتا ہے اور اسکے بہنے کا

کیا سبب ہے یہ ارادہ کر کے اس طرف سے روانہ ہوا ۔ رستے میں ایک درخت عالی شان
سامنے سے نظر پڑا جب اسکے پاس پہونچا دیکھا کہ اسکی ہر ایک [illegible]
[illegible] لٹکے ہیں اور اسکے نیچے ایک [illegible]
ہے اور اسکا پانی جنگل کی طرف بہا جاتا ہے [illegible]
سر [illegible] درخت میں لٹکتے [illegible]
[illegible] میں اور ان سے لہو [illegible] تالاب میں [illegible]
خون آلودہ ہو گیا [illegible] اس سر پر [illegible]
سر [illegible] تھا اسکو دیکھتے ہی بیہوش ہو گیا [illegible] آپ ہی میں
کہنے لگا کہ اس بات کو دریافت کیجیے [illegible] معلوم کرنا اب لازم ہے کہ تھوڑے
دن یہاں رہیے اور اس حال کو بخوبی دریافت کیجے یہ کیا اسرار ہے اسی فکر میں
تمام دن رہا تھا کہ رات ہو گئی یہ کونے میں چھپ رہا ناگاہ سر کٹیوں سے تالاب
میں گر پڑے اور حاتم اس تالاب کیطرف دیکھتا تھا کہ ایک فرشگاہ نہایت پاکیزہ تھی
اوسپر فرش شاہانہ لا کر بچھایا اور ایک تخت زرین بھی وہاں پر تکلف ایک قرینے سے
رکھدیا کئی گھڑی کے بعد کئی پریاں نازنین تھیں انمیں ایک پریزاد نہایت چھیلی
چھبیلی ہوشربا ماہ لقا تھی آتے ہی ناز و ادا سے اوس تخت پر بیٹھ گئی حاتم
نے جو غور کر کے دیکھا معلوم کیا کہ یہ وہی سر ہے جو سب سے اونچا تھا پر کتنی پریاں
اوسکے گرد کرسیوں پر بیٹھی تھیں اور کتنی ہاتھ باندھ کر با ادب کھڑی ہوئی ہیں اتنے
میں طائفہ ساز ملا کر کھڑا ہوا اور اس تخت کے سامنے ناچنے لگا حاتم تاک لگائے
دیکھتا تھا اور فکر کرتا تھا کہ الٰہی یہ کیا اسرار ہے جب آدھی رات گئی
دستر خوان شاہانہ بچھا اور اقسام اقسام کے کھانے پاکیزہ لطیف اوسپر چنے گئے پس
تخت نشین نے ایک خواص سے کہا کہ اس مسافر کو بھی کھانا دو وہ خوان تیار کر کے
[illegible] حاتم کے پاس لے گئی اور کہنے لگی کہ ہمارے سردار نے تجھے بھیجا
ہے حاتم نے کہا تیرا کیا نام ہے اور تیرے سردار کا کیا نام ہے وہ بولی کہ

تجھے میرے نام سے کیا کام ہے اگر بھوکا ہے تو کھانا کہا حاتم بولا جب تک تو اپنا
نام اور اپنے سردار کا نام نہ بتا ئیگی ہرگز نہ کہاؤنگا یہ بات سنکر وہ نازنین پھر
آئی اور ملکہ سے عرض کرنے لگی کہ وہ مسافر کھانا نہیں کھاتا اور کہتا ہے کہ جبتک
تو اپنا نام اور اپنے سردار کا نام اور اس جماعت کا احوال جو اس تالاب سے نکلی ہے
ظاہر نکریگی کچھ نہ کھاؤنگا ملکہ نے کہا تو کہہ کہ پہلے کھانا کھا تو پھر کہونگی جب وہ کھانا
کھا چکے کہیو آج نہیں کل وہ حاتم کے پاس آئی اور جو سکھایا تھا عمل میں لائی غرضکہ
حاتم نے چاہا کہ اسکا ہاتھ پکڑ لے وہ بھاگ کر تالاب میں گر پڑی اور ملکہ کے پاس جا کھڑی
ہوئی اور شہزادی تمام رات ناچ راگ میں مشغول رہی جب صبح ہوئی سب تالاب میں
کود پڑیں ایک ساعت میں کئی سر اوپر تیر آئے اور آپ ہی آپ تالاب سے اچھلکر درخت کی
ڈالیوں میں لٹک گئے اور وہ سر بدستور سابق اونچا جا لٹکا یہ سب ہنس پڑے حاتم بھی
اس کو نے سے دیکھتا تھا لیکن سردار کے سر سے ٹکٹکی لگائے تھا اور دل میں کہتا تھا کہ اگر ہیں
پاؤں تو اس نازنین سے خوش ہوکر نکاح کروں اور کہتا تھا یا الٰہی یہ کیا اسرار ہے کہ
رات کو جیتے ہیں اور دن کو اس درخت میں لٹک جاتے ہیں شاید یہ کام جادو کے سبب یا
طلسم سے ہوتا ہے انہیں سوچوں میں دن آخر ہوا اور شام ہوئی رات کے وقت سب تالاب
میں سے نکلے اور پھر بدستور سابق فرش بچھا اور مجلس آراستہ ہوئی ناچ رنگ ہونے لگا اور
حاتم منتظر تھا کہ آج وہ وعدہ وفا کرتی ہے یا نہیں جب دسترخوان بچھا شہزادی نے
ایک پری کے ہاتھ کھانا حاتم کو بھجوایا وہ دیکھتے ہی کہنے لگا کہ اے پری تو نے کہا تھا
کہ میں کل آکر کہونگی اپنا وعدہ وفا کر کہ میں کئی دن کا بھوکا ہوں کھانا کھاؤ
اوسنے یہ ماجرا جاکر ملکہ سے عرض کیا اُسنے کہا تو جا کر یہ کہہ جب تو ملکہ کے حضور میں
آئے گا اوسوقت یہ بھید کھلجائیگا لیکن پہلے کھانا کھا اوسکے بعد میرے ساتھ چل
حاتم نے یہ بات سنکر کھانا کھایا اور اسکے ساتھ ہو لیا حاتم نے جو آنکھیں بند کرکے
غوطہ مارا اور زمین کی تہ کو اسکے پیر لگے تو آنکھیں کھولکر دیکھا نہ وہ تالاب ہے نہ
وہ درخت آپ ایک جنگل میں کھڑا ہوا ہے آئین سر دیکھکر نہ وہ مانے ذرا اسی حالت میں

سات دن گذر گئے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام بحکم خدا سبز کپڑے پہنے ہاتھ مین عصا
لئے نمودار ہوے حاتم دیکھتے ہی کہنے لگا پیر و مرشد یہ کونسا مکان ہو کہا یہ صحرائے
خبر پرسش ہے تو نے فلانے تالاب مین فلان پری کے ساتھ غوطہ مارا تھا وہ تالاب
کی نہا ہے اسکا یہی اثر ہے جو آدمی اسمین غوطہ مارے یہان آ نکلے چنانچہ وہ مکان اس
جگہہ سے تین سو کوس ہے یہ بات سنتے ہی حاتم خاک پر گر پڑا اور رو کر کہنے لگا ہیہات
یہ میرے دل کو کیا ہوگا اور کیونکر مین وہان پہونچون گا اگر میری مراد نہ ملیگی تو تڑپ تڑپ
مین مر جاؤن گا خواجہ نے پوچھا کہ تیری کیا مراد ہے اوسنے کہا مین جس جگہہ تھا وہین
جا پہنچون انھون نے کہا میرا عصا پکڑ اور آنکھین بند کر انکے کہنے کی موافق کیا
ایک دم مین وہان جا پہونچا اوسنے اپنی آنکھین کھولکر دیکھا وہی جنگل ہے اور
وہی سر جو ڈالیون پر لٹکتے ہین بے اختیار اس درخت کے پاس گیا اور اوپر کو چڑھنے
کا قصد کیا وہ درخت ہلنے لگا حاتم اوسکی جڑ سے لپٹ گیا وہ اسیطرح ہلتا رہا جو ذرا
وہان سے بڑھا ایک تراقے کی آواز آئی درخت بیچ سے پھٹ گیا اور حاتم اسمین سما
گیا اور جب اسنے دیکھا کہ کچھہ اب نہین ہو سکتا حیران ہوا اور ڈرا کہ یہ کیا آفت ہے ایک
مرتبہ تو مین اسکے لئے تالاب مین گرا تو اس مصیبت مین پڑا جو درخت پر چڑھنے کا قصد
کیا تو یون پھنسا جتنا زور کرتا ہون کہ اوپر آؤن نیچے ہی چلا جاتا ہون آخر اسکا بدن
سب درخت کے اندر چھپ گیا فقط آنکھین باہر رہگئین اسیوقت حضرت خضر
علیہ السلام پھر پہنچے اور کہنے لگے کہ اے جوان اپنے تئین کیون بلا مین ڈالتا
ہے شاید زندگی سے سیر ہو چکا ہو حاتم کا حال تنگ تھا کچھہ نہ بولا تب خواجہ
خضر علیہ السلام نے رحم کھا کر ایک عصا اوس درخت پر مارا کہ وہ موم کیطرح ہو گیا
حاتم نکل آیا پر سست تھا تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا حضرت خضر علیہ السلام
نے فرمایا اے حاتم کیون اپنے اوپر رنج اوٹھاتا ہے اور آپکو مصیبت مین ڈالتا ہے
جھاڑون سے کیا مدعا ہے اسنے کہا کسی صورت سے اُن کا حال دریافت کرون خواجہ
نے فرمایا کہ سردار شاہ اچہ جادوگر کی بیٹی ہے اور اوسکے مکان کا نام کوہ احمر ہے

ایک دن اس لڑکی نے اپنے باپ سے خاوند کرنے کا ذکر کیا تھا کہ بابا جان اب مین جوان
ہوئی میری شادی کر دو اسبات کو سنکر وہ غضبناک ہوا اس لڑکی کو اس فرسے طلسم
کے دریا مین ڈالدیا ہے اور یہ تالاب اور درخت جادو کا ہے اور یہ سر جو سب کے
سرون سے اوپر لٹکتا ہے اسکا نام زرین پوش ہے اور کوہ جادو وہان سو کوس پر
ہے جادو کے زور سے ایک ہی دن مین جاتی ہے اور شام اکثر جادوگر تماشا
جیتا رہیگا اسکو نہ بیاہیگا اور یہ اسی حالت مین گرفتار رہیگی کسیکے ہاتھہ لگیگی
یہ سنکر حاتم نے کہا معلوم ہوا میری قسمت مین اسی جگہہ مرنا ہے خدا نے مجھے یہان
پہونچایا ہے حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ جو تو اسکی بیٹی کی چاہ رکھتا ہے تو
آپ سے آپکو بلا مین ڈالتا ہے اس سے بہتر ہے کہ اسکا خیال چھوڑدے
حاتم نے کہا مین اپنی جان سے ہاتھہ دھو چکا ہون جو ہونی ہو سو ہو جبتک تازیست
میرے ہاتھہ لگیگی مین اسبات سے باز نہ آؤنگا خواجہ خضر علیہ السلام نے کہا آخر اے جوان
تیری آرزو کیا ہے اسنے کہا پیر و مرشد میرا مطلب یہ ہے کہ اس درخت پر چڑھ جاؤن
اور اسکے برابر ہو جنکہ ہمکلام ہون حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے فرمایا اے عزیز دیدہ و
دانستہ آپکو بلا مین ڈالتا ہے کیا فایدہ باز آ حاتم نے عرض کی کہ مجھکو اسی مین
نفع ہے کہ ایکدم ان سے جدا نہون اور جو روز ازل سے میری قسمت مین بیشک
لکھی ہے تو بیشک ہوئیگا اسبات کو سنکر خواجہ خضر علیہ السلام نے اپنا عصا اس
درخت پر مارا اور اسم اعظم پڑھکر فرمایا کہ اب اس درخت پر چڑھ جا یہ کہکر
آپ اسکی نظرون سے غائب ہوگئے حاتم وہین درخت پر چڑھ گیا جب وہ نازنین
کے سر کے برابر پہنچا اسکا سر بھی اور نیز ان کے سرون کے برابر لٹکنے لگا اور لٹکتا
تالاب مین گر کر ڈوب گیا آسمان سے ایک غوغا اٹھا اور ایک شور زمین سے
بلند ہوا جیسے آفتاب چھپا اور رات ہوگئی وہ سب کے سب حاتم کے [illegible]
اس تالاب مین گر پڑے اور [illegible] جمع ہوکر کاروبار کرنے لگے
پھر ملکہ [illegible] بیٹی اور حاتم دست بستہ [illegible] کھڑا ہوا اور بیہوش ہوگیا [illegible]

اسم اعظم سکھا کر کہا اب کوہ احمر کیطرف جا اور دل مین کچھ اندیشہ لا وہ بولا کیونکر
جاؤن خواجہ نے کہا کہ تو میرا عصا پکڑ اور اپنی آنکھین بند کر اسنے ایسا ہی کیا ایکدم مین
اسکا پاؤن زمین پر جا لگا آنکھین کھولکر جو دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ پڑی مگر ایک پہاڑ
عظیم الشان اور اسپر لالہ بے موسم پھولا ہوا دیکھا خوش ہوکر اوپر چڑہنے لگا قدم رکھتے ہی
پتھر نے اسکے پاؤن ایسے پکڑے کہ اوٹھنا محال ہو گیا جب عاجز ہوا دل مین کہنے لگا اب
اسم اعظم پڑہنا چاہیے پڑہتے ہی اسکے پاؤن پتھر سے چھوٹ گئے تب معلوم ہوا کوہ احمر
یہی ہے پھر تو اسم اعظم پڑہتا ہوا چڑھ گیا اتنے مین ایک میدان نظر آیا آگے بڑہا ایک
چشمہ دیکھا اور بہت سے درخت میوہ دار کہ کبھی نہ دیکھے تھے نظر پڑے حاتم نے کپڑے اتار کر
اوسمین غسل کیا پھر لباس پاکیزہ پہن اسم اعظم پڑہنے لگا اسکی برکت سے
تمام جانور جادو کے کیا درندے کیا پرندے سب بہاگ گئے یہ خبر شام احمر کو
پہونچی کہ سب جانور بہاگے ہوے چلے آتے ہین اسنے نجوم کی کتاب دیکھی معلوم
کیا کہ ایک دن حاتم طائی اس پہاڑ پر آئے گا اور تمام جادو ہمارا باطل کریگا یہ
وہی ہے جو وہان چشمہ پر بیٹھا ہوا اسم اعظم پڑہتا ہے اور کوئی سحر اس اسم کے پڑہنے والے کو
اثر نہین کرتا کیا تدبیر کیجیے کہ اسم وہ بھول جائے یہ سوچکر منتر پڑہا اور چار دن طرف
پھونکا کہ غٹ کا غٹ پریون کا نمودار ہوا ان مین سے ایک پری ملکہ زرین پوش
کی صورت تھی صراحی اور پیالہ ہاتھ مین لیے دکھائی دی تب شام احمر جادو نے
کہا کہ حاتم کو شراب پلا کر کام تمام کر وہ صورت سب پریون سمیت اس چشمہ پر
جا بیٹھی حاتم دیکھکر حیران ہوا کہ یہ تو سب اس درخت مین لٹکتی تھین یہان کیونکر
آئین یہ دل مین سوچا کہ اسکے ماں باپ کا مکان ہے آ نکلی ہوگی اتنے مین ملکہ
زرین پوش کیصورت حاتم کے پاس آئی اور کہنے لگی اے حاتم تو نے رنج و تعب بہت
کھینچے ہین آج میرے باپ نے مجھے باغ کی سیر کو بھیجا تھا تجھے دیکھکر نہایت خوش ہوئی یہ کہہ کر
اوسکے پہلو مین جا بیٹھی حاتم نے اوسکی صحبت غنیمت جانی اور شراب کا پیالہ پیا وہ بیہوش
وہین شام احمر کیصورت ہو کر پکڑ کے لیگئی اسنے حاتم کی صورت دیکھکر سر نیچا کر لیا اور دل

مین کہا کہ ایسے جوان کو مارنا محض نادانی ہے لیکن یہ دشمن ہے اسے کچھ سزا دیا چاہیئے
نوکرون کو فرمایا اسے چاہ آتشین مین ڈالدو اسکے چاکرون نے حاتم کو اسیوقت کنوئین
مین ڈال دیا اور ہزار من کی ایک سل لوہے کی لال کرکے اسکے منہ پر ڈھانک دی غرض
حاتم غلطان و پیچان چلا جاتا تھا اور مہرہ خرس کی بیٹی کا جو اسکے منہ مین تھا کنوئین مین
سل سمیت دم بدم سرد ہوتا جاتا تھا القصہ شام احمر کے لوگون نے حاتم کو کہا کہ وہ چاہ
مین جلکر خاک سیاہ ہوگیا تب اوسنے نجوم کی کتاب دیکھکر معلوم کیا کہ یہ جیتا ہے حاتم ایک
مہرہ کے سبب صحیح و سلامت ہے پھر سوچنے لگا وہ مہرہ اس سے کسی طرح لیا چاہیئے
جب تک وہ مہرہ اسکے پاس ہے اسے کچھ آفت نہ پہنچے گی مگر مشکل یہ ہے کہ وہ ہاتھ
نہین لگ سکتا مگر وہ آپ سے دیوے یہ اندیشہ کر فرمایا ہزارون سے کہا جلد اسے
نکال کر اسی چشمہ پر پہنچا دو وہ پہنچا آئے حاتم نے آتے ہی غسل کیا خدا کا شکر
بجالایا شام احمر جادو نے منتر پڑھا ایک ساعت مین وہی نازنین ملکہ زرین پوش کی
صورت بنکر حاتم کے سامنے آئی ملکہ کی صورت نے آگے قدم بڑھا کے کہا اب
مین تیرے پاس آ بیٹھنے لگی دور سے دیدار دیکھنے لگی اس روز جب مین تیرے پاس بیٹھی تھی
تو میرے باپ نے سیاہ دیو بھیجکر پکڑ منگوایا خدا نے تجھے اس بلا سے نجات دی مبادا
مین تیرے پاس بیٹھون اور یا جان من لین حاتم نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور بٹھا لیا تب وہ
نازنین ناز و ادا سے کہنے لگی کہ اے حاتم تو مجھے سچ مچ چاہتا ہے اسنے کہا جان و دل
سبھی زیادہ عزیز رکھتا ہون وہ بولی ایک چیز مین تجھسے مانگون اگر دے تو جانون
کہ عاشق صادق ہے اسنے کہا مین تو مفلس ہون یہ سنکر وہ کہنے لگی کہ خرس کی بیٹی کا
مہرہ چاہتی ہون حاتم نے کہا کیونکر جانا وہ مہرہ میرے پاس ہے وہ بولی کہ میرے
باپ نے نجوم کی راہ سے بتلایا ہے حاتم چاہتا تھا کہ اس مہرہ کو نکال کر حوالے
کرے کہ ایک پیر مرد نے داہنی طرف سے ڈانٹا کہ اے نادان کیا کرتا ہے
تو پشیمان ہوگا بلکہ جان بھی جاتی رہیگی یہ بات سنکر حاتم نے کہا اے
بزرگ تو کون ہے جو کار خیر سے باز رکھتا ہے مہرہ میرے کس کام کا ہے محبوبہ کو

پاس لیگیا اسے دیکھکر بولا کہ اسے مارنا صلاح نہین کیونکہ وہ مہرہ ضائع ہوگا بہتر
یہ اپنی خوشی سے نذر دے طوق و زنجیر پہنا کر دو پہاڑی ستونون مین کسدو اور منہ
اسکا کالا کردو چنانچہ اسکے فرمانبردارون نے ویسا ہی کیا حاتم اپنے آپکو گرفتار دیکھکر
خداوند کریم کی درگاہ مین گریہ و زاری کرنے لگا کہ الٰہی تیرے سوا اس وقت کوئی نگہبان
نہین اور شام احمر جادو نے اپنے جادوگرون سے کہا کہ تم اسکے گرد بیٹھو اور باری باری
چوکی پہرہ دو وہ اسکا کہنا بجا لائے غرض سات رات دن یونہین چوکی پہرا دیا کیا
جب حاتم پیاس سے نہایت بیقرار ہوا اتنے مین شام احمر آیا اور کہنے لگا اے حاتم اب کیا
احوال ہے اسنے جواب دیا ظاہر ہے اسنے کہا اگر مہرہ دیدے تو مین تجھے ابھی چھوڑ
دون حاتم بولا اپنی بیٹی میرے ساتھ بیاہ دے تو ابھی دیتا ہون اسبات کو سنکر نہایت غصہ ہوا
اور مسند سے اوٹھکر جادوگرون سے ارشاد کیا کہ تم اسپر پتھرون کو برساؤ کہ سر اسکا پاش پاش
ہو جاوے جادوگر پتھر ہاتھون مین لیکر حاتم کے پاس آئے اور کہنے لگے ابھی جان
بچا کر اور مہرہ ڈالدے ورنہ تیرا سر پتھرون سے پاش پاش ہو جائیگا جادوگر
ہاتھون مین پتھر لیکر مستعد ہوئے حاتم نے کہا انشاء اللہ تعالی سر اوسکا [illegible] اور
اسکی بیٹی کو اپنی خدمت مین لونگا یہ بات سنکر وہ جادوگر غصہ ہوئے اور پتھرون کا مینہ برسایا
یہانتک کہ حاتم اوسمین چھپ گیا جادوگرون نے اپنے سردار سے جاکر کہا کہ حاتم مر گیا اسنے
کہا کہ غلط کہتے ہو وہ جیتا ہے انہون نے کہا کہ اگر آہنی تن ہوتا تو بھی خاک سیاہ ہو جاتا
یہ تو آدمی تھا کیونکر بچا ہوگا احمر جادوگر نے کہا کہ اگر تمکو باور نہو تو پتھرون کو سرکا کر
دیکھ لو کچھ آسیب نہین ہوا تھا جادوگرون نے جو دیکھا سلامت پایا جھلا کر پھر پتھر برسانے لگے
کہ اس پہاڑ سے دونا ہو گیا پھر پتھرون کو سرکا کر دیکھا تو اسے کچھ ضرر نہ تھا اور دو روز اسی
طرح گذر گئے تب احمر جادوگر نے ناچار ہو کر اسسے کہا کہ تم مہرہ دو ورنہ اسیطرح پتھر مارونگا اور آپ عیش و عشرت
مین مشغول ہوا جب حاتم بھوک پیاس سے عاجز ہو کر مرنے لگا تو کہا ای پروردگار اس مہرہ کا خواص
دیکھا یہ ایسا ہو کہ جسکے باعث نہ آگ مین جلا نہ پتھر سے مرا اب تو کوئی مجھکو یہانسے اس تالاب پر
لے جائیگا یہ مہرہ مین اسکو دونگا اوسنے کہا ہین تیرا مہرہ درکار نہین مگر ایک

لالچی نے اشارہ کیا کہ مین تجھکو اس تالاب پر لیجاؤنگا ذرا رات ہونے دے حاتم نے
اشارہ کیا یہ مہرہ تجھہ کو دونگا جب آدھی رات ہو گئی سب کے سب سو رہے مگر ایک وہی
چوکیدار اس مہرہ کے لالچ سے جاگتا تھا ایکدم کے بعد چپکے سے اوٹھہ کر حاتم کے
پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگر کہے تو مین تجھے اوس چشمہ پر لیچلون حاتم نے کہا مجکو چلنے
کی طاقت نہین چلنا تو ایک طرف کیونکر ان پتھرون سے نکلون اوسنے کہا کہ مین جادو کے
ذریعہ سے نکال لیتا ہون اندیشہ نکر یہ کہکر افسون پڑھنے لگا اتنے مین کالا دیو پیدا
ہوا وہی دیو حاتم کو تالاب پر پہونچا کر غائب ہو گیا حاتم نے پہلے کپڑے دہوئے پھر
نہا کر بدن پاک کیا اور تھوڑا پانی پیکر چشمہ سے باہر نکلا کپڑے پہنے جادوگر نے کہا
اے حاتم مین نے تجھکو اس مہرہ کے لالچ مین ان پتھرون سے نکالا اور اس تالاب پر
بخوبی پہونچا دیا اب تجھکو لازم ہے کہ اپنا وعدہ وفا کرے وہ مہرہ مجھے دے حاتم نے
کہا اے عزیز تو نے میرے ساتھ نیکی کی مین بھی تیرے ساتھ سلوک کرونگا بتا تجھے شوق
شام احمر کو مارونگا یہانکی بادشاہت تجھے دونگا اسنے کہا ای حاتم اس مہرہ کے سوا
کوئی چیز جہان کی مجھے درکار نہین اگر دیتا ہے دے حاتم نے کہا یہ مہرہ میرے دوست کی
نشانی ہے کس طرح دون اور جو تو یہ مہرہ مانگتا ہے کس کام کے لئے اور کسواسطے اسنے کہا کہ اپنے
پینے لئے چاہتا ہے حاتم نے کہا ای نادان اگر خدا کے واسطے مانگتا تو ابہی تیرے حوالے
کر دیتا اوسنے کہا کہ میرا خدا خداوند کلاق شام احمر کا استاد ہے تیرے
خدا کے واسطے کیون دون حاتم نے کہا اے بندہ خدا تو بندہ کو خدا کہتا ہے
دوسرے مجکو یقین ہے کہ تو کافر ہے خیر کیا کرون ناچار ہون کہ تو نے مجہپر احسان کیا
ہے اور نیکی کا بدلہ بدی نہین ورنہ تو اپنے کہنے کی سزا پاتا وہ بولا کہ تجھسے مہرہ لینا
کچھ مشکل نہین اگر آپ سے دیتا ہے تو دے نہین تو اس چشمے مین ایسے
غوطے دونگا کہ تیرا دم نکلجانے گا حاتم بولا کہ ای ملعون نہ بک تو زبردستی
کرتا ہے لیکن حسب وعدہ البتہ مین تجھے دونگا وہ بھی اس شرط پر کہ تو
نیکی پر کمر باندہے اور خدا کو ایک جانے اور جادوگری چھوڑ دے اسبات

کو سنکر وہ غصہ ہوا اور افسون پڑہنے لگا اور ادہر حاتم نے اسم اعظم شروع کیا
غرض اُسنے ہر چند منتر پڑہ پڑہ کر پہونکا اثر نہوا اور اسم اعظم کی برکت سے وہ آپ
ہی کانپ کانپ حاتم کے آگے سے بہاگ کر اپنے رفیقون مین آ ملا اور جادوگری پیشہ
سے پشیمان ہو رہا کہ اطلاع نہ ہوا اور حاتم اُسی جگہ بیٹہا اسم اعظم پڑہا کیا آخر
صبح ہو گئی سب چوکیدار جاگے ستونونکو خالی دیکہا حاتم کو نہ پایا ڈر کے کہ اب
شام احمر ہمکو جیتا نہ چہوڑیگا ناچار سر پر خاک ڈالتے اُسکے پاس آکے رونے
لگے خداوند حاتم غائب ہو گیا وہ سنتے ہی غصہ ہوا پہر علم نجوم سے دریافت کیا کہ
حاتم اوسی تالاب پر بیٹہا ہے اور سرتک چوکیدار نے وہانتک پہونچنے کے لالچ
سے پہنچا دیا ہے حکم دیا کہ تم مین سے کوئی جاوے اور سرتک کو میرے سامنے لاوے
مین اُسے جیتا نہ چہوڑونگا وہ اسکے حکم کے موافق سرتک کو پکڑنے کو گئے اور وہ اپنی
عیاری سے دریافت کرکے بہاگا اور حاتم کے پاس جاکر کہنے لگا کہ اے حاتم
تیرے سبب سے میری جان جاتی ہے باوجود اسکے مین نے تجہے بدی ہمین کی
قید سے چہڑایا ہے ایک تو جہرہ ہاتہہ لگا دوسرے جان کا خطرہ ہوا حاتم
اسکے احسان پر نظر کرکے شرمندہ ہوا اور خاطرداری سے کہنے لگا کہ تو خاطر جمع رکہہ
ادہر جب شام احمر نے دیکہا سرتک بہاگ گیا منتر پڑہنے لگا اتنے مین سرتک کو
ایک شعلہ آگ کا دکہائی دیا چلایا اور پکارا کہ اے حاتم مجہکو بچا نہین تو جلکر خاک
سیاہ ہو جاؤنگا اُسنے اسم اعظم پڑہکر پہونکا شعلہ بجہہ گیا پہر اُس سے کہا کہ تو میرے
پیچہے آکہڑا ہو اور کچہہ فکر نہ کر سرتک نے کہا اے حاتم اب مین تیرا ہون مجہکو شام احمر
کے جادو سے بچا حاتم نے فرمایا اُسکی کیا قدرت ہے یہ کہکر حاتم اوٹہہ کہڑا ہوا اور اسم
اعظم پڑہتا ہوا شام احمر کیطرف چلا اور سرتک بہی اوسکے ساتہہ ہو لیا جب شام احمر
جادو نے اپنے علم سے دریافت کیا کہ حاتم اور سرتک ادہر آتے ہین اپنا
لشکر ساتہہ لیکر شہر سے نکلا اور سحر پڑہنے لگا کہ یکایک گہٹا اوٹہی بادل گرجنے لگا
اور بجلی چمکنے لگی سرتک نے کہا اے حاتم ہوشیار رہو یہ جادو کا اثر ہے اوس نے

اسم اعظم پڑہکر آسمان کیطرف پہونکدیا وہ سب آفتین اسکے لشکر پر پڑین اس سبب سے شاہم احمر جادو حیران ہوا اور کہنے لگا کہ حاتم بڑا جادوگر ہے کہ جسنے جادونی ہماری سحر کو رد کیا ہے اتنے مین ایک پہاڑ زمین سے بلند ہوا جب حاتم اور سر تک کے سر تک پہنچا سر تک نے پکارا کہ حاتم خبردار کہ یہ سحر ہے حاتم نے پہر اسم اعظم پڑہکر دم کیا وہ پہاڑ مثل سنگریزہ انہین کے لشکر مین جا پڑا دو ہزار جادوگر مرگئے اور ایک بڑا پتہر شاہم احمر کے سر پر پڑا اگر وہ اپنے جادو کے زور سے بچگیا پہر حاتم اسم اعظم پڑہتا ہوا آگے بڑہا شاہم احمر نے جو دیکہا کہ حاتم سے پہ خبر چلا آتا ہے پہر ایک افسون پڑہکر پہونکا چارون طرف سے اژدہے پیدا ہوے لیکن اسی کے لشکر پر جاکر گر پڑے اور نگل گئے مگر تین شخص باقی رہے تہے کہ شاہم احمر نے پہر منتر پڑہکر پہونکا اژدہون نے اگلے ہوؤنکو اوگل دیا یہ حالت دیکہکر تین ہزار جادوگر جان کے خوف سے بہاگے احمر جادوگر نے ہر چند پکارکر کہا کہ نہ جاؤ اور دلاسے دیئے مگر کسی نے نہ سنا جب شاہم احمر نے دیکہا کہ جادو کارگر نہین ہوتا ایک جادو ایسا پڑہا کہ وہ سب اس میدان مین درخت ہوگئے اور آپ اکیلا حاتم کے روبرو آکے سحر پڑہ پڑہکے پہونکنے لگا جب دیکہا کہ منتر حاتم پر اثر نہین کرتا ایک منتر پڑہکر آسمان کیطرف ہوا ہوگیا حاتم نے جو دیکہا کہ شاہم احمر نکلکر اڑا نظرون سے غائب ہوگیا متفکر ہوا کہ اب کیا کیجیے سر تک بولا کہ وہ اپنے اوستاد کملاق جادو کے پاس گیا وہ ایسا جادوگر ہے کہ جسنے ایک آسمان چاند سورج ستارون سمیت بنایا ہے اور ایک پہاڑ کے نیچے ایک شہر عظیم بسایا ہے کہ چالیس ہزار جادوگر اسمین رہتے ہین اور وہ کہا کرتا ہے کہ مین نے تمکو پیدا کیا ہے خاک اسکے منہ مین کہ خدائی کا وہ دعوے کرتا ہے اور ایک سال مین ایکبار اسکی خدمت مین جاتے ہین وہ کافر سخت ساحر ہے اور اسکا مکان یہان سے تین سو کوس پر ہے حاتم نے کہا تو یہ کہہ خدا واحد ہے اسکا کوئی شریک نہین اسنے ہر شے کو پیدا کیا ہے اور وہ کسی سے پیدا نہین ہوا ہیت نہ گوہر مین ہے اور نہ وہ سنگ مین ہے لیکن چمکتا ہے ہر رنگ مین

سہر تاک نے کہا آمنا و صدقنا مین نے اسم اعظم کی برکت سے جادوگرون کا سحر ہوتے
دیکھا حاتم نے کہا کہ مین اب کوہ کملاق پر جانا چاہتا ہون سہر تاک نے عرض کی جو آپکی
خوشی ہو مین بھی غلامی مین حاضر رہتا ہون اور یہ درخت جو نظر آتے ہین شام احمر
کے لوگ ہین مین یقین کرتا ہون کہ یہین رہینگے وہ انکو جادو سے درخت بنا گیا ہے اگر
تجسے ہوسکے تو انکو صورت اصلی پہ لا کر اپنے ساتھ لیچلو اس بات کے سنتے ہی حاتم نے
تھوڑا پانی پڑھ کر سہر تاک کو دیا کہ اس پانی کو او بسم اللہ کہکے چھڑک دے پھر قدرت
الٰہی کا تماشہ دیکھ جو ہین درختون پہ پانی پڑھ کر چھڑکنے لگا خدا کے فضل سے سب اپنی صورت
پہ آگئے اور سہر تاک سے شام احمر جادو کا قصہ پوچھا اسنے کہا کہ وہ تم سبکو اپنے جادو سے
درخت بنا گیا تھا اب حاتم نے تمہین اسم اعظم پڑھ کر آدمی کیا ہے تم اپنا احوال بیان کرو
انھون نے کہا کہ ہم زمین پر کھڑے تھے طاقت چلنے پھرنے کی بولنے کی نرکھتے تھے اور بند
بند درد کرتا تھا اب اس جوانمرد کی توجہ سے اچھے ہوئے اور نجات پائی حق تو یہی ہے
کہ یہ عجیب جوانمرد خدا ترس اور صاحب شان و زور آور ہے جو شام احمر کے
جادو پر غالب آیا یہ گفتگو آپسمین کر کے متفق ہو کر حاتم کے پاس آئے اور پانو پر گر کے
کہنے لگے کہ اے حاتم آگے ہم شام احمر کے بندون مین تھے آج سے تیرے غلامون مین
داخل ہوئے تو نے ہمپر بڑا احسان کیا خدا تجھکو اسکی جزا دے یہ بات سنکر حاتم نے پھر
اور پیر اسم اعظم پڑھ کر پھونکا جو ادنے جادو کا اثر تھا بالکل جاتا رہا حاتم سے کہنے لگے اے خداوند
اب آپ کہان جائیگا حاتم نے کہا یارو مجھے شام احمر سے کچھ کام ہے جبتک وہ میرے ہاتھ
نہین آتا ہے مین کچھ کام نہ کرونگا چنانچہ بیٹی سے اسکی بیاہ کرنا ہوا انھون نے
کہا کہ اسکی بیٹی کو تم نے کہان دیکھا حاتم نے تمام ماجرا عشق کا اول سے آخر تک
بیان کیا کہ مین صرف اسی آرزو اور اسکے ملنے کی جستجو مین رنج و محنت کھینچتا ہوا
یہان تک آیا اور شام احمر نے جو مجھپر ظلم کیا نہ زبان کو قدرت نہ تقریر کو یارا
نہ قلم کو طاقت جو تحریر کرے احسان خدا کا کہ جسنے مجھ سے ضعیف کو ایسے زبردست پر
فتحیاب کیا آگے پھر وہان سے بھاگا اور اپنے استاد کے پاس گیا لیکن اسکے کیا ہوتا ہے

الف اللہ تعالے اب مین اسکو اوستاد سمیت مارڈالونگا اور نام و نشان دونون کا صفحہ عالم سے مٹا دونگا اونہون نے عرض کی کہ خداوند کملاق بڑا جادوگر ہے اوسکا زیر کرنا بڑا مشکل ہے حاتم نے کہا اے یارو ہمت نہ ہارو اور اگر تماشہ دیکھنا چاہتے ہو تو میرے ساتھہ چلو یا یہین آرام کرو اونہون نے عرض کی کہ آپنے ہمپر احسان کیا ہے یہ بات مروت سے بعید ہے جو ہم تمکو تنہا جانے دین بہتر یہی ہے کہ ہمکا بہی چلین نفرض اگر وہ غالب ہوا تو ہم بہی تمہارے ساتھہ پہر آئین گے اور تم جہان جاؤگے ہم بہی ساتھہ چلین گے یہان ہمارا کیا کام ہے وہ ہمین ہرگز نہ چھوڑے گا غرض حاتم نے سب جادوگرون سمیت کوہ کملاق کا راستہ لیا تہوڑی دور جا کر اونہون نے کہا حضرت سلامت احمر جادوگر یہان سے ایکدن مین ہم سب کو لیکر اس پہاڑ پر جا پہنچتا تھا حاتم نے کہا سچ ہے وہ جادوگر ہے اپنی جادوگری سے اتنا جلد راستہ طے کرتا تھا اونہون نے عرض کی اے خداوند اگر آپ جادوگر نہین تو اسپر کیونکر غالب آئیے گا کہ پہاڑ کو موم اور موم کو پہاڑ کر دیتا ہے مین سرتاب بولا کہ ای نادانون مین نے آنکھون سے تماشہ دیکھا ہی حاتم نے کہا اے عزیز مین اسم اعظم جانتا ہون جہان وہ اثر کرے وہان جادو کا کیا بس چلے دیکھو اس اسم اعظم کے اثر سے وہ جلکر خاک ہو جائینگے پہر وہ سب حاتم کے ساتھہ اُس تالاب پر پہنچے پہلی منزل پر یہ معلوم نہ تھا کہ احمر جادو ابہی ادہ سے گذرا ہے اور اس تالاب پر سحر پڑھ گیا تہے تماشا سبہون نے پانی پی لیا پیتے ہی پانی کے انکی ناخون سے خون کے فوارے چھوٹنے لگے حاتم دیکھکر حیران رہگیا پر اسے جدا ہوتا تھا اسوجہ سے کہ وہ بیچارے میرے ساتھہ آئے ہین اونکو اکیلا کیونکر چھوڑدون اور اس پانی مین کیا بلا تہی جسکے پینے سے انکی یہ حالت ہوئی القصہ تمام رات گذر گئی حاتم پیاسا رہا مگر پانی کا ایک قطرہ اُسنے نہ پیا جب صبح ہوئی ان سب کو مشکل مین دیکھا حاتم اونکی یہ حالت دیکھکر ہاتھہ ملتا تھا اور روتا تھا لیکن یہ نہ سمجھا کہ شام احمر جادو اسپر بہی جادو کر گیا ہے خیال گذرا شاید اسم اعظم کی برکت سے یہ اچھے ہو جائین اور انکی جانین بچین یہ اندیشہ کرکے وہی اسم مبارک پڑھکر انکی سرحن پہلے ہی مرتبہ اٹھ گئی

دوسری دفعہ پھر پڑھکر دم کیا تب انکے ناخونون سے نیلا پانی جاری ہوا غرض تیسری بار
حالت اصلی پر آ گئے حاتم نے کہا یارو یہ کیا باعث ہے وہ بولے خداوند ہمکو یون معلوم
ہوتا ہے کہ شام احمر جادوگر اس تالاب پر بھی جادو کر گیا ہے حاتم نے اسم اعظم پڑھکر
پھونکا پہلے وہ جوش پر آیا پھر سرخ ہو کر سبز ہوتے ہی نیلا ہو گیا ایکدم کی بعد صاف
ہوا اور اپنی رنگت پر آ گیا حاتم نے جانا کہ اس تالاب سے جادو کا اثر جاتا رہا تو تھوڑا
سا پانی پیا اور سب کو فرمایا کہ پانی پیو اور نہاؤ تاکہ سحر کی حرارت اسم اعظم کی برکت سے
تمہارے بدن سے دور ہو سب اعتقاد لائے اور کہا اے خداوند تمہارے ساتھ ہو کر
شام احمر اور کملاق سے لڑینگے ایسے قصد کی خبر سنکر شام احمر وہان سے بھاگا تو
کملاق کی ڈیوڑھی پر کھڑا ہوا چوبدارون نے عرض کی خداوند شام احمر ننگے پاؤن پریشان
حال در دولت پر کھڑا ہے کملاق نے بلا کر گلے لگایا اور پوچھا کہ تجھپر کیا جادو پڑا اُسنے
عرض کی کہ میرے پہاڑ پر حاتم نام ایک جوان بڑا دانشمند آیا ہے اُسنے ان جادوگرون کو
کھینچا یا ہے کملاق یہ سنکر آگ بگولا ہو گیا اور کہنے لگا کہ تو مطمئن رہ ابھی جو کچھ
کرنے ہو اسے کرتا ہون بعد اس تسلی کے ایک منتر پڑھا اور اسی پہاڑ کی طرف پھونکا
وہین ایک آگ نمودار ہوئی اور اس پہاڑ کو گھیر لیا حاتم بھی دو چار روز کے بعد کوہ
کملاق کی حد میں جا پہنچا رفیقون نے عرض کی کہ قبلہ عالم کوہ کملاق یہی ہے لیکن اسکے
گرد جو آگ مشتعل ہے سو جادو کی ہے حاتم ٹھہر گیا اور اسم اعظم پڑھکر اس پہاڑ کیطرف
دم کیا آگ بالکل بجھ گئی یہ خبر کملاق کو پہنچی اُسنے ایک جادو ایسا کیا جسکے زور سے
اُس پہاڑ کے گرد ایک دریائے عظیم پیدا ہوا اور موج مارتا ہوا حاتم کی طرف بڑھا
سبھون نے عرض کی کہ یہ دریا کا جادو دکھاتا ہے ہم لوگ بے اجل ڈوب مرینگے حاتم
نے کہا خدا کو یاد کرو مت گھبراؤ پھر حاتم نے اسم اعظم پڑھکر پھونکا وہ دریا ہوا ہو گیا
اور زمین خشک نظر آئی جادوگرون نے کہا کوئی سحر اسپر موثر نہین یہ سنکر
کملاق نے اور منتر پڑھا اسکے پڑھتے ہی دس دس پانچ پانچ من کے
پتھر اسقدر پڑے کہ اس پہاڑ کے بعد ایک اور پہاڑ ہو گیا اور وہ نظر آنے سے اوجھل ہو گیا

اس حال کو ملاحظہ کرکے حاتم بیٹھ گیا اور اسم اعظم پڑھنے لگا کہ اسکی برکت سے ہوا
پتھر ونکو اڑا لیگئی پہاڑ نظر آیا حاتم آگے بڑھا کملاق جادو نے پھر ایک افسون
پڑھا کہ وہ پہاڑ حاتم کی نظروں سے غائب ہوگیا تب اونہون نے کہا اس پہاڑ کو
کملاق نے چھپایا یہ سنکر حاتم وہین بیٹھ گیا اور اسم اعظم پڑھتا رہا فضل الہی سے
دو روز کے بعد وہ پہاڑ نظر آیا حاتم اوٹھ کھڑا ہوا اور سب ہمراہیان سمیت چڑھ گیا جادو
گرون نے دیکھتے ہی غل مچایا کہ یہ جوان صحیح وسلامت نظر آیا کملاق شام احمر سمیت اس
آسمان پر چڑھ گیا جو اس پہاڑ سے تین ہزار گز بلند تھا اور اپنے لشکر کو بھی چڑھا لیا پھر تو حاتم
بیخوف داخل شہر ہوا کیا دیکھتا کہ ایک شہر عالیشان اور اسکی عمارت عجیب اور مکان
پاکیزہ اور دوکانین ستھری صاف دورستہ کشادہ اسمین ہر طرح کی جنس موجود قسم قسم کے
جواہر جگمگا رہے ہین اور طرح طرح کے میوے اور مٹھائیون سے خوانچہ معمور قرینے
سے جا بجا چنے ہوے پر آدمی کا کہین نام نہ تھا حاتم نے یہ تماشا دیکھکر لوگون سے
کہا کہ یہان کے رہنے والے کیا ہوے اونہون نے کہا خداوند کملاق جادو آپکے
ڈر سے ان سبھون کو لیکر آسمان پر چڑھ گیا جو اس نے بنایا ہے حاتم اس بات کو
سنکر ہنسا اور کہنے لگا اب تم کیون بھوکے مرتے ہو ان کو مزے سے کھاؤ اور شکر
خدا بجا لاؤ یہ سنتے ہی وہ بھوکے تھے ہی بے اختیار کھانے لگے جب کھا چکے سو جکر
کپتا ہو گئے حاتم نے معلوم کیا وہ کمبخت ان نعمتون پر جادو کر گیا ہے یہ
سمجھکر تھوڑا پانی منگایا اسم اعظم پڑھکر ہر ایک کو پلایا وہین سحر کا اثر جاتا
رہا پھر حاتم نے اسم اعظم ہر ایک چیز پر پڑھنے لگا اور کہا اب شوق سے کھاؤ
کہ جادو جاتا رہا سبھون نے دلجمعی سے پیٹ بھر کھایا پھر حاتم نے پوچھا کہ جادو کا
آسمان کہان ہے اونہون نے عرض کی وہ جو ہوا مین مثل گنبد کے نظر آتا ہے
حاتم اوسیوقت ادھر متوجہ ہوکر اسم اعظم پڑھنے لگا آخر وہ گنبد بھی ٹکڑے
ہوکر پہاڑ پر گر پڑا اور بہت سے جادوگر جہنم واصل ہوے مگر کملاق اور شام احمر
بچکر پہاڑ پر گر پڑے اور کسی طرف کو بھاگے اور حاتم اسم اعظم پڑھتا ہوا انکے پیچھے چلا وہ

دونوں گھبرا کر پہاڑ سے گر پڑے اور پاش پاش ہو گئے حاتم بہت سا
شکر بجا لایا پھر سرتاک سے کہنے لگا کہ میں نے تجھ سے وعدہ کیا تھا کہ جب اسے
مار ڈالونگا تجھکو اس ملک کا بادشاہ کر دونگا اب یہ ملک تجھکو دیتا ہوں اور اپنا وعدہ
وفا کرتا ہوں بشرطیکہ تو خدا کو ایک جانے اُسکی پرستش کرے اور خدا کے بندوں کو
تکلیف نہ دے عدل و انصاف میں رات دن مشغول رہے یہ کہکر ان جادوگروں سے یہ کہا کہ
تم سرتاک کی سرداری کو منظور کرو اور یاد الٰہی میں رہو اگر ان باتوں کے خلاف کرو گے تو
اپنی سزا کو پہنچو گے اور میں اب ملکہ زرین پوش کے پاس جاتا ہوں تم سب یہاں خوش
و خرم رہو انہوں نے کہا کہ خوشی ہماری یہی ہے کہ ہم بھی آپ کے ساتھ چلیں لیکن حکم سے باہر
نہیں ہو سکتے غرض حاتم نے اونکو وہیں چھوڑا اور آپ ملکہ زرین پوش کی طرف روانہ
ہوا چند روز میں وہاں آ پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ نہ وہ تالاب ہے نہ وہ پانی ہے مگر وہ ناز
اسی طرح کھڑا ہے پر اس تالاب کی جگہ ایک شیش محل عالیشان جگمگا رہا ہے حاتم
اسکے دروازہ پر جا کھڑا ہوا کیا دیکھتا ہے کہ وہی نازنین سب کی سب اپنی جگہ کھڑی ہیں
یہ اونکو دیکھکر خوش ہوا اور ان میں سے ایک آکر پوچھنے لگی کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے
ہو کہا میں وہی شخص ہوں جو تمہارے ساتھ اس حوض پر کھڑا تھا اب میری طرف سے ملکہ کی
خدمت میں سلام شوق کہو وہ دوڑکر شہزادی کے پاس گئی اور عرض کرنے لگی کہ
اے شہزادی حاتم نام ایک جوان جو سحر میں آلودہ تھا اب اچھا ہو کر آیا ہے اُسنے
سنتے ہی سر نیچا کر لیا ایک دم کے بعد سر اوٹھا کر کہا پوچھو کہ تو کہاں تھا شاید کوہ احمر گیا
تھا جلد جا دریافت کر وہ الٹی پھری اور حاتم سے پوچھنے لگی حاتم کوہ احمر کے حال سے
بھی کچھ واقف ہے اسنے کہا ملکہ زرین پوش کا باپ کافر تھا اپنی اعمالوں کے باعث
مارا گیا اور جہنم میں گیا اتنا تجھ سے اور باقی زرین پوش سے کہونگا اس نے نازنین کے
حضور میں جاکر عرض کی شہزادی سنتے ہی آنسو بھر لائی وہ نازنین تسلی دیکر التماس
کرنے لگی کہ اے شہزادی اپنے باپ کے واسطے غم کھانا اور رونا عبث ہے اُسنے اپنی فعل بد
کی سزا پائی اور ہم تم قید شدید سے چھوٹے اب اسکو بلوا کر بخوبی ملاقات کرو اس کا

اس جا ... سا جہا ؤ سنگار کیا اور تخت مرصع پر آن کر اداسی آکر بیٹھی پہر خواص سے کہا بلاؤ جو ہین
کی نظر پڑی جھجک کر رہگیا ایکدم کے بعد آپکو سنبھالا اور شہزادی اپنے باپ کا احوال
پوچھنے لگی حاتم نے تمام ماجرا بیان کیا اور کہا کہ تیرے واسطے اسقدر رنج و دکھ سہے مجھکو بھی لازم ہے
کہ میری محنت کی داد دے اور اپنی مہربانی سے نا امید کی امید بر لا اسبات کو سنتے ہی وہ
متفکر ہوئی استنے مین ہمجولیون نے کہا کہ بی بی حاتم یمن کا شہزادہ ہے تمہارا اچھا نصیب ہے
جو یہ خود بخود یہان آیا تم اس سے شادی کر دگی تو ہر طرف سے نام آوری ہے اور اپنے
باپ کا غم نکرو وہ کمبخت جادوگر تھا خوب ہوا تمام جہان کا فساد مٹا اب سرانجام شادی کیا چاہیے
شہزادی شرما کر تخت سے اٹھی اور محل مین چلی گئی مصاحبین اسکی شادیکی تیاریان
کرنے لگین سات روز تک طرح طرح رنگ کی صحبت رہی آٹھوین روز بوقت شب حاتم نے اپنے آبا و اجداد
کی رسمون کے موافق نکاح کیا اور خوابگاہ مین لیجا کر چاہتا تھا کہ ہمبستر ہو اور شربت وصال
پیئے کہ منیر شامی شہزادہ کا حال یاد آیا خوف الٰہی دل مین آیا بید کیطرح کانپنے لگا ملکہ
سے جلد علحدہ ہو گیا شہزادی حیران ہو گئی کہ الٰہی مجھمین کیا عیب دیکھا کہ عین وصال مین
علحدہ ہو گیا اس سے کیونکر پوچھون یہ سوچکر چپ رہگئی اسنے اس آزردگی کو تحیر مین دیکھا
پوچھا پریشان کیون ہو خدا نکرے میری زندگی مین تجھے رنج و الم ہو پہر حاتم نے کہا تو اس حرکت
سے فکرمند ہے تو بجا ہے لیکن مین خدا کی راہ مین کمر باندھکے اپنے گھر سے منیر شامی کیلیے نکلا
ہون وہ حسن بانو کا عاشق ہے وہ نازنین سات سوال رکھتی ہے جو اسکے سوال پورے
کریگا وہ اسکو قبول کریگی چنانچہ بوجہ پورا نکرنے سوال کے منیر شامی کو نکلوا دیا وہ روتا
پیٹتا مین مین آنکلا اور ملاقات کے بعد حال بیان کرنیلگا غرض اسکی بیکسی پر میرا دل
بھر آیا اور آنسو ٹپک پڑے آخر کار تاب آئی اور اسکے ہمراہ شاہ آباد مین آیا اور حسن بانو
کے سوالات کا ذمہ لیا اور اسکو کاروانسرا مین بٹھا کر جنگل کی راہ لی چنانچہ بفضلہ تین
سوال پورے کرکے چوتھے کی نوبت ہوا اور اسی اتفاق سے یہانتک نوبت پہنچی اور
تیرے عشق نے بیخود کر دیا ہر سبب تھا کہ چاہا کہ یہ وقت تیرا وصال ہو آرزو ہے
کہ تیرے باغ حسن سے گل راحت چنون لیکن مین نے قسم کہائی ہے کہ جبتک مین

تیرے کام مین دریغ نہ کرونگا اور جبتک تو اپنی مراد کو نہ پہونچیگا تب تک مجھپر عیش و عشرت
حرام ہے بعید مروت سے ہے کہ مین عیش و عشرت مین رہون اور وہ ملا منتظر رہے تو اب
مصلحت یہ ہے کہ اپنی خوشی سے مجھکو رخصت دو تاکہ شہر خوارزم کو جاکر جو تیرا سوال پورا
کرون یہ بات سنکر شہزادی نے کہا مجھے کہان چھوڑ جاؤگے آگے تو میرا باپ جیتا تھا وہ
میری خبر لیتا تھا اب کیونکر گذریگی حاتم نے کہا مین تجھے یمن مین بھیجدیتا ہون میرا باپ وہان
کا بادشاہ ہے تجھے اچھی طرح سے رکھیگا کبھی کسی طرحکی تکلیف نہ ہوگی یہ بات کہکر
اپنے باپ کو عرضی لکھی کہ اے قبلہ کونین اگر میری عمر وفا کرتی ہے تو اس کام سے فرصت
پاکر قدمبوسی حاصل کرونگا بالفعل ملکہ زرین پوش کو اپنے عقد مین لاکر خدمت عالی مین
بھیجتا ہون یقین ہے کہ آپ بھی اسکے حال پر توجہ و الطاف فرماتے رہینگے القصہ جب عرضی
تمام ہو چکی مہر کرکے ملکہ کے حوالہ کی وہ اپنی خواصون اور نوکرون چاکرون سمیت یمن روانہ ہوئی
اور حاتم بھی شہر خوارزم کو چلا چند روز کے بعد اس شہر مین داخل ہوا اور وہان جاکر پوچھنے
لگا کہ سچ کہنے کو ہمیشہ راحت ہے یہ کون کہتا ہے لوگون نے کہا ایسا شخص تو یہان کوئی
نہین جو یہ کہتا ہو مگر بوڑھے سے سنے یہ بات جو تم کہتے ہو لکھکر اوسکے دروازے پر لگا دی ہے حاتم
نے پوچھا اسکا مکان کہان ہے وہ بولے کہ یہان سے دو کوس پر شہر خوارزم ہے وہ وہین رہتا ہے
یہ بات سنکر حاتم اوسی طرف کو روانہ ہوا اتنے مین جو وہان پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک عمارت
عالیشان اور بلند کھڑی ہے اور اسکے دروازے پر یہی کلام بخط جلی لکھا ہوا ہے یہ اس
کو پڑھکر نہایت خوش ہوا اور دروازہ پر جاکر دستک دی ایکدم کے بعد کئی دربان
دروازہ کھولکر باہر آئے اور حاتم کو دیکھکر پوچھا کہ تو کہان سے آیا ہے اور کیون آیا ہے اسنے
کہا کہ مین ایک کام کے واسطے شاہ آباد سے آیا ہون دربانون نے یہ کیفیت آقا سے
بیان کی کہا بلا لو جب حاتم اندر آیا دیکھا کہ ایک جوان خوشرو مسند پر تکلف پر باعتبار
سے بیٹھا ہے حاتم نے سلام کیا وہ بھی اٹھکر ملا اور تعظیم سے اپنے پاس بٹھایا
انواع و اقسام کے کھانے منگوا کر روبرو رکھے جب کھانے سے فارغ ہوا صاحبخانہ
نے پوچھا کہ صاحب تم کون ہو اور کہان سے تشریف لائے ہو اور کس واسطے بارادہ سفر

اختیار کیا جو اسقدر رنج کھینچے اور دکھ سہے سچ تو یہ ہے کہ دو شخصونکے سوا اس مکان پر
کوئی نہین آیا انہین کا ایک تو ہے یہ سنکر حاتم نے کہا مین یمن کا رہنے والا ہون
اور اب شاہ آباد سے منیر شامی کے کام کے لئے تم تک آیا ہون الغرض ماجرا حسن بانو پر
عاشق ہونیکا اور اسکے سوالون کے پورا کرنیکا اور اپنے مستعد ہونیکا مفصل سنایا
پھر سبب اس گنبد کا دریافت کیا اوسنے کہا اے جوانمرد یمن کے رہنے والے تو دنیا مین
بڑے نیک نامون مین مشہور ہوگا کیونکہ کوئی شخص نظر نہین آتا جو اورونکے واسطے
اسقدر بار محنت اور رنج سہے تو ہی ایسا تھا جو یہ بوجھ تو نے اپنے سر پر لیا آج رہجا کہ راہ
کا تھکا ماندہ آیا ہے قدرے آرام کر اسکی حقیقت کل کھولونگا غرض حاتم رات
بھر آرام سے رہا صبح کو کھانا کھا کر کہنے لگا ارشاد کیجئے اُسنے کہا اے جوان شہر خوارزم
کو سات سو برس ہوئے ہین کہ یہان آباد ہوا ہے اور میری عمر آٹھ سو برس کی ہے اور
جیسا اب ہون ویسا ہی جب تھا چنانچہ مین جواری مشہور تھا بجز قماربازی کے دوسرا
شغل نہ تھا اتفاقاً ایک روز نہایت تنگدست ہوا کہ ایک پیسہ بھی میرے ہاتھ نہ آیا جب
رات ہوئی تو چوری کو نکلا اُسوقت یہ بات جی مین گذری کہ کسی غریب غربا کے گھر کیا
چوری کیجئے بہتر یہ ہے کہ بادشاہ کے دولتخانہ مین جا کر خوب سا مال جواہر جو پایئے بوقت
نیم شب لا ہیئے یہ ٹھہرا کر مین آدھی رات کے بعد بادشاہ کی حویلی مین کمند ڈالکر پہونچا کیا دیکھتا
ہون کہ ایک بھی چوکیدار نہین سے کیا خواص کیا خواجہ سرا کوئی نہین جاگتا اور بادشاہ
بھی ایک پلنگ پر صبح پر بیخبر سوتا ہے آگے بڑھا اور اسکے گلے سے گوہر شب چراغ اتار کر کمند کی راہ
سے باہر آیا اور کسی طرف چل نکلا جب مین جنگل مین گیا کیا دیکھتا ہون کہ ایک درخت کے نیچے بہت
سے چور کھڑے مال چرایا ہوا لئے ہوئے بیٹھے حصہ کر رہے ہین اتفاقاً اونہون نے مجھکو دیکھ لیا اور میرا
حال پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے مین راستگو تھا سچ سچ کہدیا اور اس
گوہر شب چراغ کو دکھایا اسکو دیکھکر چورون کو یہ لالچ ہوا کہ میرے ہاتھ سے چھین لین اتنے
مین ایک شخص جنگل سے پیدا ہوا اس مہیب آواز سے للکارا کہ تمام صحرا کانپ گیا
وہ اپنی جان کی دہشت سے بھاگ گئے مین تن تنہا وہان کھڑا رہگیا وہ میرے پاس

آیا اور کہنے لگا تو کون ہے میں نے پہلے بھی سچ کے سوا اور کچھہ نہ کہا تھا اُس سے بھی کہدیا
وہ یہ سُنکر ہنسا اور کہنے لگا کہ تو نے سچ کہا اسواسطے یہ سب مال و متاع اس گوہر شب چراغ
سمیت میں نے تجکو بخشا لیکن تو چوری سے توبہ کر یہ بات میں نے مان لی اور جوا کھیلنے
اور چوری کرنے کی دل و جان سے توبہ کی اسکے بعد وہ تو چلا گیا میں نے مال متاع کا
پشتارہ باندہکر اپنے گہر لے آیا اور ایک عمارت عالیشان بنوائی محلہ والے میرے دشمن
ہوگئے اور کوتوال سے جاکر یون کہنے لگے خداوند کل کی بات ہے یہ شخص کوڑی کوڑی کو محتاج
تھا آج اسکے ہاتھ اسقدر زر و جواہر کہان سے لگا جو ایسا عالیشان محل بنایا اسبات کو سنتے ہی
کوتوال نے مجہہ سے بلا کر پوچھا میں نے اسکے سامنے بھی سوا سچ کے کچھہ نہ کہا وہ
مجھے بادشاہ کے پاس لیگیا میں نے اسکے روبرو بھی جو بات سچ تھی وہی کہی جان کی
دہشت کچھہ نہ کی یہ سخن سُنکر بادشاہ نے میرے حال پر نوازش کی کہ یہ شخص
عجیب و غریب راستگو ہے کہ اسقدر زر و جواہر کسی سے نہ چھپایا صاف کہدیا
اسکی راستگوئی پر میں نے یہ مال اسکو دیا اور اسکا گناہ بھی بخشا بلکہ اس نے
اور بھی زر و جواہر اپنے خزانہ سے اسقدر دیا کہ مالا مال ہوگیا اب بھی اسمین سے
میرے پاس بہت ہے اگرچہ بہت خرچ کیا ہے اسی دن سے اپنے دروازہ پر لکھکے
لگا دیا ہے کہ سچ کہنے والے کو ہمیشہ راحت ہے آدمیون کو چاہیے کہ سچ کے سوا کبھی
جھوٹ نہ کہین بقول سعدی علیہ الرحمہ ؎ راستی موجب رضائے خداست * کس
ندیدم کہ گم شد از رہِ راست * یہ سُنکر اسنے حاتم سے پوچھا کہ تو کون ہے اسنے کہا کہ
میں یمن کا شاہزادہ ہون حاتم بن طے ہون یہ سُنتے ہی وہ اپنی مسند سے اُٹھا اور
بغلگیر ہوا اور نہایت تواضع و تکریم کے بعد کہنے لگا سچ ہے حاتم کے سوا کون ایسا کر سکتا
ہے پھر اس نے کئی دن تک اسکو مہمان رکھا ایکدن حاتم نے کہا اے عزیز مجھے ایک کام
بہت ضروری ہے اب رخصت کر اسنے نہایت منت و معذرت سے رخصت کیا یہ
اپنے منزل مقصود کو راہی ہوا رات دن چلا جاتا تھا ایکدن ملکہ زرین پوش کی صورت
سے یاد آئی ارادہ کیا کہ ملکہ کو دیکھکر شاہ آباد جاؤنگا یہ ٹھہرا کر یمن کی طرف روانہ ہوا

روز کے بعد یمن کے قریب ایک تالاب پر بیٹھ گیا اتفاقاً درخت پر ایک جوڑا طوطی کا بیٹھا
تھا اور آپس مین باتین کر رہا تھا حاتم نے بھی اپنے کان ادھر لگائے اتنے مین وہ نر اسے
کہا کہ تو مجھے تنہا چھوڑ کر کہان جاتی ہے برائے خدا انکی نر نے کہا اے نادان تو کیون ایسی
مین حرکت کرتی ہے قیامت کے دن تو میرے کیا کام آئیگی جو مین دنیا مین ذلیل
ہون اور بدنامی چھوڑ دون تو نے نہین سنا کہ ایک بادشاہ کسیدن شکار کو نکلا تھا ہر چند
پھر اگر کوئی شکار اسکے ہاتھ نہ لگا اپنے لشکر سے جدا ہو کر ایک جنگل مین جا پڑا وہان ایک
خوش طرح جگہ دیکھکر اندر چلا اور شادان و فرحان سیر کرتا ایک بنگلے کے پاس جا پہونچا وہان
ایک حوض بہت تالاب برابر نظر آیا دیکھنے مین نہایت پاکیزہ و خوبصورت اوسکا صاف پانی اور
بے کنار ورت بادشاہ اسکو دیکھکر خوش ہوا اور کنارے اسکے بیٹھ کر ہاتھ سے پانی اچھالنے
لگا ایکا ایکی زنجیر اوسکے ہاتھ مین آ گئی اسکو پکڑ کر جو کھینچا تو صندوق مقفل کنجی سمیت نکلا
اسنے جو اس صندوق کا قفل کھولا تو ایک ماہ جبین پری طلعت کو اسمین بیٹھا پایا بادشاہ
ڈر گیا اس نازنین نے کہا اے جوان کیون ڈرتا ہے مین بھی انسان ہون یہ کہکر نکل آئی
اور صراحی پیالہ گزک لاکر بادشاہ کے سامنے رکھدی پھر بوس و کنار کی خواستگار رہی بادشاہ
نے جو دیکھا کہ عورت جمیلہ اور شکیلہ ہے اور اسباب عیش و عشرت بھی مہیا ہے اسکو ہاتھ
سے نہ دیا چاہیے شراب پی اور اس سے صحبت کر کے جب فارغ ہوا لشکر یاد آیا اور انگوٹھی
اپنی چھنگلیا کی نکالکر اسکو دی اور یہ کہا کہ میری نشانی اپنے پاس رکھنا کہ پھر جو ملاقات ہو
تو مجھکو بھول نہ جاؤ وہ کھلکھلاکر ہنس پڑی اور ایک تھیلی انگوٹھیون کی نکالکر بادشاہ کو دکھا
دی اور کہنے لگی کہ خدا عالم الغیب ہے اور دانا بینا سچ تو یہ ہے کہ میرے خاوند نے مجھے
محافظت کیواسطے اس جنگل مین لاکر اس باغ کے اندر صندوق مین بند کر کے حوض مین
لٹکا دیا ہے اور آپ سوداگری کرتا ہے اور میرے کھانے پینے کو بھی اس جگہ ہر ایک چیز
مہیا ہے کچھ کمی نہین اور مسافر بھولا بھٹکا خواہ بادشاہ خواہ لشکری اس باغ
مین تیری طرح آ نکلتا ہے وہ اسی طرح مجھے حوض سے نکال کر ہمبستر ہوتا ہے ایسے
پھر انگوٹھی دیکر چلا جاتا ہے چنانچہ بہت انگوٹھیان میرے پاس

ہیں لیکن نہیں جانتی کہ کوئی کسکی ہے اسطرح تیری تنہائی کو دیکھو بھی بہو لجاؤنگی
کیونکہ ایک دو ہوں تو کوئی یاد رکھے سیکڑوں ہزاروں کا کہاں تک بیان کرے
سوتے جنکر بادشاہ حیران ہوا اور اسکو صندوق میں بند کر کے اسی درخت سے لٹکا دیا
لٹکا کر لشکر کو ساتھ لیکے شہر میں آیا اور تمام بادشاہی فقیروں کو دیکر جنگل میں نکل گیا
وہاں بیٹھکر یاد الٰہی میں مشغول ہے اب جب تک جیتا رہا عورت کا نام نہ لیا
تو میری ساتھ کیا سلوک کریگی باز رہنے سے باز رہتی ہے چنانچہ حاتم نے پھر
کوشش بانہی اور کیسی کیسی آفتیں اٹھا کر کچھ نہ کیا اب ملکہ زرین پوش کو یاد کر شاہ آباد کی
راہ چھوڑ اسکی ملاقات ہوا اسطرح ہمیں کو جانا ہو …
خاک میں ملاتا ہے جو ہمیں اسنے یہ بات سنی زمین میں سجدۂ شکر ادا کر کے یہ بات اپنے دل میں سوچی کی
اے حاتم یہ آواز خدا کی طرف سے آئی اب تیری حق میں یہی بہتر ہے کہ یمن کیطرف سے قدم پھیر اور
شاہ آباد کا راستہ لے یہ بات جی میں ٹھہرا کر شاہ آباد کیطرف روانہ ہوا ایک مدت کی بعد جا پہنچا
وہاں کے لوگ حسن بانو کے دروازے پر لیگئے وہ اوجھل ہوگئی اسے پردہ کے پاس
بلالیا اور احوال پوچھا حاتم نے پہلے اپنی راہ کی مصیبت بیان کی پھر اس پیر مرد کی حقیقت
جو ٹھیک تھی تمام و کمال کہدی حسن بانو نے کہا اے حاتم جو تو کہتا ہے سچ ہے اس
میں شک نہیں یہ کہکر اسیوقت طعام پر تکلف اور لذیذ منگوا کر سامنے رکھدیا جب
اسنے کہا اے حسن بانو میں کاروالنسا میں جا کر اپنے بھائی کے ساتھ کھاؤنگا یہ کہکر
وہاں سے آنکلا اور سرائے میں آکر منیر شامی سے ملاقات کی اور یار نے پوچھا کہا کی تمام
سرگذشت بیان کی یہ سنکر منیر شامی نے تحسین و آفرین کی اور پھر اپنے پلنگ پر
حاتم نے حمام کیا کپڑے پہنے حسن بانو کی ڈیوڑھی پر آیا چوبداروں نے خبر دی کہ حاتم آیا
ہے اسنے پردہ کے اندر بلایا اور ایک کرسی پر بٹھا کر کہا کہ اے حاتم سننے میں یوں
آیا ہے کہ ایک پہاڑ سے ندا آتی ہے اس لیے اسکا نام کوہ ندا رکھا ہے اسکی خبر لا کہ وہاں
آواز کرنے والا کون ہے اور پہاڑ کے اوپر کیا ہے حاتم یہ سنکر وہاں سے
رخصت ہوا اور کاروالنسا میں آکر منیر شامی سے کہا کہ اب میں کوہ ندا کی خبر لینے جاتا ہوں اگر

یہ تصویر اس مقام کی ہے کہ جانا حاتم کا کوہ ندا پر اور نہانا
حوض میں اور سونا بدن چاندی کی رنگ کا اور ملنا ایک پریزاد کا

زندگی نے وفا کی تو اس بات کی تحقیق کر کے پھر تجھے ملتا ہوں ورنہ مرضی خدا کی ہم کسی بات کا خطرہ نکرنا

پانچوان سوال حاتم کے جانے کا اور کوہ ندا کی خبر لانے کا

غرض حاتم نے وہ چار باتین نصیحت آمیز منیر شامی سے کہکر جنگل کی راہ لی آخر جس
جس بستی مین جاتا اُنسے پوچھتا اے عزیزو اگر تم مین سے کوئی کوہ ندا کی راہ سے
واقف ہو مجھے بتادے یہ بات سنکر لوگ حیران ہو گئے اور کہنے لگے اتنی عمر ہوئی ہمنے نام بھی
نہین سنا حاتم جوانمردی سے بن دیکھے راہ طے کرتا چلا جاتا تھا ایک مہینے کے بعد کسی شہر
کے نواح مین جا پہونچا کیا دیکھتا ہے کہ تمام مرد و زن اُس شہر کے صحرا مین جمع ہوئے
ہین یہ انہین کی طرف چلا انہون نے جو دیکھا کہ ایک شخص چلا آتا ہے وے سب کے سب
اُسکی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے مرحبا خوب آیا تو کہان تھا ہم تیرے منتظر ہین حاتم
آگے گیا دیکھتا ہے کہ ایک دسترخوان پر طرح طرح کے کھانے چنے ہین اور ایک
جنازے کے گرد بہت سے لوگ بیٹھے ہین حیران ہو کر پوچھنے لگا کہ اس [illegible]
نہین کھاتے اور اسقدر کیون روتے ہو انہون نے کہا کہ ہماری قوم کی یہ رسم
ہے کہ کوئی شخص کیا امیر کیا غریب مرجاوے تو ہم سب اسکے جنازے کو جنگل مین لے
آتے ہین اور کھانے بہت سے ستھرے پکا کر ایک دسترخوان پر چن کے مسافر
کی راہ دیکھتے ہین اگر کوئی مسافر اس عرصہ مین آگیا تو مردے کو دفن کر دیتے ہین اور
کھانا مسافر کے آگے رکھدیتے ہین سات روز ہوئے کہ یہ مردہ اسیطرح پڑا ہے
کوئی اب تک نہین آیا تھا ہم عجیب مصیبت مین گرفتار تھے کہ ہر روز کھانا شام کے
وقت عورتون کو بھیجتے تھے اور آپ یہین پڑے رہتے تھے الحمد کہ سات روز
کے بعد تیری صورت دیکھی اب دفن کرین گے حاتم نے کہا اگر بہت دنون تک کوئی مسافر
یہان نہ آوے تو اس مردے کا کیا حال ہو اور تم کس صورت سے جیو انہون نے کہا
ساتوین روز مسافر بالضرور آتا تھا اور اگر پندرہ روز تک نہ آئے تو ہم تمام دن
روزہ رکھکر شام کے وقت پانی پیتین اور ایک مردہ ایک ماہ تک نہین سڑتا حاتم
نے کہا اگر اس سے زیادہ مدت گذرے اُس وقت کیا کروگے وہ بولے

ایسا ہو تو مردے کو دفن کریں اور تمام مرد و زن چھ ماہ تک روزہ رکھیں شام کو توبہ
کریں اور روزہ افطار کریں اور بہت سی خیرات کریں تب اپنے کام میں مشغول ہوں
یہ سنکر حاتم حیران ہوا اور ان سبھوں نے اس مردے کو تہخانہ میں اتار کر فرش بچھا کر اسپر
رکھا اور طرح طرح کے کھانے اور خوشبو کی بتیاں روشن کرکے سات بار اسکے گرد پھر
کر قدمبوس ہو کر باہر نکل آئے اور دسترخوان پر جا بیٹھے پھر حاتم سے کہا اے مسافر
پہلے کھانے میں تو ہاتھ ڈال اور پیٹ بھر کھا تا یہ قبول ہوا اور تیری تواضع ہم بھی [illegible]
روزہ کھولیں یہ سنکر حاتم کھانے لگا اور وہ سب بھی شریک طعام ہوئے اسکے بعد
جو بچا سو ہر ایک نے اپنے گھر بھجوا دیا وہ انکی عورتوں نے کھایا پھر [illegible]
سنکر چلے اور حاتم سے کہا اے جوان اگر تیرا جی چاہے تو چند روز ہمارے گھر [illegible]
کہا بہت بہتر تمہاری خاطر سے اور دو چار روز رہ سکتا ہوں [illegible]
لیگئے اور ایک مکان ستھرا اسکے رہنے کو خالی کر دیا اور خورد و نوش کے لوازم خوب
[illegible] یہاں صحبت سجوا دیئے حاتم نے اپنے دل میں کہا کہ یہاں کی عجیب رسم ہے اگر
میں [illegible] سے فراغت پاؤں اور خدا میرا مطلب پورا کرے تو میں بھی اپنے
شہر میں جا کر اسی طرح مہمانداری کروں اور وہ عورتیں آرزو رکھتی تھیں کہ اس جوان
کا جی ہم میں سے جسکو چاہے اس سے بشوق تمام ملے اور شراب وصل خوب پیئے لیکن حاتم
نے کسی طرف خواہش کی نظر سے بھی نہیں دیکھا صحبت کرنے کا تو کیا ذکر جب سات روز
گذر گئے تب ان عورتوں نے اپنے مردوں سے حاتم کی نیک ذاتی اور نیک
نیتی کی خبر دی حاکم شہر نے اسکو روبرو بلوایا اور عزت و حرمت سے مسند پر بٹھایا اور
کہا اگر شہر میں بود و باش اختیار کرو تو مہربانی ہے اور میں بھی اپنی بیٹی تیری خدمت
میں نذر کروں حاتم نے کہا کہ مجھکو ایک کام ضروری درپیش ہے اس سبب سے ناچار ہوں
نہیں تو رہتا یہ سنکر اسنے کہا کہ اگر ہم بھی اس کام سے مطلع ہوں تو تیری رفاقت کریں حاتم
نے التماس کیا کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی میرے ساتھ تکلیف کھینچے وہ بولا کہ اے
جوان اگر ساتھ نہیں لیتا تو اتنا کہدے کہ وہ ایسا کام کیا ہے حاتم نے کہا کہ ایک

عورت حسن بانو نامی سات سوال رکھتی ہے جو کوئی انکا بخوبی جواب دے وہ اپنا نکاح
اسکے ساتھہ کرے حاصل یہ ہے کہ شہزادہ منیر شامی اسپر عاشق ہوا ہے نہ وہ اسکی طاقت
رکھتا ہے نہ وصال کی قدرت اور یہ بھی نہین ہو سکتا کہ اسکے سوال پورے کرے مگر
اسکے فراق مین جنگل جنگل روتا پھرتا تھا اتفاقاً ایکدن مجھسے ملاقات ہوئی مین نے جو اسے
بحال تباہ آہین بھرتا دیکھا نہایت غمگین ہوا ایکہ رو دیا آخر کار مین تاب نہ لاسکا براہ خدا
اسکے لئے مسافرت اختیار کی خدا کے فضل سے اسکے چار سوال پورے کر چکا ہون یہ پانچوین
سوال کی باری ہے اور وہ یہ ہو کہ کوہ ندا کی خبر لانا چاہیئے اس تلاش مین چھہ مہینہ گذر گئے
جس سے پوچھتا ہون کوئی نہین بتاتا اگر تجھکو خبر ہو تو بتا یہ بات سنکر اس دیرینہ سال
نے کہا مین نے اپنے بزرگون سے سنا ہو کہ دکھن کیطرف طلسمات ہے اور یا یمن
طرف شہر عالیشان آباد وہان آجتک کسی نے مردہ نہین دیکھا نہ قبر دیکھی نہ کسی رنگ کی
کسی کو روتا ہے یہ ماجرا سنکر حاتم نے کہا مجھے اس سمت جانا ہو وہ بولا اے عزیز
سنی ہوئی راہ کیسے طے کر سکتا ہو حاتم نے کہا جو مجھے یہان لایا ہو وہ وہان بھی
پہنچا دیگا اس سخن کو سنکر اس دیرینہ سال نے بہت سا زر و جواہر اسکے سامنے
رکھدیا حاتم نے اسمین سے خرچ راہ کے موافق لیا اور باقی فقیرون کو دیکر اسیطرح
کا راستہ لیا ایک مدت کے بعد ایک شہر کے قریب جا پہنچا اور اسکے گرد و پیش کوئی
قبر نہ دیکھی جانا کہ وہ شہر یہی ہے اندر گیا وہان کے رہنے والون نے پوچھا کہ اے جوان
تو کہان سے آیا ہے اور کہان جائیگا حاتم نے کہا شاہ آباد سے آیا ہون اور کوہ ندا کو
جاؤنگا انہون نے کہا کہ کوہ ندا کا راستہ یہان سے بہت دور ہے تو نہ جا سکیگا
اس نے جواب دیا کہ جو مجھکو یہان لایا ہے وہ کریم کارساز وہان بھی پہونچائیگا پھر انہون
نے کہا کہ تو آج کی رات یہین رہ ہمارا حال دیکھ قبول کر حاتم یہ بات سنکر ٹھہر گیا
وہان ایک شخص کتنے دنون سے بیمار تھا اسکے وارثون نے لوگ جمع
کرکے اسے ذبح کرکے آپسمین گوشت بانٹ لیا اور یہ شخص جس نے
حاتم کو مہمان رکھا تھا اپنا حصہ پکا کر پانی کا ایک کوزہ دو چار روٹیان

حاتم کے پاس شام کے وقت لے آیا اور کہنے لگا کہ اے مسافر اسکو کھا کہ کبھی ایسی
نعمت نہ کھائی ہوگی حاتم نے کہا کہ اے عزیز چرند اور پرند جو حلال ہیں میں نے کھائے
ہیں یہ کسکا گوشت ہے جو میں نے نہیں کھایا اُسنے کہا البتہ تو نے جانوروں کا گوشت
کھایا ہوگا لیکن یہ آدمی کا ہے ایسا نہ کھایا ہوگا حاتم نے یہ بات سنکر کہا کہ تم آدم خور ہو
تمہیں ڈرا چاہیے شاید کسی مسافر کو تمنے مارا ہے اسکا گوشت کھایا چاہتے ہو معلوم ہوتا
ہے کہ تمہارا یہی قاعدہ ہے کہ جو مسافر بھولا بھٹکا یہاں آ نکلتا ہے تم اسکو ذبح کرکے
گوشت بانٹ کر کھا لیتے ہو وہ بولا اے مسافر توبہ کر خدا سے ڈر مسافروں کو مار کر ہم نہیں
کھاتے حاتم نے کہا یہ طرفہ ماجرا ہے کہ تو آپ ہی کہتا ہے کہ گوشت آدمی کا ہے پس
کوئی اپنے ہمجنس کو ذبح کرکے نہیں کھاتا مگر پھر اس شخص نے جواب دیا کہ یہ تو غلط سمجھا
ہے ہمارے ملک کی یہ رسم ہے کہ جو کوئی بیمار پڑتا ہے اسکے قبیلے کے لوگ اس کو ذبح
کرکے آپس میں گوشت کے حصے کر لیتے ہیں چنانچہ اس سبب سے ہمارے شہر
میں اپنی موت سے کوئی نہیں مرتا اور نہ قبر بنتی ہے حاتم نے اس ماجرے کو سنکر کہا
لعنت خدا کی تمہاری رسم پر اور تمہارے شہر پر خدائے کریم اکثر بیماروں کو اچھا
کرتا ہے اور اکثر اچھوں کو بیمار ڈالتا ہے لیکن جو کسلمند ہو تم اُس کو ذبح کرکے کھا
جاتے ہو یہ فعل کس قوم میں درست ہے یہ کیا ظلم ہے اس حرکت سے سب کے سب
گنہگار ہوتے ہو اور ہزاروں خون تمہاری گردن پر ہوتے ہیں تمہارا دیکھنا روا
نہیں یہ کہکر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور جنگل کی راہ لی دور جا کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک شیر
مارے بھوک کے زمین پر تڑپ رہا ہے یہ حال دریافت کرکے اسنے ہرن کو شکار
کیا اور شیر کے آگے ڈال دیا اسنے بخوبی تمام پیٹ بھر کھایا پھر سجدۂ شکر ادا کرکے
جنگل کی راہ لی اور حاتم نے بھی کچھ کباب کرکے کھایا ایک تالاب پر جاکر پانی
پیا اور درگاہ الٰہی میں سجدۂ شکر ادا کرکے آگے کا راستہ لیا جب کسی جنگل میں
کچھ میوہ و دانہ نہ پاتا اسیطرح شکار کرکے گوشت کھاتا چند روز کے بعد ایک آبادی
نظر آئی اسکی طرف چلا جب قریب پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ بہت سے لوگ

میدان مین آگ جلاکے اسکے گرد کھڑے ہین اسنے بڑھکر پوچھا اے یارو یہ کون سا ملک
ہے اور تم کون ہو اس جگہہ اتنی لکڑی جمع کرکے آگ کیون جلائی ہے انہون نے کہا اے
فقیر تو اپنی راہ لے تجھے اسکے دریافت کرنے سے کیا حاصل یہان کچھ سوئی نہین ہوتی
جو ہم تجھے دین ہماری قوم سے جو ایک شخص مرگیا ہے اسکی جورو اس کے ساتھ جلتی ہے
حاتم نے کہا اے یارو تم اس مردے کو زمین مین نہین گاڑتے اور اس غریب عورت کو
جیتے جی کیون جلاتے ہو انہون نے کہا اے عزیز معلوم ہوا کہ تو یہان کا رہنے والا نہین
یہ ملک ہندوستان ہے یہان کی یہی رسم ہے حاتم نے کہا یہ رسم نہایت بد ہے یہ کہکر وہان
سے رخصت ہوا اور کسی گانون مین جا پہنچا ایک شخص سے پانی مانگا وہ ایک کٹورہ
دودھ کا اور ایک میٹھے پانی کا لایا اور کہا ان دونون مین سے جسے چاہے اسے پی
لے حاتم نے دونون پیالے پیے پھر کہا اے مسافر اسوقت میرے گھر مین اچھے خوشبودار
باس متی چاول پکے ہین بلکہ تیار دھرے ہین اگر تو کہے تو وہ لے آؤن اس کے ساتھ
کھانا نہایت مزہ پائیگا حاتم بولا کہ نیکی کا پوچھنا کیا ہے دل مین اسکی ہمت پر آفرین
کرنے لگا غرض وہ ہندو ایک تھالی مین مٹھائی لے آیا حاتم نے بخوبی کھایا اور رات
کی رات اسی گانون مین بستر کیا صبح ہوتے ہی اس ہندو کی جورو نے آکر رسوئی کی
تیاری کی اور کہا کہ کچھ اسمین سے کھاؤ اور دو چار دن یہین رہو تا کہ راہ کی ماندگی دور
ہو یہ بات سنکر حاتم نے ان دونون سے کہا کہ تمہاری ہمت پر آفرین ہے یہ بات
سنکر انہون نے نہایت عجز سے کہا ہمسے تمہاری خدمت کب ہوئی یہ کھانا معمولی لڑکون کا
موجود تھا وہی ہم لے تکلف لے آئے ہین اگر دو تین دن یہان رہو تو البتہ ہم اپنے مقدور کے
موافق کچھ خدمت بجا لائین حاتم کے واسطے ایک پلنگ تکلف سے بچھایا اور اسکے آگے
فرش بھی ستھرا صاف کردیا پھر اقسام اقسام کے کھانے پکواکر اسکے سامنے رکھدیے
اور کہا کہ اسمین سے کچھ نوش جان فرمایئے تو عین احسان و مہربانی ہے حاتم نے تو ایسے
کھانے کبھی نہ کھائے تھے ان کو کھا کر بہت محظوظ ہوا اور بہت تحسین و آفرین
کرکے کہنے لگا کہ یہ ہندوستان ہے عجب گلستان ہے مگر یہان کی رسم بد ہے

کہ زندہ عورتون کو موے خصم کے ساتھہ جلاتے ہین اسکو سنکر انہون نے کہا کہ زن
و شوہر چونکہ باہم الفت رکھتے ہین بلکہ آپسمین عاشق و معشوق ہوتے ہین اس لیے
حیف ہے کہ خاوند مرے اور جورو جیتی رہے ہم بزور نہین جلاتے وہ اپنی خوشی سے آپ
جلتی ہے اتفاقاً وہان کا رئیس بیمار ہوکر دو چار ہی دن مین مرگیا اسکی چار جورو ین
تھین اور پہلی بی بی کا ایک لڑکا بھی تھا جب اسکی آرتھی بنا کر لے چلے تب وہ چارون
کمخواب کے لہنگے مہندی لال تاش کی ساڑیان باندہکر گہنے پاتے سے آراستہ ہوکر پھولون
کے ہار گلے مین ڈالکر بالون کو بکھیر کر ساتھہ ہولین قبیلے والے لوگ انکے پانؤن پر گر پڑے کہ تم بھری
پُری ہو تمہین جلنا مناسب نہین انہون نے کسی کا کہنا نہ مانا تب حاتم انکے پاس جاکر
کہنے لگا کہ اے پرہیزگارو تمہین شرم نہین آتی جو اپنے گہر سے نکلکر نامحرمون مین آتی ہو
اور ایک مردے کے ساتھہ جلا چاہتی ہو وہ یہ سنکر کہنے لگین کہ ایجوان تجھے ہمین دیکھنے
سے حیا نہین آتی ہم تو مردے ہین ہمکو تیری پردے کی خبر نہین کیونکہ وہ کونسا دن
تھا جو ہمنے اس مردے کے ساتھہ عیش و آرام کیا تھا اب جو وہ مرگیا ہے تو ہم اس
سے جدا ہون اور جیتے رہین یہ بات محبت اور مروت سے دور ہے اسکے سوا
تمام عمر آتش غم مین جلنا پڑے گا اس سے بہتر ہے کہ اسکے ساتھہ ہی جل بجھین جو
تمام عمر کے غم سے چھوٹین گے پر میشر جانے کیونکہ اس بات سے جی ڈرتا ہے کہ
کہین شیطان اپنے مکر سے وسوسہ نہ ڈالے کہ جسکے سبب سے اپنے سامی کو بھولکر
کسی طرف بدنظر دیکھین اور اپنی اپنی زندگی پر لعنت ہے غرض انہون نے حاتم کا کہنا
نہ مانا اور دیوانون کی طرح ادہر ادہر دیکھتی بہالتی وہان تک پہنچین پہر اس مردے کو
چتا مین رکھہ کر اور آپ بیٹھتی ہوئین کسی نے اسکا سر زانو پر رکھا اور کسی نے پانؤن
گود مین لیے یکایک چتا کو آگ لگا دی تب حاتم نے جانا کہ یہ اس آگ سے ڈرکر
بھاگ اٹھینگی یہ گمان غلط ہوا وہ ہنسی خوشی اسکے ساتھہ جلکر راکھہ ہوگئین حاتم یہ احوال
دیکھکر گھبرایا اور افسوس کرنے لگا جب وہ اپنے گھرون کو چلے تب حاتم بھی ہندوون
کے ساتھہ آیا اسنے کہا یہ عورتین اپنی خوشی سے جلتی ہین کوئی انپر جور و ظلم

نہین کرتا اور محبت کی شرط یہی ہے حاتم نے کہا یہ سچ ہی اور وفاداری کا بھی یہی طریقہ
ہے غرض کئی روز کے بعد حاتم نے پھر کہا کہ اے یارو مجھے کوہ ندا کی طرف جانا ہے
رخصت کرو یہ بات سنکر ہندوؤن نے کہا کہ اے جوان کوہ ندا یہان سے بہت دور ہے
تو نہ پہنچ سکیگا حاتم نے پھر کہا اے عزیزو مجھے رخصت کرو یہ کہکر گاؤن گاؤن ملک ملک
کی سیر کرتا ہوا اتر کی طرف پہنچا ایک شہر دکھائی دیا جب قریب جا پہنچا تو لوگون کو
دیکھا کہ بہت سے جمع ہین اور شور و غل کرتے ہین اسنے جاکر پوچھا ارے یارو اس
شور و غل کرنے کا کیا سبب ہے کسی نے کہا یہان کے رئیس کی بیٹی مر گئی ہے
اور ہم سب چاہتے ہین کہ اسکے خاوند کو اسکے ساتھ جیتا گاڑ دینگے وہ اس بات کو قبول
نہین کرتا اسی واسطے یہ شور و غل ہے حاتم نے کہا تمھارا رئیس کہان ہے مجھے اسکے
پاس لے چلو مین اسے کچھ کہونگا یہ بات سنکر وہ اسکو اپنے سردار کے پاس لیگئے حاتم
نے اسکو دیکھتے ہی کہا اے بزرگ تمھاری یہ کیا رسم ہے جو جیتے کو مردے کے ساتھ
گاڑتے ہو اور پھر اسپر غضب کہ وہ غریب راضی نہین زبردستی کرتے ہو اور خدا
سے نہین ڈرتے ہو وہ بولا اے عزیز یہ جوان بھی تیری طرح سے مسافر اس شہر
مین وارد ہوا تھا چندے وہ یہان رہکر میری بیٹی کو چاہنے لگا اور فوراً ہم لوگون مین
ملگیا اور اس شہر کا دستور ہے کہ جب تک لڑکی یا لڑکا اپنی جوانی پر نہین آتا تب تک
ہم لوگ اپنی رضا و رغبت سے نہین بیاہتے جب تک کہ آپس مین عشق و محبت ہو کر حد سے
گذر جاوے یہان تک کہ ہر ایک اپنی خوشی سے اقرار کرے کہ جو کوئی ہم مین سے مر جاویگا
تو اسکے ساتھ دوسرا گڑ جاویگا تب ہم دونون بیاہ دیتے ہین چنانچہ یہ جوان بھی رسم سے
آگاہ ہو کر اس لڑکی پر عاشق ہوا تھا جب محبت کامل دیکھی تب اسکے ساتھ
دفن کرتے ہین یہ کیا نا انصافی امر ہے کہ ایک مدت تک چین کرتا رہا اور
اسکے باغ جوانی سے گل مراد لوٹتا رہا اب جو مر گئی تو یہ اپنی خوشی سے اسکے
ساتھ نہین گڑتا اور اپنے اقرار پر ثابت قدم نہین رہتا تمہین بتاؤ کہ کس کا
قصور ہے ہم زبردستی کسیکو نہین گاڑتے اگر [illegible] قبر مین رکھدین تو [illegible]

ظلم ہے تو ہی پوچھ کہ اپنے قول سے یہ کیون پھرتا ہے یہ بات سنکر حاتم اُسکے پاس گیا اور کہنے
لگا اے جوان تو کسلیے اپنے کہنے پر عمل نہین کرتا کبتک جیگا آخر مرنا ہے بہتر ہے کہ جو کچھہ
کہا ہے اوس پر ثابت قدم رہ اسنے کہا اے جوان تو بھی ان ہی مین مل گیا اپنے شہر کا دستور
بیان کیون نہین کرتا حاتم نے کہا کہ مین کیا کہون تو آپ ہی قرار کر چکا ہے اب پھرنے
سے تجھے شرم نہین آتی اسنے کہا یہ مجھسے کبھی نہوگا جو مین ان کا کہا مانون اور جیتے جی
مُردے کے ساتھ گڑون حاتم نے معلوم کیا یہ سب کے سب اسے گاڑینگے نہین تو اور
یہ بھی اپنی خوشی سے نہ گڑیگا اس بات کا لحاظ کر کے اپنی بولی مین کہا تو خاطر جمع
رکھہ مین تجھے نکال لونگا پر اب انکے سامنے گڑ اُسنے کہا کہ تیرے نکالنے تک کیونکر جیتا
رہونگا حاتم نے تسلی کر کے لوگون سے کہا کہ یارو یہ اجل گرفتہ اپنی بولی مین کہتا ہے
کہ ہمارے شہر کا دستور ہے کہ قبر حجرے کی طرح پر بناتے ہین اگر یہ بھی اسی طرح بنائینگے
تو مین اپنی خوشی سے گڑونگا اس سخن کو سنکر وہ کہنے لگے کہ یہ بات حاکم سے
تعلق رکھتی ہے ہم کچھہ نہین کر سکتے وہ جو کہیگا وہی کرینگے حاتم اُن سبھونکو ان کے
حاکم کے پاس لے گیا وہ کہنے لگا خداوند یہ شخص گڑنے پر راضی نہین اور کہتا ہے کہ
جسطرح میرے ملک مین قبر بنتی ہے اگر اس ڈھب کی قبر بناؤگے تو مین قبول
کرونگا حاکم نے کہا کس طرح کی بنتی ہے حاتم نے کہا حضرت سلامت کوٹھری
کی طرح بہت بڑی کہ جسمین دس بیس آدمی اچھی طرح لیٹین بیٹھین یہ بات حاتم
کی زبانی سننے سے حاکم سرسبز ہوا اور کہا کہ جسطرح سے کہے موجب اسکے کہنے کی کرو
یہ سنکر وہ لوگ پھر آئے اور ایک قبر ویسی ہی بنوائی تب حاتم نے لوگون کی آنکھہ
بچا کر اس سے کہا کہ تو انشاءاللہ نکر وقت شب تجھکو نکال لونگا وہ اس کلمہ سے راضی
ہوا اور لوگون سے کہنے لگا اے یارو اب دیر نکرو جو تم چاہتے ہو مجھے قبول ہے
آخر انھون نے اون دونون کو قبر مین گاڑ دیا اور ایک پتھر سے اسکے منہ کو بند کر کے
مع حاتم شہر کو گئے پھر اسکی مہمانداری کی اور ایک مکان سجا ہوا رہنے کو دیا حاتم
پھر رات ہونے کا منتظر تھا کہ کسی طرح سے اس شخص کو قبر سے باہر نکالے جب رات ہوئی

اور گھر والے سو رہے حاتم اپنے بچھونے سے اوٹھا اور اس گور کی طرف چلا اس ملک کا یہ دستور تھا کہ تین روز تک مردہ کی قبر پہ اسکے وارث تمام رات جاگا کرین اور گھر نہ آئین عورت کا منھ نہ دیکھین چنانچہ اسی سبب حاتم کو قابو ملا چوروں کا اس گور پہ گیا اور وہ شخص جو اسمین دفن ہوا تھا حاتم کو بہت سخت و سست کہہ رہا تھا الغرض حاتم نے پکارا وہ نہ بولا جانا شاید مرگیا پھر پکارا کہ اے جوان میں تجھے نکالنے آیا ہون اس نے جواب دیا حاتم پھر پکارا پھر بھی بولا حاتم کو یقین ہوا کہ بیشک مر گیا کمال افسوس ہوا اور بے اختیار رونے لگا تیسری بار بآواز بلند پکارا اے جوان اگر جیتا ہو تو جواب دے ورنہ مین اپنا وعدہ وفا کرچکا تو تا قیامت یہین رہیگا وہ یکا یک جی اٹھا اور نادان کے پاس آکر کہنے لگا کہ اے شخص تو کون ہے حاتم نے جو اسکی آواز سنی سجدہ شکر بجالایا اور کہا کہ مین وہی ہون جو تجھسے وعدہ کر گیا تھا یہ کہکر خنجر سے قبر کھود کر نکالا اور بعد ایک ساعت کے کھانا کھلا کر کہا کہ اب جدھر تیرا منہ اوٹھے چلا جا اس نے کہا کہ میرے پاس خرچ نہین حاتم نے کئی درم دیکر رخصت کیا اور اس قبر کو درست کرکے اپنی جگہ آکر سو رہا صبح کو اوٹھ کر لوگون سے کہا کہ کوہ ندا کا راستہ بتلاؤ مین جاؤنگا اونھون نے کہا جاؤ یہان سے قریب ہے تھوڑے فاصلہ پہ ایک دو راہ ملیگا اگر داہنی طرف جائیگا منزل مقصود پہ پہنچیگا حاتم ان سے رخصت ہوا اور دس دن کی مسافت دو دن میں طے کیا بعد طے منازل گیارہوین دن اسی دوراہے پہ جا پہنچا اور اسکی نصیحت کو بھولکر بائین طرف چل نکلا حیف ہے کہ جس راہ کو اس نے منع کیا تھا اسی پہ جا پہونچا اور دو دن کے بعد کیا دیکھتا ہے کہ تمام جانور درندے کیا گزندے بھاگے ہوئے چلے آتے ہین یہ ایک کونے مین کھڑا ہو کر دیکھنے لگا کہ شاید کوئی بھیڑیا یا کوئی درندہ پیچھے پڑا ہے جو اپنا جی چھوڑکے گرتے پڑتے چلے آتے ہین یہ سمجھکر درخت پر چڑھ گیا کیا دیکھتا ہے کہ بڑے بڑے ہاتھی اور گینڈے بھی گھبرائے ہوئے بے اختیار دوڑے چلے آتے ہین اور ان کے پیچھے ایک چھوٹا سا جانور عجیب صورت چراغ سی آنکھین سر پہ دم چھتر کیے ہوئے چلا آتا ہے حاتم ڈرا کہ کوئی بلائے عظیم ہے

کہ جسکے ڈر سے اتنے بڑے جانور درندے بھاگے چلے آتے ہیں میں غریب کس شمار میں
ہون مستعد ہو کر خنجر نکال لیا اتفاقاً وہ جانور اسی درخت کے نیچے آیا اور آدمی کی
بو پاتے ہی غصے ہو کر اچھلا حاتم نے ایک خنجر ایسا مارا کہ دونون ہاتھ قلم ہو گئے گر پڑا
اور پھر سنبھلکر نہایت غضب سے لپکا حاتم نے پھر اسکے پیٹ میں ایک خنجر مارا کہ انتڑیان
نکل پڑیں زمین پر گرا اور گرتے ہی پیشاب کر کے دم کو اس میں بھگو کے ہلانے لگا
جہان جہان اسکی بوندیں پڑیں وہان آگ لگ گئی جب اس درخت کے پاس
پہونچی حاتم جست کر کے ایک چشمے میں جا پڑا اور وہ جانور رہ گیا جب وہ آگ بجھ گئی
تب حاتم اس پانی سے نکل کر اس درخت کے نیچے آیا اور اس جانور کے دانت جو خنجر
کے برابر تیز تھے اکھاڑ لیے اور دم دونون کانون سمیت کاٹ کر ترکش میں رکھ
لئے اور چل نکلا کئی دن کے بعد ایک قلعہ دکھلائی دیا اسطرف متوجہ ہوا جب
نزدیک پہنچا تو سنسان دکھلائی دیا اسکے کنگورے آسمان سے لگے دیکھے اور بڑی بڑی
عمارتیں آئینہ دار اسمیں چمک رہی ہیں اور چوک کا بازار نہایت ستھرا اور صاف
آراستہ ہو رہا ہے اور سب دوکانیں موجود ہیں مگر آدمی کا نشان مفقود یہ دیکھکر حیران
ہوا اور دل میں کہنے لگا کہ کوئی بلا دیو اس شہر میں آیا ہے کہ جسکے ڈر سے یہان کے
لوگ دوکانیں چھوڑ بھاگے یہ سوچکر آگے بڑھا یہانتک کہ خاص قلعہ شاہی میں پہنچا
انمیں بادشاہ اپنے اہل و عیال اور اجناس سمیت رہتا تھا دیکھا نوکری یا پہرے
دروازون کے دریچون میں بیٹھے تھے حاتم کو دیکھکر بولے کہ مدت کے بعد ایک مسافر
شہر میں آیا ہے وہ جدھر کو کہا کہ اسکو پکارو کہ ادھر آئے یہ بات سنکر ایک شخص
نے پکارا حاتم ایک دریچہ کے پاس کھڑا ہو رہا بادشاہ نے کھڑکی میں سے سر نکالکر کہا کہ
اے جوان تو کہاں سے آیا اور کہاں جائیگا حاتم نے کہا کہ میں یمن کا رہنے والا ہون
میں سے ہون شاہ آباد سے آیا ہون کوہ ندا کو جاؤنگا یہ بات سنکر بادشاہ نے کہا اے جوان
تو راہ بھول گیا جو یہاں طرف سے آیا شاید تیری موت تجھکو یہان لائی ہے حاتم نے
کہا کہ مرضی حق پر راضی ہون لیکن اے شخص تو اپنا ماجرا کہہ کہ تو کہاں یہان کا

بادشاہ ہون اور اس ملک مین چند روز سے ایک بلائے عظیم آئی ہے اسکے سبب سے
کیا رعیت کیا سپاہ چھوڑ چھوڑ کر چلے گئے اور شہر ویران ہوگیا لیکن وہ بھی مقبوض
نہین کیا کرین کیونکہ شہر کی طاقت نہین جو عہدہ برآ ہوسکے اور مین اپنی حرم و حشم سے
اہل و عیال سمیت قلعہ مین بند ہوگیا ہون طاقت نہین رکھتا کہ اسے مارون ناچار ہوکر گوشہ
گیری توکل بخدا کی حاتم نے کہا ای بادشاہ وہ بلا ہے ناگہانی کیا کوئی دیو ہے یا کوئی درندہ
عظیم ہے کہ کوئی اسکی تھاہ ہی نہین بادشاہ نے فرمایا کہ اسکا مسکن کوہ قاف مین ہے مگر تھوڑے
دنون سے یہان اسکا گذر ہونے لگا ہے اسی کے باعث سے تمام ملک ویران ہوگیا
ہے ہر روز اس کو ایک وقت آنا اور دو چار آدمیونکو کھا کر چلے جانا آج تک قدم
قلعہ مین نہین آیا اسواسطے کہ گرد ایک خندق عظیم پانی سے مدام بھری رہتی ہے معلوم
نہین وہ کیا ہے یہ سنکر حاتم بولا اے بادشاہ تجھے مبارک ہو مین نے فلان جنگل مین
اسکو مارا خدا مسبب الاسباب ہے کہ مین کوہ ندا کی راہ بھولکر بائین طرف آنکلا حاتم
نے پھر تمام ماجرا اس جانور کا اور اپنا بیان کیا اسبات کے سنتے ہی وہ اپنے قلعہ
سے اترا اور حاتم کو اپنے گلے لگایا اندر لیگیا بہ عزت تمام مسند پر بٹھایا اقسام اقسام
کے کھانے منگوا کر اسکے سامنے چنوائے حاتم نے بخوبی تناول فرمایا اور بادشاہ
بھی اسکا شریک طعام رہا پھر آپ غاصہ منگوا کر نوش جان کیا اور اسکو بھی کھلایا اسکے
بعد کہا مین کیونکر باور کرون کہ وہ بلا مارگئی حاتم نے اسکے دانت اور دم اور کان
ترکش سے نکالکر دکھلائے بادشاہ انکے دیکھتے ہی حاتم کے پانون پر گر پڑا اور بہت
شکرگذاری کی پھر ہر طرف لوگون کو شقے پروانے بھیجے کہ وہ بلا دفع ہوئی تم بیدہڑک آکر
اپنے ملک مین بسو اور بخوبی اوقات بسر کرو چند روز کی بعد حاتم نے رخصت چاہی اور
عرض کی کہ ایک رہبر میرے ساتھہ کرو کہ کوہ ندا کا راستہ بتادے بادشاہ نے فرمایا کہ ای جوان
یہ شہر اب خدا کے فضل سے آباد ہوجائیگا اسے اپنا ہی سمجھو یہین رہو بادشاہی اختیار کرو
مین اپنی بیٹی تمھاری خدمت مین دیتا ہون اسے قبول کرو حاتم نے کہا جبتک
مین بندگان خدا کے کامون سے فراغت نہین پاتا عیش کو حرام جانتا ہون

بادشاہ نے کہا یہ کلام سنکر کہا آفرین تیری ہمت پر ایک مہر دیکر رخصت کیا حاتم اُسکے
ساتھہ ہو تہوڑی دور جاکر وہ کہنے لگا اے حاتم کوہ ندا کی یہی سیدہی راہ ہے حاتم ادہر
متوجہ ہوا پہر ایک شہر آباد مین جا پہنچا وہان کے لوگ اسکو حاکم کے پاس لیگئے اُس نے
اُٹھکر تعظیم کی اور پوچھا کہ اے مسافر تو کہان سے آیا ہے کیونکہ اس شہر مین سکندر بادشاہ
تشریف لائے تھے اب تجھکو دیکھا اسکا حال سچ کہہ حاتم نے کہا مجھکو حسن بانو برزخ سوداگر
کی بیٹی نے بہیجا ہے کہ تو جاکر ٹھیک ٹھیک خبر لاوے تو یہ ہے کہ مین نے بہت رنج اوٹھائے
اب اس بات کا امیدوار ہون کہ اگر تم اس بہید سے واقف ہو تو عنداللہ کہہ دو
عین بندہ نوازی ہے اور مسافر پروری کیونکہ میرے نصیب راحت سے مبدل ہو جائین
رئیس شہر نے کہا کوہ ندا کا ایسا راز نہین جو سرسری بیان ہو سکے اگر تو
چند روز یہان رہیگا تو معلوم ہو جائیگا حاتم نے کہا بہت اچھا حاکم نے اسکے رہنے کو
مکان عالیشان دیا اکثر آپ بہی شریک صحبت رہتا ایکدن سو دو سو آدمیون سمیت حاتم
بیٹھا ہوا کچھہ باتین کر رہا تھا اتنے مین کوہ ندا کا ذکر آگیا بیان کرنے لگے جس قلعہ کی ہر ایک
دیوار آسمان سے باتین کر رہی ہے اس سے خود بخود ایک آواز ہوتی ہے یہ اسی
گفتگو مین تھا کہ ایک آواز اس پہاڑ کیطرف سے آئی یا اخی یا اخی اس مجلس مین
سے ایک جوان خوشرو دوڑا لوگون نے اسکے وارثون سے جاکر کہا کہ فلان شخص کی
کوہ ندا سے طلب ہوئی ہے وہ اس بات کے سنتے ہی دوڑے دیکھا کہ اسکا تمام منہ سُرخ
ہو رہا ہے لوگ اسکے گرد ہین وہ بے اختیار کوہ ندا کی طرف چلا جاتا تھا یہ حال دیکھکر
حیران ہو کر حاتم پوچھنے لگا اے یارو جوان کو کیا ہوا ہے کہ دوڑا جاتا ہے نہ کچھہ کہتا
ہے نہ سنتا ہے لوگون نے کہا اسکو کوہ ندا سے آواز آئی ہے شتابی آ حاتم نے معلوم کیا کہ
کسی نے بلایا ہے جو دوڑا جاتا ہے اسباتکو سوچکر اسکو پکڑ لیا اور کہا کہ اے بہائی یہ مروت سے
بعید ہے جو تو نہین بتاتا برائے خدا کہہ کہ کسکے بلانے پر ہم سب کو چہوڑے جاتا ہے غرضکہ ہرچند
حاتم نے سر پٹکا اُسنے کچھہ جواب نہ دیا اور ہاتھہ جھٹک کر بہاگا اور پہاڑ کے نیچے جا پہونچا حاتم بہی
لپکا مگر وہ نظرون سے پہاڑ ہی مین غائب ہو گیا اُسنے ہر چند نظر گاڑکر دیکہا پتھرون کے

سوا کچھ نظر نہ آیا بہت حیران ہوا آخر سب لوگون کے ساتھ شہر مین آیا حاصل یہ ہی کہ
ہر شخص اپنے گھر کو آیا پر کوئی اسکے واسطے نہ رویا بلکہ بہت سا کھانا وغیرہ حاتم نے
پوچھا تم مین سے کسی کو معلوم ہی کہ اسپر کیا گذری ادھون نے جواب دیا تو بھی وہی جو کہ تھا
جو تونے دیکھا یہ سنکر چپ ہو رہا اور اس جوان کیواسطے آبدیدہ ہوکر کہنے لگا افسوس
دنیا ہیچ ہے انھون نے کہا اے شخص ہمارے ملک کی یہی رسم ہی اگر ایسا کریگا تو لٹکا لا
جائیگا حاتم دل مین کہنے لگا کہ حسن بانو کو کیا جواب دونگا غرض چھ مہینے حاتم کو اور رہگئے
اور اس عرصہ مین اسیطرح سے پندرہ آدمی پہاڑ کی طرف گئے اتفاقاً ایک شخص
حاتم نامی وہان تھا حاتم مین اور اس مین نہایت دوستی تھی کہ ناگاہ کوہ ندا کے
قلعہ سے آواز آئی (یا اخی یا اخی) اس بات کے سنتے ہی وہ بیچارہ متوجہ ہوا اور
اسے گھیر لیا تب حاتم کہنے لگا یہ بھی اسیطرح جائیگا افسوس ہے کہ مجھکو اس سے
محبت ہوگئی تھی یہ بھی جدا ہوتا ہے مین اسکو ہرگز نہ چھوڑونگا اسکا ساتھ دینا مجھکو
ضرور ہے جو ہونی ہو سو ہو کیونکہ یہان کے لوگون سے کوہ ندا کا حال مفصل معلوم ہوا
یہ بات ٹھہرا کر کمر کسکر باندھی اور اسکا ہاتھ پکڑ کے پہاڑ کیطرف دوڑا ہر چند کہتا تھا
کہ بھائی یہ کیا احوال ہے تجھے کون کھینچے لئے جاتا ہی وہ کچھ جواب نہ دیتا تھا آخر کار
جھنجھلا کر بولا کہ اے بیمروت یہ کیسی دوستی تھی آخر ہم تم ایک بات آپسمین ہے تیری زبان
کیون بند ہوگئی سچ کہہ تجھے کون لیے جاتا ہے اور کدھر جاتا ہی اسنے کچھ بیان نکیا بلکہ
حاتم کے ہاتھ سے اپنے تئین چھوڑانے لگا اور اتنا زور کیا کہ اس کے
ہاتھ چھوٹ گئے اور حاتم زمین پہ گر پڑا تب وہ چلا اور حاتم اس کے پیچھے
چلا گیا اور دونون آگے پیچھے پہاڑ کے نیچے جا پہونچے حاتم نے اوچھل کر زور
سے اس کی کمر پکڑی ہر چند اسنے چاہا کہ اسکو جدا کرے لیکن جدا نہ
کرسکا اسیطرح دونون گرتے پڑتے پہاڑ کے اوپر جا پہنچے جوہین قلعہ کے نزدیک
گئے ایک کھڑکی دکھائی دی دونون لپٹے لپٹائے اسکے اندر چلے گئے اور لوگون
کی نظرون سے غائب ہوے وہ ناچار وہان سے حاتم کا افسوس کرتے پھرے

شہر مین آئے اور حاتم کو خبر پہنچائی کہ مسافر بھی حاتم کے ساتھ اسی پہاڑ پر چلا گیا اس
بات کے سنتے ہی حاتم غصہ ہو کر کہنے لگا کہ تا وان آجتک کوئی نے بلا اس پہاڑ پر
نہین گیا تم نے اسکو کیون چھوڑا اور کس واسطے جانے دیا یہ پاپ اس غریب کا
تمہاری گردن پر ہے انہون نے عرض کی خداوند ہمنے اسکو بہت سمجھایا کہ تو وہان
نہ جا مگر ہمارا کہنا نہ مانا اور کہا کہ وہ میرا یار جانی ہے مین اسکو ہرگز تنہا نہ چھوڑونگا
بلکہ جو مصیبت اسپر پڑیگی مین بھی اسمین شریک ہونگا غرض حاتم اور وہ جوان ایک میدان
وسیع مین پہنچے وہان ایک سبزہ زار نظر آیا کہ نظر کام نہ کرتی تھی گویا فرش زمردین چار طرف
بچھا ہے تھوڑی سی زمین اسمین خالی تھی وہ جوان اسپر پاؤن رکھنے لگا پاؤن کے رکھتے
ہی چت گر پڑا حاتم نے چاہا کہ اسکا ہاتھ پکڑ کے اوٹھائے اتنے مین اسکا منہ زرد ہو گیا
آنکھین پھرا گئین ہاتھ پاؤن سخت ہو گئے اسکا یہ حال دیکھکر حاتم نے اپنے دل مین کہا
یہ مر گیا آنکھون مین آنسو بھر لایا بے اختیار رونے لگا کہ اسمین زمین شق ہو گئی وہ
جوان اسمین سما گیا اور وہ جگہ برابر ہو گئی اس ماجرے کو دیکھکر حاتم نے سجدہ کیا اور کہا
کہ دنیا فانی ہے سب کو مرنا ہے واقعی اب کو خدا کی کما حقہ کیفیت معلوم ہوئی لیکن اب
یہان سے چلئے یہ دھن باندھکر روانہ ہوا اور تمام دن پھرا مگر اس کھڑکی اور قلعہ کا
کھوج نہ ملا خدا جانے وہ کھڑکی کیا ہوئی اور قلعہ کدہر گیا سات روز تک حیران و
سرگردان بے آب و دانہ رہا غرض جینے سے مایوس ہو کر دل مین کہنے لگا کہ اے
حاتم تیری یہان موت لائی ہے جو بے بلائے آیا کیونکہ نہ وہ قلعہ نظر آتا ہے نہ وہ
پہاڑ نہ وہ شہر اتنے مین ایک دریا کے کنارے جا پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ وہ بڑی زور
شور سے بہتا ہے اور چھور نہین ملتا یہ نہایت متفکر ہوا اور کہنے لگا کہ الٰہی اب
اس سے کیونکر پار ہون تیرے سوا کون بیڑا پار کریگا اتنے مین ایک ناؤ نظر آئی کہ ادہر
ہی چلی آتی ہے اسنے جانا کہ کوئی ملاح لئے چلا آتا ہے جب کنارے آ لگی تو اسمین
دیکھا کہ کوئی ملاح نہین متعجب ہو کر شکر خدا کا بجا لایا سوار ہو گیا دیکھتا ہے کہ ایک
دسترخوان مین کچھ لپٹا دھرا ہے بھوکا تو تھا ہی خوش ہو گیا اسے شتاب اٹھا کر کھولا تو دو قرص نان

اور مچھلی کے کباب گرماگرم تیے چاہا کہ کھائے ساتھ ہی یہ دھیان آیا کہ شاید ملاح نے
اپنے واسطے رکھا ہوا تھے نہیں ایک مچھلی نے دریا سے سر نکالکر کہا ای حاتم یہ تیرا
حق ہے بے اندیشہ کھا یہ کہکر غوطہ مار گئی حاتم نے کھا کر پانی پیا اور شکر کیا وہیں ایک
آندہی ایسی چلی کہ تین دن میں کشتی کنارے پر جا لگی حاتم اُترا اور متوجہ شہر کا ہوا
حاتم نے چاہا کہ اگر شہر ملے تو اسکی حقیقت لوگوں سے بیان کیجیے حتی کہ ستائیس روز
چلتے چلتے گذر گئے کہیں سراغ نہ ملا سرگردان چلا جاتا تھا کہ پہاڑ نظر آیا تین دن کے
بعد اسکے نیچے پہنچا اور جس پتھر کو اُٹھا کر دیکھتا ہی اسکے نیچے لہو بہتا ہوا پایا فکر کرنے
لگا کہ کس سے پوچھوں ناچار پہاڑ پر چڑھا اور بارہ دن کے بعد اسپر جا پہنچا تو ایک
میدان کف دست دکھائی دیا کہ وہاں کی خاک مرجان جیسی ہے اور پرندے بیر بہوٹی
کیطرح لال ہو رہے ہیں حاتم بھوک پیاس بھول گیا اور قدم بڑھاتا چھ کوس تک چلا
ہی گیا کیا دیکھتا ہے کہ لہو کا ایک دریا لہریں مار رہا ہے اور اسمیں جتنے جانور ہیں لہو سے
سرخ ہو رہے ہیں گویا لہو سے بنے ہیں گھبرایا کہ الہی یہ کیا ہے کیونکر پار ہونگا ناچار
کنارے کنارے چلا کہیں سے اُترنے کا قابو ملیگا جب بھوک لگتی تو توشہ نکالکر کے
کھاتا جب پیاس لگتی تو مہرہ منہ میں رکھ لیتا ایک مہینہ اسیطرح گذر گیا ایک
اس جگہہ پہنچا کہ جہاں دریای خون کے سوا زمین نہ تھی نہ درخت نہ چرند تھے نہ پرند دل
میں کہنے لگا اے حاتم ایک مہینے تک تو نے یہ رنج سہے کہ پاؤں چلتے چلتے تھک گئے
پر پار نظر نہ آیا اگر دس برس تک یونہیں پھرا کیگا دریای خون کے سوا کچھہ
نہ دیکھیگا خدا کے کارخانہ میں دم مارنا آسان نہیں ہے اور جن جن چیزونکو اُسنے
چھپایا ان کا کہہ دینا امکان نہیں اگر وہ فضل کرے تو یہاں سے صحیح و سلامت منزل
مقصود کو پہنچے ورنہ کچھہ تدبیر نہیں ہو سکتی افسوس وہاں بیچارہ منیر شامی تیری
راہ تک رہا ہے اور تو اس گرداب میں پڑا سسک رہا ہے لیکن اس سے سخت
حیرانی ہے کہ کوہ ندا کی خبر حسن بانو کو کیونکر ملے جو اسکی خبر لانیکے لیے لوگونکو بھیجتی ہے
اور بیاباں محنت میں ڈالتی ہے یقین ہے کہ اکثر اسکی خبر لینے کو آئی ہونگے پر جا

پھر گئے ہونگے اتنے میں سوچکر کہنے لگا کہ تو کچھ اپنے حظ نفس کے واسطے یہ کام نہین کرتا بلکہ ایک بندہ خدا کے لیے یہان تک آیا ہے اسی کے کرم سے امید رکھہ اس بلاسے نجات دیگا البتہ وہ مراد کو بھی پہنچا دیگا اس تفکر مین کوئی چیز دریا مین نمود ہوئی حاتم اسکی طرف بغور دیکھنے لگا اتنے مین وہ نزدیک آئی دیکھا تو ایک کشتی ہے حاتم بسم اللہ کہہ کر سوار ہوا پھر ویسی ہی روٹیان اور کباب بدستور پائے بتامل انہین کھایا اور خدا کی حمد بجالایا جب کشتی منجھدھار مین پہنچی زور سے ہوا چلنے لگی اور لہرین بلند شعاع کے بلند ہونے لگین حاتم ڈرا اور خدا کو یاد کرنے لگا آنکھین بند کر کے ناؤ مین لیٹ رہا قریب تھا کہ بحواس ہو جاوے اور خوف سے ڈوب جاوے غرض سات روز تک اسیطرح گذرے آٹھوین روز کشتی کنارہ پر لگی حاتم اترا اور کشتی الٹی پھر گئی یہ کنارے کنارے چلنے لگا اور افسوس کرتا تھا کہ یہ راز نہ کھلا کہ یہ کشتی کون لایا اور کباب روٹی کون دھر گیا کئی روز تک اٹھتے بیٹھتے چلا گیا کہ دور سے ایک چیز نمودار ہوئی حاتم حیران ہوا آگے بڑھکر کیا دیکھتا ہے کہ ایک دریا نہایت شفاف لہرین مار رہا ہے اور ایسا چمکتا ہے کہ کسی نے چاندی گلا کر بہادی ہے حاتم تشنگی سے جان بلب تھا کنارہ پر آ بیٹھا اور اسمین پاؤن ہاتھ ڈالا جس وقت پانی نکالا تو پانی نہ پایا مگر ہاتھ چاندی کا ہو گیا ہر چند کہ اسکو اپنے ہاتھ سے پاک کیا لیکن وہ اسی طرح رہ گیا بلکہ بوجھہ ہو گیا حاتم نے کہا یہ عجب دریا ہے اگر غوطہ مارون چاندی کا ہو جاؤن پھر چلنا مشکل ہو گا حالت اضطراب مین چارون طرف دیکھا کہ ناگاہ اسی طرح ایک کشتی آئی یہ بسم اللہ کہکر چڑھ گیا پھر ایک طباق گرما گرم حلوے کا نظر آیا اسنے ہاتھ سے اپنی طرف کھینچ لیا اور خوب کھایا پھر پاؤن پھیلا کر آرام تمام سو رہا کئی دن کے بعد کشتی کنارے پر جا پہنچی حاتم اتر کے آگے بڑھا ہر طرف ہاتھ اپنا دیکھا کرتا تھا چار دن کے بعد ایک پہاڑ نمودار ہوا اس نے جانا کہ یہ نزدیک ہے حالانکہ وہ ایک مہینے کی راہ پر تھا غرض خدا کا شکر کرتا ہوا اور کھاتا ہوا چلا جاتا تھا جب دو تین دن کی راہ پر پہنچا تو سنگ ریزے رنگ برنگ کے اور طرح طرح کے

جواہرات نظر پڑے طمع دامنگیر ہوئی تھوڑا سا جواہرات جیب میں ڈال لیا تھوڑی دور چل کر اس سے زیادہ بیش بہا پڑا دیکھا اسکو پھینک کر اسکو جیب میں ڈال لیا تھوڑی دیر کے بعد دل میں خیال آیا کہ یہ جواہر شہرون میں پہونچے تو اسکی قیمت کوئی نہ دے سکے اسی خیال میں چلا گیا آخر اسکے بوجھ سے تھک کر کسی جگہہ بیٹھہ گیا اور کئی لعل و زمرد و الماس جنکی قیمت جو سب سے بڑے تھے چُن لیے باقی وہین پھینک دیئے پھر راہی ہوا ایک چشمہ پر جا پہونچا اسکے کنارے بیٹھہ گیا اپنے ہاتھہ پانون دہوئے اتنے مین بائین ہاتھہ پر جو نظر پڑی اُسکو جیسا تھا ویسا پایا مگر ناخن چاندی کی رہی خدا کا شکر ادا کیا اس دریا مین ہاتھہ چاندکا ہو گیا تھا اس چشمہ مین اصلی پر آگیا اس مین کیا بہید ہے اتنے مین رات ہو گئی اسی جگہہ پڑ رہا یکایک دو شخص اس چشمہ پر آنکلے کہ ان کے سر آدمی کے تھے اور پانون ہاتھی کے اور ناخن شیر کے رنگ نہایت سیاہ حاتم دیکھکر ڈرا اور اوٹھہ کھڑا ہوا اور کہا کہ یہ کیا بلا ہے اگر بھاگون تو شرم دامنگیر ہے اور ٹھہرون تو ٹھہر نہین سکتا دیکھئے تقدیر مین کیا ہے یکایک حاتم نے تیر و کمان اُٹھا کر ایک تیر مارا ایک نے اپنین سے پکڑ لیا چاہتا تھا کہ دوسرا تیر مارے انہون نے فریاد کی اے حاتم طائی تو اپنی جان کے ڈر سے ہمین مارتا ہے ہم بھی خدا کے بندے ہین کچھہ تجھے ایذا دینے نہین آئے حاتم تیر و کمان ڈال بیٹھہ گیا اور دل مین سوچنے لگا کہ انکو مجھہ سے کیا کام ہے جو ادہر آگئے ہین تیر تو انہون نے درمیان ہی مین پکڑ لیا اگر دوسرا مارونگا تو کاہیکو کارگر ہو گا اتنے مین وہ نزدیک آکر کہنے لگا اے حاتم تجھکو شرم نہین آتی جواہر کی طمع کی وہ بولا کہ مین نے کس کا جواہر لیا انہون نے کہا کہ فلانے جنگل سے جواہر لایا ہے اب تک تیرے پاس موجود ہین یہ سنکر حاتم نے جواب دیا کہ تیرا تو نہین ہے وہ بولے کہ یہ اور خلقت کے واسطے اللہ نے رکہا ہے کہ وہ اپنے کام مین لائین حاتم نے کہا مین نے خدا کی صنعت دکھانے کو اُٹھا لیئے ہین یہ سنکر دیوون نے کہا اگر سلامت جایا چاہتا ہے تو اس جواہر سے ہاتھہ اُٹھا یہ سنتے ہی حاتم نے سب پھینک دیا اور کہا تم لیجاؤ

حیف ہی کہ مین اسکو بہت دور سے لایا ہون تمنے بڑا ظلم کیا کہ اسکو مجھہ سے لے لیا
مین کچھہ چورا کر نہین لایا انہون نے کہا یہ کیا جاین ہے کہ بے کہی اسقدر مال اُٹھا کر لا یا
تھا اپنے پاس رکھنا یہ کب روا ہی بلکہ محنت کی کھنکاری دینی پڑتی ہے حاتم یہ سنکر
سر جھکا کر چپ ہو رہا وہ ایک الماس تک زمرد اپنی اپنی قسم مین سے جو بیش بہا تہے
اسکو دینے لگے اور کہا تجھے یہی بہت ہی اسنے لے لیا اور کہا اے بندگان خدا مجھکو
راہ بتا دو جو مین کسی طرح ملک یمن پہونچون وہ بولے اے جوان غنیمت سمجھہ
تو صحیح و سلامت آیا اور جیتا جاگتا چلا کیونکہ اس حد سے آجتک کوئی جان سلامت
نہین لیگیا اسقدر اندیشہ نہ کر کہ تیری عمر بڑی ہی اس سے آگے ایک جواہر کا دریا
ملے گا اسکے بعد دریائے آتش آئے گا اگر اس سے صحیح و سالم اُتر گیا تو مقرر اپنے ملک
مین پہونچیگا مگر کسی چیز کا لالچ نہ کیجیو اسی مین تیری سلامتی ہے خدا نخواستہ اگر کسی
چیز پر دل دوڑائیگا تو اپنے کئے کی سزا پائیگا یہ کہکر وہ پانی مین اُتر پڑے اسکی
نظر سے چھپ گئے حاتم اسی مقام پر تمام رات بیٹھا رہا صبح کو تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک
دریا دکھائی دیا اسکو دیکھکر نہایت شاد ہوا اسواسطے کہ بہت پیاسا تھا جب اس کے
پاس پہونچکر نگاہ کی تو ہزارون موتی بیش قیمت پڑے ہین لیکن ہر ایک انڈے کے
برابر تھا انکی چمک سے آنکھین جھپکی جاتی تہین اور قیمت کا تو ٹھکانا نہ تھا حاتم نے لالچ
مین آکر چاہا کہ دس بیس اوٹھا لے اتنے مین ان دونون کی نصیحت یاد آگئی ڈر گیا اور
اس حرکت سے باز رہا اور اسکے کنارے پر بیٹھہ گیا کیا دیکھتا ہی کہ اسکا پانی دودھ اور
شہد کے مانند ہے پیاسا تو تھا ہی خوب پیٹ بھر کر پیا غرض اس سے بخوبی گذر گیا
اور آگے بڑھا کہ دور سے ایک روشنی نظر آئی کہ سونے کا گویا ایک تختہ ہوا مین چمک
رہا ہی اسیطرف چلا ایک مہینے کے بعد جا پہونچا کیا دیکھتا ہے کہ سونے کا ایک پہاڑ
آسمان سے لگا ہوا جگمگا رہا ہے یہ اسپر چڑھ گیا وہان ایک درخت سونے کا پہلا
پھولا دیکھا متعجب ہوا تین روز اس پر چلا گیا ایک میدان نظر پڑا اسکی زمین
پر ہزارون درخت سونے کے چمک رہے تہے حاتم دیکھکر حیران ہوا

اور صانع کی صنعت دیکھنے لگا اور خدا کا شکر کرنے لگا پھر تھوڑا میوہ توڑ کر کھایا پھر آگے
چلکر ایک حوض نظر پڑا اور اسکا پانی مثل بلور کے صاف تھا اسکے کنارے پر جا بیٹھا
اور دل مین فکر کرنے لگا کہ یہ باغ کسکا ہے کس سے پوچھئے اتنے مین کئی پریان
پوشاک اور زیور سے آراستہ جلوہ گر ہوئین اور حاتم کو دیکھکر حیرت زدہ ہوئین ادہر
حاتم بھی انکو دیکھکر حیرت مین آیا کہ الٰہی یہ کیا حسن ہے اسوقت ملکہ زرین پوش یاد آئی جی
دل مین کہا خدا اُس سے ملائے القصہ اسنے کہا کہ تم کون ہو اور یہان کا بادشاہ کون
ہے انہون نے کہا کہ یہ محل پری نوش لب کا ہے اتنے مین وہ آپہونچی حاتم اسکو دیکھتے
ہی بیہوش ہوکر گر پڑا اور وہ اسکے سرہانے آکر کھڑی ہوئی کہنے لگی ارے کوئی جلد
آکر اسکے منہ پر گلاب چھڑکے وہین ایک نازنین دوڑی گئی اور گلاب پاش لیکر
اسکے منہ پر چھڑکنے لگی حاتم ہوش مین آیا پھر پری نوش لب ایک تخت مرصع
پر جا بیٹھی اور اسکو کرسی جواہر نگار پر بٹھا کر کہنے لگی اے جوان سچ کہہ کہان سے آیا ہے اور
کس کام کے ارادے پر یہان تک پہونچا ہے اور کدھر جائے گا حاتم نے اپنا تمام احوال
ابتدا سے انتہا تک اسکے سامنے بیان کرکے پوچھا کہ اس مکان کا مالک کون ہے اور
اس پہاڑ کا نام کیا ہے پری نوش لب نے کہا کہ اس پہاڑ کو کوہ زرین کہتے ہین
اور اس مکان کا مالک شاہ پال بادشاہ ہے اور اسکی بیٹی آسیا نام ہے مین اس
لڑکی کی ایک خواص ہون چنانچہ ساتوان روز میری باری کا ہے اس وزین حاضر
ہوتی ہون اور اس مکان کو کوہ قاف سے تعلق ہے اگرچہ دنیا کی حد مین ہے اور یہ
جو دور سے دکھائی دیتا ہے اسی قلعہ کا حصہ ہے غرض چار روز تک حاتم وہان نا
اور طعامہاے خوشگوار سے متلذذ ہوا پانچوین روز کہا کہ یہ جگہہ تمہارے رہنے کے
قابل نہین بہتر یہ ہے کہ یہان سے تشریف لیجاؤ حاتم اس پری سے رخصت ہوکر
پہاڑ ہی پہاڑ چلا اور دس روز کے بعد پہاڑ سے اوتر کر کسی جنگل مین جا پہونچا
وہان سونیکا سا رنگ دریا دکھائی دیا کہ اسکا پانی گلے ہوے سونیکی طرح لہرین لے
رہا ہے اور اسکی موجین آسمان سے ٹکر کھا رہی ہین یہ دریا ے فکر مین غرق

پہونچکر اسکے کنارے پر بیٹھ گیا کہ اس سے کیونکر پار ہوجئے اتنے مین ایک ناؤ طلائی دور سے
نظر آئی اور فوراً کنارے پر پہونچی حاتم شکر کرکے اسپر بیٹھ گیا اور وہین طباق حلوے سے
لبلب نظر آیا ہوگا تو تہا ہی کمال رغبت سے جا یا چاہتا تہا کہ دریا مین ہاتھ ڈال کر
پانی پیے ڈرا کہ یہان ہاتھ سونے کا نہو جائے کھینچ لیا پہر ایک کٹورہ بغل سے نکالکر بہرا
اور تھوڑا سا حلق مین ٹپکایا اتنے مین کیا دیکھتا ہے کہ کٹورہ اور چار دانت سونیکے ہوگئے
غرض چوتھے دن ایک کنارہ پر پہونچا حاتم نے اُترکر دوگانہ شکریہ ادا کیا اور آگے
بڑھا سات روز تک چلا گیا اور وہ عجائبات دیکھے کہ جو نہ سُنے تھے آٹھوین روز پہر دن
کے میدان مین پہونچا اور ہر ایک پتھر ایسا گرم تہا کہ گویا آگ سے ابھی نکلا ہے مشکل
سے چند قدم چلا طاقت نہ رہی بیٹھ گیا گرمی کے سبب سے لب خشک ہوگئے بدن
جل اوٹھا بیقرار ہوکر مُہرہ منہ مین رکھ لیا مگر کچھ فایدہ نہ دیکھا نکالکر پھینکدیا مثل ماہی
بے آب بیتاب ہوکر بیہوش ہوگیا زبان باہر نکل پڑی قریب مرگ پہونچا آخر مین
وہ دونون شخص نظر آئے بولا اے یارو آفرین ہے کہ وقت پر پہونچے اور ٹہری مدد
کی کہو اب کس طرح جاؤن یہ گرمی کس سبب سے ہے انہون نے کہا کہ اس سے
آگے دریائے آتش ہے یہ گرمی اسکے سبب سے ہے اور راستہ یہی ہے چلا جا
خدا کی قدرت سے اپنے ملک کو پہونچ جائیگا راہ بتانا ہمارا کام ہے ہان
یہ ممکن ہے کہ تمہاری آگ ہلکی ہوجائیگی اسنے کہا جو ہوسکے وہ بہتر ہے احسان
سے خالی نہین تب انہون نے ایک مُہرہ نکالکر حاتم کے حوالے کیا اور کہا
آگے دریائے آتشین ہے اگر اسکو منہ مین رکھیگا تو آگ تجہپر کارگر نہوگی آرام
سے چلا جائیگا پر یہ یاد رہے کہ دریا کے پار ہوتے ہی یہ مُہرہ پھینک دیجیو یہ کہکر
حاتم کی نظر سے غائب ہوگئے وہ رات کی رات وہین رہا صبحکو اپنے منہ مین مُہرہ
رکھکر آگے چلا تین دن کے بعد سامنے سے آگ کے شعلے معلوم ہونے لگے
ڈرا اور عظمتہ للہ کہکر آگے بڑھا جب کنارے پر پہونچا تو کیا دیکھتا ہے کہ شعلے
کی لہرین آسمان تک جاتی ہین اتنے مین ایک ناؤ بہی کنارے پر آلگی وہ دل مین خدا

کی حمد کرنے لگا اور کہا کہ یہ دیدہ و دانستہ آپ کو آگ میں ڈالتا ہے پھر کیا کروں راہ
یہی ہے خدا آسان کریگا جو اسکی رضا ہے اسپر راضی رہنا چاہیے پس بہ تقدیر کشتی پر
جا بیٹھا اور منہ میں مہرہ رکھ لیا اتنے میں ایک طباق کباب سے بھرا ہوا دیکھا اسکو
بے اختیار کھینچا اور پیٹ بھر کھایا غرض ناؤ چلی جاتی تھی یہ ڈر کے مارے
آنکھیں بند کر لیتا تھا جو کبھی آنکھیں کھلجاتی تھیں تو جان نکلنے لگتی تھی وہیں آنکھیں بند کر لیتا
تھا قصہ کوتاہ ناؤ منجدھار میں پہنچی اور چکر کھانے لگی حاتم کو یقین ہوا کہ اب ڈوبی
خدا کی یاد میں مشغول ہوا اور آنکھوں پر پٹی باندھکر سر نیچا کر لیا کہ اب نہیں بچتا بارے فضل
الہی سے تین دن کے بعد کشتی کنارے پر جا لگی حاتم اتر پڑا آنکھیں جو کھولکر دیکھتا ہے تو نہ وہ
دریا ہے نہ وہ کشتی ہے ایک سہانا جنگل نظر آتا ہے مہرہ منہ سے نکالکر پھینک دیا اور آگے
چلا تھوڑی راہ طے کی تھی کہ سواد میں سے کسی گاؤں کیطرف جا نکلا اور کھیت پر ایک بڈھے کو دیکھا
اس سے کہنے لگا کہ یہ نواح کس شہر کا ہے اس نے کچھ جواب نہ دیا اور ٹکٹکی باندھکر دیکھنے لگا
حاتم بولا اے عزیز تو بہرا ہے کہ نہیں سنتا اس نے عرض کی کہ تیری صورت میں
اپنے بادشاہ کی سی پاتا ہوں حاتم نے یہ سنکر کہا کہ تو کون ہے اور کہاں جاتا ہے
وہ بولا اے جوان یہ ملک یمن ہے اور حاتم شہزادہ ہے کہ اسکا باپ طے نام یہاں
کا بادشاہ ہے لیکن شہزادہ کو سنا ہے بس برس ہوے کہ اس ملک سے نکل گیا ہے
ایک مرتبہ اس کی خبر ملکہ زرین پوش سے پہونچی تھی اس سے ہر شخص کو تسکین
ہوئی تھی اسوقت اسکے ماں باپ اور اقربا کا برا حال ہے کہ ہر ایک پر اپنی زندگی وبال
ہے خصوصاً ملکہ زرین پوش کی تو جان پر آبنی ہے دیکھیے اسکی ملاقات ہو دیکھا چاہیے
ہے یا نہ حاتم نے کہا چند روز ہوے تمہارا شاہزادہ راہ میں ملا شاہزادہ خیریت
سے ہے تو میں جا کر سب کی خدمت میں دعا و سلام پہونچانا اور یہ
کہنا کہ حاتم شاہ آباد کی طرف گیا تھا اور یہ کہا کہ اے دہقان میں بہت پیاسا ہوں
تھوڑا سا پانی پلا وہ جلدی سے ایک پیالہ دودھ کا اور ایک چپاتی لایا حاتم
نے نہایت مزے سے پیا اور کہا الحمد للہ شکر ہے کہ بعد مدت کے اپنے ملک کا ...

دیکھا اور یہ نعمت کھائی پھر اوس لشکر روانہ ہوا اور شاہ آباد کو چلا ستھوڑے دنوں میں وہان جا
پہونچا اور حسن بانو کو اپنے آنیکی خبر دی اس نے پردہ کر کے اندر بلا لیا اور ایک
سونیکی کرسی پر بٹھایا کہا اے جوان صد آفرین ہے جو تو آیا بارے کوہ ندا کی خبر کلہ اور وہان

جانا حاتم کا پاس بادشاہ ماہ یار سلیمانی کے واسطے لینے موتی برابر انڈے مرغابی کے

کے بھید سے مجھے آگاہ کر حاتم نے سر سے قصہ شروع کیا اور آخر تک کہہ سنایا حسن بانو
نے کہا سچ کہتا ہے کچھ نشان دکھلا حاتم نے اپنے بائین ہاتھ کے ناخن دکھلائے
اور کہا ایک روز کسی چشمہ آب زلال پر پہونچا اور اسکو دھویا اصلی صورت پر آگیا اور
دوسری نشانی یہ ہے کہ چار دانت دریاے زرین کے پانی سے سونے کے ہوگئے
ہین اور وہ تینون رقمین جواہر کی بھی دکھا دین تب حسن بانو نے بہت سی
آؤ بھگت کی اور کہا نا چیز تکلف منگا کر کہا کہاؤ حاتم نے کہا اسکو میرے ساتھہ کے رفیق
ہین کاروانسرا مین جا کر منیر شامی کے ساتھہ کھاؤنگا وہان سے اٹھکر کاروانسرا
مین آیا اور منیر شامی کے ہمراہ باہم کھانا کھایا اور اپنی سرگذشت مفصل سنائی
اُسنے حاتم کی جوانمردی پر تعریف کی اور بہت سا عذر کیا حاتم نے ایکدن آرام
کرکے حمام کیا اور نئے کپڑے پہن کر حسن بانو کے پاس گیا دربانون نے خبر کی اُسنے
اسیطور سے پردہ کرکے اندر بلا لیا اور کرسی جواہر نگار پر بٹھایا حاتم نے کہا چھٹا
سوال کیا ہے اسکو بھی کہدے تاکہ مین پورا کرون کہا کہ ایک موتی میرے پاس ہے اسکے برابر
کا دوسرا لادے حاتم بولا ذرا مین اُسے دیکھون اُسنے منگوا کر اُسے دکھا دیا حاتم نے کہا
مین چاہتا ہون کہ مجھکو اسکے نمونہ کا حوالہ کر جسکے برابر کا تلاش کرون حسن بانو نے ایک
موتی چاندی کا اسی قدر بنوا کر حاتم کو دیا اسکو لیکر وہ سرا مین آیا اور منیر شامی کو
دکھا کر کہنے لگا کہ حسن بانو اب اتنا بڑا موتی مانگتی ہے مین نے اتنا بڑا موتی اپنی تمام
عمر مین نہین دیکھا خدا جانے کس دریا مین اور کہان پیدا ہوتا ہے منیر شامی نے کہا بھائی
جس جگہ ایسا موتی پیدا ہوتا ہے پہلے اس مقام کو تحقیق کر لو تب جاؤ حاتم نے کہا یہ جتنا
کچھ ضرور نہین مجھکو میرا خدا وہان پہونچا دیگا اتنی مشکلین آسان کی وہ اسے بھی
آسان کرے گا یقین ہے کہ اس دریا پر پہونچتے ہی ایسا موتی لاؤنگا منیر شامی نے
اس بات پر بہت آفرین کی اور کہا کہ چند روز آرام کرو مگر حاتم نے کہا بھائی آخر یہ کام
ہمارے تئین کرنا ہے پھر دیر لگانی کیا ضرور ہے آخر حاتم منیر شامی سے رخصت ہو کر ایسے
ہی موتی کی تلاش مین روانہ ہوا جب حاتم شاہ آباد سے

چھٹا سوال حاتم کے جانیکا اور مرغابی کے انڈے کے برابر موتی لانے کا

پانچ چھ کوس پر جاکر ایک پتھر پر سر بزانو بیٹھ گیا اور دل مین متفکر ہوا کہ ایسا موتی کہان
ملیگا یہانتک شام ہوگئی تھی کہ ایک جوڑا جانورکا طلقہ سفت رنگی کہ جسکے بسیرے کا مقام دریای
قہرمان کے کنارے پر تھا قدرت الٰہی سے وہان ایک درخت پر آبیٹھا مادہ بولی کہ نکو میان
کی آب وہوا خوش نہین آتی اگرچہ ہمارے کہانے پینے کی چیزین طرح طرح کی بہت
ہین مگر یہان سے اڑ چلین نر نے کہا میرا قصد تھا کہ چندروز اس جنگل مین
رہون پر تیرے کہنے سے اپنے وطن چلونگا خاطر جمع رکھ مادہ نے ایکساعت چپ
ہو کہا وہ شخص کون ہے کہ جو اس جنگل مین سر جھکائے متفکر بیٹھا ہے نر بولا یہہ
حاتم یمن کا شہزادہ ہے کیا کرے حق بجانب اسکے ہے جسقدر غمگین ہو بیجا نہین
کیونکہ اسکو مرغابی کے انڈے کے برابر موتی کی تلاش اپنے لیے نہین بلکہ خدا
کے واسطے ہے چنانچہ منیر شامی شاہزادہ حسن بانو پر عاشق ہوا ہے اس نے
احوال اس سے کہا حاتم نے ترس کہاکر اسکے واسطے غربت اختیار کی اور یہ مصیبت
اپنے سر پر لی چنانچہ اسکے پانچ سوال پورے کرچکا ہے اب چھٹے سوال کی باری
ہے اور ایسے موتی کا لانا ہے یہ بیچارہ اس درخت کے نیچے اسی سوچ مین بیٹھا
ہے کہ کدہر جاؤن حقیقت مین بے دیکھے راہ کیونکر چلے اگر تو کہے تو اسکو
بتاووں وہ بولی اس سے بہتر کیا جو انسان پر حیوان کا احسان ہو وہ کہنے لگا کہ
اگلے زمانہ مین کتنے پرندے تیس برس کے بعد دریاے قہرمان کے کنارے پر گئے
تھے ایک موتی شمس شاہ کے ہاتھہ آگیا تھا ہر چند کہ وہ اپنے پاس بہی مال وجواہر
بہت سا رکہتا تہا بلکہ اس نے ایک شہر بہی بڑا بسایا تہا اب ویران پڑا ہوا اتفاقاً
اسی کا خزانہ حسن بانو کے ہاتھہ آیا ہے وہ انڈا بہی اسمین تہا جو اس نے پایا القصہ
جب شمس شاہ قہرمانی مرگیا اور اس کا ملک کسی اور نے لے لیا اسکی جورو حاملہ تھی
وہ موتی محل سے لیکر بہاگ گئی اور ایک جنگل مین جا پڑی پہر دن تہا کہ

دولتمند نے دیکھا انکہ خانہ سے نکلا کہا اسے عزیز تو نے اسکے فرزند بچون کو کہا کہا اس نے
غرض کی خدا اور خلق کی بات یہ ہے کہ میں نے آپ بھی اسکے انتظار میں ہون اگر کہا اسکی
بیکسی پر رحم کرتے ہو تو اسکے حوالے کر دو قیمت مجھ سے پہیر لو اس نے کہا اسے شخص
میں ان سے اپنا جی بہلاتا ہون کیونکہ دو ان کو ئی ہے اور تسلا کہ جب اسکو بھی
رکھون اور وہ بھی میرے پاس رہیں صیاد نے مناسب یہی جانا کہ اسکو بھی پکڑ کر
انہیں میں بند ہوا دے حاصل کلام یہ کہ صیاد نے مکر و فریب سے بندریا کو بھی
پکڑوا دیا جب دہقان نے سنا کہ وہ بھی پکڑی گئی اسکا کہلا بھیجا کہ بندر اور اسکے
بچون سمیت حاضر ہو وہ ان سبھونکو لیے ہوئے زمیندار کے پاس آیا اس نے
دیکھتے ہی بندریا کے بچون کو پسند کیا کہ میرے یہان رہیں تما دو زیادہ کو تم لے جاؤ اسپر
بچون کی جدائی سے بندریا مر گئی بندر اسکے غم میں ہلاک ہوا اے جوان انسان کی جفا کاری
سنی تو نے پھر تیری بات کس طرح باور کرون کتا ہے ایسا ہی سلوک تو مجھ سے کرکے
ایک اور بلا میں ڈالدے حاتم نے کہا اے لومڑی خاطر جمع رکھ میں ان لوگون
میں سے نہیں ہون خدا کی قسم تجھ سے بدسلوکی نہ کرونگا تو میرے ساتھ اس گاؤن
تک چل کہ میں اس شخص سے تیری خاوند اور بچون کو چھڑا دونگا اس بات کو سنکر
وہ خوش ہوئی اور اسکی ہمت پر آفرین کرکے آگے ہوئی حاتم پیچھے پیچھے چل نکلا پہر رات
گئے اس گاؤن کے قریب جا پہونچا حاتم نے کہا اب تو کہیں یہیں چھپ رہ میں بستی
میں جاتا ہون صیاد کو ڈہونڈہ نکالتا ہون وہ کسی جہاڑی میں دبک کر بیٹھ رہی
حاتم صبح تک یاد الہی میں مشغول رہا جب آفتاب نکلا لشکر صیاد کے دروازہ
پر آیا دستک دی وہ نکل کر پوچھنے لگا اے جوان تجھے مجھ سے کیا کام ہے جو ایسا
صبح ہی آیا ہے تو ہمارے گاؤن کا نہیں معلوم ہوتا ہے حاتم نے کہا اے
صیاد مجھے ایک ایسا آزار ہوا ہے کہ جسکا علاج تجھ مسافر سے نہیں ہو سکتا
پر کہا ایک حکیم نے بتایا ہے اگر لومڑی کا تازہ لہو اپنے بدن سے ملے تو
البتہ اچھا ہو جائے اسواسطے میں تیرے پاس آیا ہون تو اکثر لومڑیون اور گیدڑون کا

پھنکار کرتا ہے اگر تیرے پاس لومڑی کے تین چار بچے ہوں تو مجھے دے اور انکی
قیمت جو چاہے سو لے صیاد نے کہا کہ سات لومڑیاں مین نے پکڑی ہین تجھے
جتنی درکار ہون ان مین سے پسند کرے یہ کہکر ساتون حاتم کے روبرو لے آیا
اسنے سات دینار دیکر ساتون کو لے لیا اور جنگل مین لاکر چھوڑ دیا بچے چھوٹتے ہی اپنی
ماں کے پہلو سے جا لگے وہ ان کو پیار کرنے لگی نر کا غیر حال دیکھکر حاتم سے بولی
کہ آج میرے سر کا تاج ڈہلا جاتا ہے خاوند میرا بھوک پیاس سے مرا جاتا ہے اگر
آپ علاج کیا چاہیں تو اغلب ہے کہ آدمی کا لہو اسکے منہ مین ٹپکانے سے ابھی توانا ہو
جائے حاتم بولا کہ مجھکو آدمی سے کیا دشمنی ہے جو حیوان کے واسطے اسے مارون اگر
تجھکو آدمی کا لہو درکار ہے تو کہہ کس جگہہ کا چاہتی ہے کہ ابھی حوالے کردون
اس نے کہا کہین کا ہو مگر گرم ہو حاتم نے چاقو نکالکر بائین ہاتھہ کی فصد ہفت اندام
کہولی اور کہا اے روباہ جتنا لہو درکار ہوے وہ اپنے نر کو اس کے پاس لے گئی
اور کہا جسقدر اوسکے منہ مین ڈالو گے عین مہربانی ہے حاتم نے اس کے کہنے
کے موافق اپنا لہو پلایا کہ اسکا پیٹ بھر گیا تب حاتم نے ہاتھہ پر پٹی باندہی
اور کہا اے روباہ اب تو مجھسے راضی ہوئی لومڑی بچون سمیت اسکے پاؤن
پر گر پڑی حاتم اسکو دلاسا دیکر آگے بڑہا جب بھوک لگتی تھی تب جنگل کا
میوہ کہا لیتا تھا اور پیاس مین وہین ندی نالہ کا پانی پی لیتا تھا ایک مدت
کے بعد کسی جنگل مین پہونچا آفتاب کی تپش اسقدر ہوئی کہ مارے پیاس
کے بیتاب ہو گیا ہر طرف پانی ڈہونڈہنے لگا ایک چشمہ برف سا سفید دور سے
نظر آیا حاتم اشتیاق سے بے اختیار اسکی طرف دوڑا جب نزدیک پہونچا
کچھہ دیکھا مگر ایک سانپ سفید گنڈلی مارے بیٹھا ہے چاہتا تھا کہ پھر جاوے
وہ بولا اے جوان منہ کیون پھیر چلا تو یہان کس کام کے واسطے آیا حاتم نے جو
اسکو باتین کرتے دیکھا گھبرا کر کہنے لگا اے بندۂ خدا مین شدت سے پیاسا
تہا دور سے تیرے رنگ کی سفیدی پانی کی طرح جو نظر آئی ادہر چلا آیا ہون

کہ پھر ایسا خیال خلاف بار دیگر دل میں ہرگز نہ لاؤنگا میرا حق گواہ ہے حاتم نے اوٹھکر
غسل کیا اور کپڑے پاکیزہ پہنے اور پریزاد کے حق میں دعا کی اسکی دعا درگاہ الٰہی میں
مستجاب ہوئی حاتم اگرچہ قوم یہود میں سے تھا پر خدا کو واحد جانتا تھا چنانچہ مرنے
کے وقت اپنے اقربا سے کہا تھا کہ ہماری قوم نے گمراہی میں راہ نکالی ہے
تھوڑے دنوں کے بعد پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہونگے
میرا راستہ ہو وہ لوگونکی ہدایت چاہینگے تم میرا سلام ان سے کہکر کہیو کہ
وہ میرے حق میں دعا کریں لوگوں نے کہا ہم اسوقت تک رہیں گے تو
پھر اسلام پہونچا ہینگے یا ہماری تمہاری اولاد میں سے کوئی رہیگا حاتم بولا
میں خوب جانتا ہوں کہ کوئی میری اولاد میں سے ایمان لاویگا اور میرا اسلام ادب
سے پہونچائیگا جب حضرت کا زمانہ آیا حاتم کی اولاد میں سے ایک لڑکی نبی طے کی
ساتھ قید آئی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ان میں سے
ایمان نہ لاوے اسکی گردن مارو اس لڑکی نے فریاد کی اے مومنو میرا اسلام حضرت سے
عرض کرو ایک لڑکی اولاد حاتم میں سے اس گروہ میں ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو کیونکہ وہ مرد سخی کی اولاد سے ہے لوگوں نے کہا کہ جناب
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے آزاد کیا وہ لڑکی بولی حاتم کے خاندان
کی مروت سے بعید ہے کہ آپکو چھوڑا کر اور اپنی قوم کو ہلاکت میں ڈالے بہتر ہے
جو ان کا حال ہو وہ میرا حال ہو لوگوں نے عرض کی کہ حضرت وہ اپنی قوم سے جدا
نہیں ہوتی سرور کونین نے فرمایا کہ حاتم مرد سخی تھا سب کو آزاد کیا جب اس
لڑکی نے اپنی قوم سمیت رہائی پائی حاتم کی وصیت یاد آئی اور کہا کہ
سبکو حضور عالی میں لے چلو جب سب کے ساتھ پہونچی آداب بجا لائی حاتم کا
سلام عرض کیا اور مسلمان ہوئی بلکہ ساری قوم اس لڑکی کے ساتھ ایمان لائی
غرض حاتم کی دعا کا قبول ہونا اس پریزاد کے حق میں اس سبب سے تھا کہ سرور انبیا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن اسکے حق میں عنایت کریں گے آخر الامر

سب پریزادون کے پیٹ نکل آئے اور وہ بہی اپنی صورت اصلی پر قائم رہا اسنے حاتم
سے پوچہا کہ صاحب آپ یہان کس واسطے آئے ہین اور کہان جائینگے حاتم
نے کہا اب تو مین شاہ آباد سے آیا ہون اور برزخ سوداگر کے جزیرہ کو جاؤنگا یہ
کہکر وہ چاندی کا موتی جو بطور نمونہ کے لایا تہا دکہایا یہ سنکر شمس شاہ نے کہا
سچ ہے اس جوڑے کا جو موتی اعلی ہے اس جزیرہ کے بادشاہ کے پاس
ہے لیکن اسنے شرط کی ہے جو کوئی اسکی پیدائش کا حال بیان کرے اپنی بیٹی
سمیت اسکے حوالے کرونگا تو کیونکر وہان پہنچ سکیگا کہ راستے مین بہت
سی آفتین ہین حاتم نے کہا خدا نگہبان ہے بادشاہ نے فرمایا خاطر جمع رکہ مین
ایسے پریزادونکو تیرے ساتہہ کر دونگا کہ وہ تیرے مددگار رہینگے یہ کہکر
پریزادون کو ارشاد کیا اے عزیزو اسکے طفیل سے تمنے ایک بلای عظیم سے
نجات پائی ہے تم اس مہم مین اسکا ساتہہ دو انہون نے کہا ہم جان و دل سے
حاضر ہین جو حضور سے حکم ہوگا بجا لائینگے بادشاہ نے کہا کہ تم اسکو جزیرہ برزخ
مین پہونچا دو انہون نے تامل کیا بعد توقف عرض کی کہ اس جزیرہ مین پہونچانا
مشکل ہے کیونکہ ایسے ایسے دیو راستے مین ہین جو کہ ہمین جیتا ہی نہ چہوڑینگے اگر
جہان پناہ بہی ادہر کا قصد کرین تو بہی لڑائی ہوگی مگر اسکے لوگون سے سر انجام
نہوگا بادشاہ نے فرمایا کہ اس جوان کا احسان بربادنہو اسباتکو سنکر پریزاد
کمر ہمت باندہکر بولے کہ اس جوان کو آپکے اقبال سے ہم پہونچا دینگے جو راہ
مین خلل واقع ہو تو جہان پناہ مدد کرین بادشاہ نے اسباتکو قبول کیا تب وہ ایک
اڑن کہٹولا لائے حاتم کو اس پر چار پریزادون نے پائے پکڑے غرض
اس صورت سے آسمان کی طرف روانہ ہوئے تین راتدن چلے چوتہے دن
جس جگہ دیو رہتے تہے پریزادون نے بہوکے سے اڑن کہٹولا اتارا اور آپس مین
کہا کہ تین دن سے کچہ کہانا نہین کہایا بہتر ہے کہ گہڑی دو گہڑی آرام کرین اور
کچہ کہائین پئین اسباتکو سنکر حاتم نے بہی کہا مختار ہو جو مناسب جانو کرو

پریزاد متفق ہوکر ادہر ادہر چلے گئے ایک پریزاد حاتم کے پاس کہڑا رہا اتنے مین کئی دیو شکار
کہیلتے ہوے ادہر آ نکلے کیا دیکہتے ہین کہ ایک آدمی کٹہولے پر بیٹہا ہے اور اس کے
پاس پریزاد کہڑا ہے دو چار ہزار تو کٹہولے کی گرد ہوگئے چہہ سات ہزار غل مچانے
لگے کہ یہ آدم زاد کہان سے آیا ہے وہ پریزاد دیوون کو دیکہکر ڈرا چاہتا تہا
کہ حاتم کو چہوڑکر بہاگ جائے کہ چار دیو اس سے لڑنے لگے دو تین کو اُس نے
مارا آخر پکڑا گیا پہر وہ دیو پریزاد سمیت حاتم کو اپنے گہر لے آئے اور پوچہا
کہ اس آدمی کو کہان سے لایا ہے اور کہان لیے جاتا ہے اس نے کہا یہ جوان یعنی
شمس شاہ کا ایک بڑا دوست ہے اسکو نہ ستاؤ نہین تو خراب ہوگے انہون
نے کہا بادشاہ تو ایک مدت سے غائب ہے اسکا حال کچہہ معلوم نہین اب
کہان سے پیدا ہوا پریزاد نے تمام ماجرا بیان کیا دیوونکی سرداری سرپہنچا کیا
اور کہا کہ اس آدمی کو کنوئین مین قید کرو رات کے وقت کہانیکے بعد کہاؤن گا
انہون نے وہی کیا چہوٹون پریزاد جو انکو چہوڑکر قوت کی فکر مین گئے تہے اس درخت
تک پہنچے آئے تو کیا دیکہتے ہین کہ دو تین لاشین دیوونکی پڑی ہین نہ حاتم ہے نہ
پریزاد نہایت حیران و پریشان ہوکر آپس مین کہنے لگے کہ یہ دیو کسنے دیکہے
ہین انہون نے کہا کہ کوئی نہ کوئی دیو ان کشتون کو اٹہانے آئیگا اتنے مین جو
غور سے دیکہا تو ایک کو سسکتا پایا اسکے منہ مین تہوڑا پانی چوایا آنکہین اسنے کہولدین
تب انہون نے پوچہا تیرا ٹہکانا کہان ہے اسنے کہا مین مقرنش کے دیوون مین
سے ہون ایک پریزاد کی ہاتہہ سے میرا یہ حال ہوچکا ہے پر اسکو بہی ایک آدمی
سمیت دیو پکڑکر اپنے ملک مین لیگئے پریزاد اس دیو کو لیکر اڑے اور بادشاہ
کی درگاہ مین داد چاہی اس نے کہا کہ دیکہو تو اپنے کسنے ظلم کیا ہے وہ جوان
یعنی جسکے ساتہہ وہ گئے تہے وہ کہان ہے انہون نے آداب بجا لاکر عرض کی
جہان پناہ ہم دو تین رات دن جو ہم چلے جاتے تہے نہایت بہوک پیاس
سے ماندگی نے غلبہ کیا اس سبب آدمی زاد کو ایک درخت کے نیچے بٹہایا اور ایک

پریزاد کو اُسکے پاس چھوڑ کر قوت کی تلاش مین گئے ایک آن کے بعد آنکر جو دیکھا تو پایا کہ
کئی دیو کشتہ دیکھے حیران ہوئے کہ ان کا احوال کس سے پوچھین اتنے مین اس دیو کو
جو تامل سے دیکھا تو ادھموا پایا اسکے منہ مین تھوڑا پانی ٹپکایا بارے یہ ہوشیار ہو
اُٹھ بیٹھا اسکے ساتھی انکو پکڑ کر اپنے بادشاہ کے پاس لیگئے ہین ہم بھی یہ دیکھکر
حضور مین سلے آئے آگے جو ارشاد ہو بادشاہ نے فرمایا اسکو ہماری روبرو لاؤ وہ
آئے پھر ارشاد کیا کہ مقرلس ابتک کیا جیتا ہے ہمین کیا ہوگیا اس نے عرض کی
کہ جہان پناہ آپ ایک مدت سے غائب تھے آج ان پریزادون سے آپ کی خاطر
ہونیکا حال معلوم ہوا لیکن مجھے اعتبار نہ تھا اب جانا یہ سچے ہین بادشاہ نہایت
پر غضب ہوا اور تین ہزار پریزاد لیکر اسکے ملک مین دوڑا اور کئی جاسوسون سے
کہا کہ مقرلس کی خبر لاؤ وہ کہان ہے وہ سنتے ہی ایک دم کے بعد عرض کرنے لگے کہ
فلان جنگل مین شکار کھیلتا ہے بادشاہ سر پر جا پہونچا بہت سے دیونکو مارا آخر
مقرلس اپنے همراہیون سمیت گرفتار ہوکر حضور مین آیا بادشاہ نے فرمایا ای کافر تو نے
کیا یہ سمجھا تھا کہ اگر اسکے علاقہ مندونکو پکڑ کر قید کرونگا تو بادشاہ کب جیتا چھوڑیگا
اسی مین خیر ہے کہ اس آدمی کو جلد حاضر کر وہ بولا کہ آدمی کو دیو کب جیتا چھوڑتے ہین
یہ بادشاہ نے طیش کھا کر کہا کہ اے روسیاہ حضرت سلیمان نے تمکو منع کیا تھا کہ آدمیون
کو نہ ستانا اور کیا یہ قول نہین دیا تھا کہ ہم انکو ایذا دینگے اور نہ کہا مانینگے دیونے کہا وہ بات
حضرت سلیمان کے ساتھ گئی بادشاہ مارے غصہ کے کانپنے لگا اور کہا کہ جلد لکڑیون کا
انبار لگاؤ اور اس کافر کو همراہیون سمیت جلادو مقرلس نے جب دیکھا کہ اب کچھ
بس نہین چلتا اور یہ بغیر جلائے نہین رہتا کسی طرح بالفعل اسکے ہاتھ سے
چھوٹئے پھر آگے سمجھ لینگے اسی سوچ مین تھا کہ بادشاہ نے کہا ای ظالم اس
آدمی کے ساتھ مجھے نہایت الفت ہے جو اسکو صحیح وسلامت میرے حوالے
کرے تو میرے تیرے کچھ کدورت نہین کسی طرح کا تو اپنے جی مین کچھ اندیشہ مکر
والا جان سے مارونگا مقرلس نے کہا حضرت سلیمان کی قسم کہا تب اسنے حاتم کو

پہنا دسمیت حاضر کو دیا شمس بادشاہ نی کہا ہمارے نزدیک اس ملعون مقرنس کے
تئین چہوڑنا مناسب نہین جلد اسی شہ ارین رکہکر آگ جلا دو یہ سنتے ہی مقرنس کو
دیوون سمیت آگ مین جلا دو وہ پکارا کیون صاحب تم نے قول کیا کیا تہا بادشاہ نے فرمایا
اے دنیا باز ہرگاہ تو قول دیکر پہر گیا خدا سے نہ ڈرا اگر مین نے تجہہ سے بدعہدی کی
تو کیا تعجب ہے اسکے سوا تو فتنہ انگیز ہے تیرا جلانا بہتر ہے حاصل کلام یہ کہ دیوون
سمیت جلا دیا اور چہوٹے بہائی کو وہان متعین کرکے فرمایا کہ اس ملک سے خبردار رہو
پہر حاتم سے پوچہا اب آپکا کیا ارادہ ہے اسنے کہا وہی جو مین نے پہلے کہا تہا
بار بار کہنے سے کیا فایدہ جسطرح سے ہو سکے مجہکو اس جزیرہ مین جانا اور اسکی خبر
لانا ہے تب بادشاہ نے اپنے لوگون کو فرمایا کہ اے عزیزو تم مین جو کوئی پیر
سال خوردہ ہوا اسکے ساتہ جاے اور وہان پہونچا آوے یہ سنکر چار پیر زادے ہم
اور جمع ہوکے اوٹہ کہڑے ہوے کہ یہ خدمت ہمارے ذمے ہے آخر انکو ساتہ کر بادشاہ
نے نہایت مہربانی فرمائی اور حاتم کے ساتہ رخصت کیا وہ سب اڑن کہٹولے پیر
اڑتے رات دن چلے جاتے تہے جب بہت بہوکے پیاسے ہوتے تہے تو محفوظ جگہ
دیکہکر اتر پڑتے تہے کچہہ کہا پی لیتے تہے اس صورت سے پندرہ روز تک
برابر چلے جاتے تہے سولہوین دن شہر بنیاد آنکر پہونچے آواز آئی
ایک پیر زادہ خوشرو نے برزخ کی بیٹی پر عاشق ہوکر اپنا مسکن کیا تہا اور اسکے
فراق مین ڈاڑہین مار کر روتا تہا اتفاقاً اسکی آواز سنتے ہی حاتم بے اختیار ہوکے
پوچہنے لگا اے عزیز اس درد سے کیون روتا ہے اور اس جگہہ اس حالت اضطراب
مین کیا تو یہ نوحہ زاری کرنے کا سبب ہے کہ جس سے سننے والے بہی بیہوش
ہوجاتے ہین یا خفا ہوتے ہین اس نے آنکہہ اوٹہا کر دیکہا کہ ایک آدمی نہایت حسین
خوبصورت کہڑا ہے بولا اے شخص تو یہان کہان سے آیا حاتم نے کہا
مین آدمی ہون اور نہایت تکلیف اوٹہاکر مرغابی کے انڈے کے برابر ایک
موتی ڈہونڈہتا پہرتا ہون کیونکہ مینے تمام جہان مین اسکی تلاش کی

پر کہین موتی کا پتہ نہ چلا آخر قدرت خدا سے مجکو معلوم ہوا کہ موتی جزیرہ برزخ
کے بادشاہ ماہرو پری شاہ کے پاس ہے وہ اسبات کو سنکر ہنس پڑا اور کہا
یہ امر محال ہے اس لئے کہ وہان کا بادشاہ کچہہ رکہتا ہے اور ہر ایک سے
پوچہتا ہے کوئی اسکا جواب نہین دیسکتا ہم عہدہ برآ نہین ہو سکتے اور تو
آدم زاد ہے حاتم نے کہا خدا قادر ہے تو اپنی حقیقت کہہ اس حال سے کیون پڑا
ہے پریزاد نے کہا مین اس جزیرہ کے بادشاہ کی بیٹی پر عاشق ہون اور میرا نام
شہزادہ مہر آور بن طومان ہے ایک دن مین مجلس مین بیٹہا تہا کہ کسینے اسکے
حسن کی تعریف کی مین بیخود ہو گیا آخر غلبۂ عشق سے ماہرو پری شاہ کے پاس ہو کے
شاہزادی کی درخواست کی اُسنے موتی منگوا کر میرے سامنے رکہہ دیا اور پوچہا کہ
یہ موتی کس دریا کا ہے مین نے پیدائش بیان کرنی مین اپنی لاعلمی بیان کی اسنے کہا
اسے باہر نکلوا دو اسوقت وہ آفت جان اور غارتگر ایمان کوٹہے پر جلوہ گر تہی میری نگاہ
اسپر جا پڑی نیم بسمل تو آگے ہی سے ہو رہا تہا مر ہی گیا جب مین نے دیکہا کچہہ پیش نہین
ہو سکتی پہاڑ پر آکر پڑا غیرت کے مارے اپنے ملک مین نہ گیا تمام دن گریہ و زاری
اور شب کو اختر شماری مین کٹتی ہے نہ جان جاتی ہے نہ جانان سے ملاقات ہوتی ہے
حاتم نے سنکر کہا تو خاطر جمع رکہہ اگر وہ موتی لونگا تو موتی والی تجہے دونگا اے
پریزاد مین اس موتی کی پیدائش سے آگاہ ہون تو دیکہیگا کہ تیری سعی کس طرح
اسکا احوال بیان کرتا ہون پری زاد نے کہا مجہے باور نہین آتا تو کیا کہتا ہے حاتم
بولا اللہ گوہر صدف نہین ہے اور وہ جزیرہ بہی آگے آدمیون سے آباد تہا
انہین کے تصرف مین تہا پورا حال وہان کہونگا میرے ساتھ چل پریزاد یہ بات
سنکر حاتم کو کچہہ سچا جان کر اوٹہکر ساتھ ہو لیا حاتم نے ان چار پریزادون سے
پوچہا کہ تم مین اتنا زور ہے کہ ہم دونو کو اس کہٹولے پر بٹہا کر لیجاو تو آگے ہم
اٹہیے جار ہون تو بہی لیجائین مطلق نہ گہبرائین یہ سنکر وہ دونون کہٹولے پر
جا بیٹہے وہ پری زادے اوڑ چلے راہ مین ایک کالے دیو کا باغ تہا جب ان کا گذر ادہر

سے ہوا وہ بیٹھا سیر کر رہا تھا اسکی نگاہ اسپر جا پڑی کئی دیوؤں کو حکم دیا دوڑو
گھوڑے سمیت ان پریزادوں کو میرے پاس لے آؤ اسی وقت تھا کال کے پاس
لے آئے اسنے پریزادوں سے پوچھا کہ آدمی کو کہاں سے لائے ہو اور کہاں لئے
جاتے ہو انہوں نے کہا شمس شاہ بادشاہ کے ملک سے آتے ہیں وہ بولا کہ وہ
ایک مدت سے غائب ہے اور اسکا ملک سایوں سے آباد ہے پریزادوں نے کہا
سچ ہے لیکن اس آدمی کی دعا سے وہ اپنی صورت اصلی پہ آیا ہے ہم سب بھی اپنے
پروبال سے درست ہو گئے دیو نے کہا اب کہاں جاتے ہو وہ بولی جزیرہ برزخ
کو پھر اسنے پوچھا پریزاد کون ہے مہر آور اور آپ ہی بولا تو مجھے بھول گیا میں مہر آور
بادشاہ طوفان کا بیٹا ہوں اُسنے کہا اے شہزادے تجھکو آدمی سے کیا کام پڑا اپنے
راد ے میں سمجھ کہ نہیں سکتا کیونکہ تو باہر پریزاد کی اولاد سو ہے یہ کہکر
حاتم کو گھوڑے سے کھینچ لیا مہر آور بولا اے دیو حضرت سلیمان سے جو قول کیا تھا وہ
بھول گیا اُسنے جواب دیا اب وہ کہاں ہیں جو ہم اسیر رہیں میں اسکو نہ چھوڑونگا
منہصر سلونا کر دونگا مہر آور نے دیکھا کہ دیو آدمی کو دیکھکر بھول گیا پریزاد اور فریب دیا
چاہیے بولا اے تھاکال اس آدمی کے کھانے سے کیا فائدہ میں آدمی تجھکو دونگا
جو میرے قول پر رہیگا اور اس آدمی کو میرے حوالے کر کیونکہ میرا کام اسکے سبب سے
سر براہ ہوگا دیو نے کہا اے شہزادے میں تیری خاندان سے توسل رکھتا ہوں
اسکو میرے پاس چھوڑ جا اور جو تو کہتا ہے اسے کر دکھا تو میں اسکو تیرے حوالے کر دوں
شہزادہ نے کہا کہ مجھے علاج نہیں ہو سکتا ناچار ہو کر کہا کہ یہ آدمی میرا بڑا آشنا ہے چاہیے
کہ تو اسے کسی جگہ بخوبی رکھے اگر اسکو کچھ بھی ایذا پہونچیگی تو مجھ سے لڑیگا اسنے کہا جو مکان
تجھکو پسند ہو وہیں چھوڑ جا الغرض اُسنے ایک باغ کو پسند کر کے اُسمیں چھوڑا اور اس
سے کہا کہ تو اپنے دیوؤں سے کہدے کہ اسکی نگہبانی بخوبی کریں میں دو تین آدمی
تیرے واسطے لے آتا ہوں وہ بولا بہت بہتر آخر شاہزادہ ان چاروں پریزادوں
سمیت کسی جنگل میں آیا اور ایک کونے میں بیٹھکر مشورہ کرنے لگا آخر

اپنے ملک میں جا کر فوجیں لاؤں تو دیر لگیگی دیو دہ طلب جائیگا وہ ملعون اسے مقرر
ایذا پہونچاویگا صلاح یہ ہے کہ گھات میں لگے رہیں جب دیو انکو غافل پائیں
اسکو لیکر ہوا ہو جائیں اغلب ہے کہ صبح ہوتے ہی ساٹھ ستر کوس نکل جائینگے پھر
ہمیں کون پائیگا ان پریزادوں نے اس مصلحت کو پسند کیا اور گھات میں ایکطرف
کو لگے رہے چونکہ دیووں نے جی میں کہا پریزاد آدمی کو چھوڑ کر تھوڑی ہی لیجائینگے
ورنہ اسکے پر ہیں جو آپ سے اڑ جائیگا اس گمان سے انہیں سے کچھ شکار کے
واسطے گئے اور کتنے ہی چرندے پرندے مار کر لے آئے آخر ان کو سب نے بھون
کھایا اور شراب غفلت سے مست ہو کر آدھی رات گئے باغ کے دروازہ میں
قفل دیکر پاؤں پھیلا کر سو رہے پھر یہ کوئی نہ سمجھا کہ مہرآور چار فرشتے لیے جان
کی گھات میں ہو رہا ہے القصہ دیو انکو غافل پاکر حاتم کو کھٹولے سمیت لیکر
آسمان کی طرف ہوا ہوئے سورج نکلتے نکلتے باغ سے سو کوس پر نکل گئے دن
چڑھا ایک محفوظ جگہ دیکھکر اتر پڑے کچھ ناشتا کر کے سو رہے دیو انکو اسبات کی خبر نہ
تھی کہ قیدی کو کون لیگیا ہے خاطر جمع سے بیٹھے چوکی پہرا دیا کیے اور وہ پریزاد حاتم کو
لیکر رات دن چلا کیے جہاں محفوظ جگہ نظر پڑتی وہاں دم لیتے جب وعدہ تک گیا تب
مہاکال نے کہا وہ پریزاد جس آدمی کو چھوڑ گئے ہیں سے آؤ جو ہیں دیو باغ میں آئے
اور جب اسکو نہ پایا مہاکال کو خبر دی وہ غصہ ہو کر اس باغ میں آیا دیووں کو بلا کر
کہا اے کمبختو میں مقرر تم ہی نے اسکو کھایا ہے دیکھو کیا مزہ چکھاتا ہوں یہ کہکر دیووں کو قید کیا
اور غیب مارا انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی قسم کھا کر عرض کی کہ ہمنے اسے ہاتھ
بھی نہیں لگایا کھانا تو ایکطرف مہاکال نے کہا جھوٹے ہو مجھے باور نہیں ادہر وے پریزاد
حاتم سمیت دریای قہران پر پہونچے اتفاقاً مہاکال کا ایک لڑکا بھی اسکے جزیرہ میں
گیا تھا انکو پہچان کر اڑ پڑا چاہتا تھا کہ حاتم کا ہاتھ پکڑ کر ہوا پر اڑا لیجاوے پس شہزادہ
مہرآور نے ایک ایسی تلوار ماری کہ دیو کا بازو الگ ہو گیا اس نے کہا کہ ابھی
اس پردہ کے دیووں کو خبر کرتا ہوں کہ کئی پریزاد ایک آدمی کو لیے جاتی ہیں

دیکھو کیسا بدلہ لیتا ہوں مہرآور نے یہ سنکر کہا کہ تو کس بچ دہ کا رہنے والا ہے وہ بولا جہال کا
کے دیوؤں میں سے ہوں شہزادہ نے فرمایا جا اپنے ماکال سے کہہ کہ میں آدمی کو
لئے جاتا ہوں خبردار رہ اگر ادہر سے پہرونگا تو تیرے شہر کو تاخت و تاراج کرونگا
یہ سنکر دیو ہوا ہو گیا پہر اسکو بہی پہ پریزاد سب تو چلے اُڑے اتنے میں ایک جنگل کے
قریب جا پہونچے اور حاتم سے کہا کہ ہماری حد تمام ہو چکی آگے جا نہیں سکتے ہم کو
رخصت کرو مہرآور بولا اے جوان میں تیرا ساتھ ہرگز نہ چھوڑونگا حاتم نے کٹہولے
سے اتر کر چارونکو رخصت کیا اور کہا مجھکو منظور نہیں جو میرے باعث سے ایذا پہونچے
مگر اتنا دریافت کرتا ہوں کہ اس جنگل سے گذر کیونکر ہوگا انہوں نے کہا آگے تو پریزاد
بہی اس طرف نہ جا سکتے تھے کیونکہ دیو انکو ستاتے تھے بلکہ جان کے خواہاں ہوتے
تھے چنانچہ ایک دن پریزاد جمع ہوکر دیوؤں سے لڑے طرفین سے ہزاروں مارے
گئے مردم آزار ایذا دہندہ لوگ بہت ہیں حاتم نے کہا اگر میں دیو بنکر اس جنگل سے
چلوں تو تو راہ کیونکر طے کریگا مہرآور بولا میں تمام دن ہوا پر اڑونگا رات کو جہاں تو
اترےگا میں بہی اتر پڑونگا تب حاتم نے لال پر جانور کا زبانکے تلے رکہا اور پہنچتے ہی اسکے بہی
پر آکر کہولکر بدن پہ ملی وہیں دیو کی صورت ہوگیا جنگل طے کرنے لگا
غرض تمام دن چلتا شام کو رہ جاتا وہیں مہرآور بہی ملتا ایک دن مہرآور نے پوچھا
اے حاتم یہ کس جانور کے پر ہیں اس نے کہا جیسے اس سے پیدا ہونیکی حقیقت
اور جس صورت سے ایک موتی ماہ یار کے ہاتھ لگا تہا اسکی کیفیت سنائی کہا کہ
ہیں اے مہرآور جب میں شاہ آباد سے نکلا تہا نہایت متفکر تہا غرض ایک درخت کے
نیچے شہر کر سر نہوڑا کے بیٹہہ گیا کہ ایک جوڑا خوشرنگ جانور کا اس درخت پر آ بیٹہا مادہ
نے پہلے تو اس جنگل کی آب پہ آکر اپنے نر کے سامنے پڑا اٹہا پہر دریاے قہرمان کا
ماجرا بیان کرکے میرا احوال پوچھا کہ یہ کون ہے اس نر نے میری سرگذشت اور
موتیونکی پیدایش کی صورت اور ان کے ناپید ہونیکی صورت جسطرح یہ انڈے
ہیں بیان کی اور کہا کہ میں اپنا مفصل احوال ماہ یار سلیمانی کے روبرو کہونگا تو سن لیجیو

الحاصل سارا ماجرا اُسنے اس لیئے نہ کہا کہ مبادا آگے چلا جاوے مین اپنا کام کرنے مین محروم رہجاؤن غرض مہرآور کے اتنے احوال سے خاطر جمع ہو گئی کہ میرا کام بھی اسی کی بدولت ہوگا اسکے ابحاتم تو آگے چلا اور مہرآور آسمان کیطرف اڑا غرض رات کو تو ایک جا ہوتے اور دن کو اپنے اپنے طور پر راہ طے کرتے ایک رات کا ذکر ہے دونون خوش فضا جگہ مین سور ہے تھے کہ ملوک ساز کے دیوؤن مین کا ایک دیو آپہونچا اس نے دیکھا کہ ایک تو ایک پریزاد پاس سوتے ہین اس نے جا کر اور دیوؤن سے خبر کی جب وہ آئے دیکھکر آپس مین کہنے لگے کہ اسکو اپنے بادشاہ کے پاس لیجانا چاہیے انمین سے ایک نے کہا کیا فرد رہو ہمارے مجرم نہین ہین اور انہون نے کچھہ تقصیر نہین کی ہے یہ کسی پیر دی مین کسی کام کو جاتی ہین رات کا وقت دیکھکر سو رہے ہین لیکن پریزاد فی الحقیقت جاگتا تہا اسنے انکی باتین سنین دیوؤن نے کہا انکو جگا کر پوچھئے شاید برزخ کے پردہ کے ہون ایک دیو نے کہا اگر وہین کے ہین تو تمہین کیا دوسرے نے کہا بادشاہ ملوک کہتا تہا کہ بہت دنون سے پردہ برزخ کی خبر نہین ہے مگر تجھے اسکا ڈر نہین جو ایسی بات کہتا ہے اگر کوئی یہ بات جا کر بادشاہ سے کہدے کہ اسطرح سے ایک دیو اور ایک پریزاد سوتے تھے اور بادشاہ تم سے کہے کہ تمنے حضور مین خبر نہین پہونچائی اسوقت کیا حال ہوگا آخر دونون کو جگا دیا حاتم نے کہا کہ ایک آدمی برزخ کے جزیرہ کو جاتا ہے اس کی خاطر سے شمس بادشاہ نے لمقرلنس کو تو جلا دیا اور اسکا ملک چھین لیا ہم اس کو تلاش کر کے بادشاہ کے پاس لیجائینگے دیوؤن نے پھر پوچھا کہ پریزاد کس پردہ کا ہے حاتم نے کہا پردہ طومان کا ہے یہی خبر لیے جاتا ہے کہ شمس بادشاہ پیدا ہوا اور مقرلنس کو مار کر اُس نے اسکا ملک لے لیا ہے یہ سنکر بولے تم آرام کرو ہم اسے ڈھونڈہنے جاتے ہین غرض اسے راستہ بتا کر آپ راہ لی بعد تین روز کے دریا پر پہونچے مہرآور نے کہا دریائے قہرمان یہی ہے حاتم نے دیکھا اس کا ادہر کنارہ نظر نہین آتا موجین آسمان کو پہونچ رہی ہین اور آبی جانور

کنارے پر لوٹ رہے ہین اور ہزارون پرندے رنگا رنگ کے پہاڑ دن اور راتون
پر کلیلین کر رہے ہین یہ قدرت الٰہی کا اور بھی قائل ہوا پھر گھبرا کر مہر آور سے کہنے
لگا کہ بھائی ایسے دریا کے پار کیونکر ہو نکلے مہر آور بولا سچ ہی تیز پرندے کی بھی
مجال نہین کہ سات روز مین اس کے کنارے پر پہونچے چنانچہ مین پریزاد ہوکر
نہین اڑ سکتا حاتم نے کہا کچھ ہو ہمین بھنوخ کی جزیرہ مین جانا ہی مہر آور بولا اگر
چند روز یہان ٹھہرو تو پار اترنے کی تجویز کرون حاتم نے کہا اچھا مہر آور بولا کہ یہان
سے کئی کوس پر ایک میدان ہے وہان کی بادشاہت شمسان بادشاہ کرتا ہے
اسکے پاس بہت عمدہ دریائی گھوڑے تیز رفتار ہین حاتم اور مہر آور ایک ہفتہ کے
بعد وہان پہونچے اور بادشاہ سے ملے بادشاہ نے ان کے آنے کی کیفیت دریافت
کی اور مہر آور نے کہا مجھکو گھوڑونکی ضرورت ہی اگر مرحمت فرمایئے تو عین توجہ ہے
پھر وہ بولا کہ تم کہان سے آتے ہو کہا پردہ طومان سے بادشاہ بولا مین تجھے
پہچانتا ہون اغلب ہے کہ مہر آور طومان کا شہزادہ ہی تنہا آنے کا کیا سبب
سنے اس نے کہا سچ کہتے ہو لیکن مین ایک بلا مین گرفتار ہون اس لئے مین جزیرہ
ہون اتنی مدد کرو تمہارا احسان تمام عمر نہ بھولونگا شمسان اٹھکر بغلگیر ہوا اور
اپنے پہلو مین لے آیا اور کہا سب کے سب گھوڑے حاضر ہین قصہ مختصر دو
گھوڑے ہوا کے اڑنے والے مہر آور کے حوالے کیے شاہزادہ گھوڑون سمیت
حاتم کے [illegible] مین آ پہونچا اور کہا اٹھو جلد سوار ہو حاتم وہین ایک گھوڑے پر چڑھ
بیٹھا [illegible] سوار ہوکر کہنے لگا خبردار اس کی باگ نہ چھوڑنا اڑتا ہے
[illegible] حاتم [illegible] مین خبردار ہون الغرض دونون لڑکا کر ہوا ہو گئے کئی دن کے
بعد بھوک پیاس کی شدت ہوئی پریزاد نے کہا میرے پاس تھوڑا سا میوہ اور
ایک صراحی پانی موجود ہے چاہو کہا پی لو حاتم نے دو چار دانے میوہ کے
کھائے اور پانی پیا قدرے توانائی آئی پھر سنبھل بیٹھا چند روز کے بعد
کنارہ نظر آیا کہا بھائی باگ ڈال دو گھوڑے زمین پر اتر پڑے حاتم نے کہا

اے مہر آور ہمنے سنا ہے کہ جزیرہ برزخ درمیان مین ہے وہ بولا اس جزیرہ کو نہ سمجھیے
کہ دریا سے پار ہوگئے یہ بھی ٹاپو ہے کئی جزیرہ اس مین آباد ہین حاتم نے کہا وہ
شہر یہان سے کچھہ دور ہوگا وہ بولا دس روز کی راہ پر اسنے کہا توقف کیا ہے مہر آور
نے کہا ایک بات کہون تم مانو وہ بولا بسر و چشم فرمائیے تب مہر آور نے کہا کہ میرا
ملک یہان سے نزدیک ہے چاہتا ہون کہ جاکر لشکر لے آون تاکہ ہم تم کر و
فر سے شہر مین داخل ہون حاتم نے کہا اے عزیز ہم کچھہ بادشاہ یا سلطان سے لڑنے
نہین آئے جو لشکر درکار ہو وہ بولا یہ مطلب نہین بلکہ اسواسطے کہ غربت مین
پہونچین گے تو کسکو پروا ہے جو ہماری خبرگیری کریگا اور جو اس جگہ سے جا نکلے
تو ہماری پہونچنے سے پہلے اسکا احوال معلوم ہوگا تم گھبرانا نہین مین ایک پہر مین
آ پہونچتا ہون اس نے کہا مین تنہا رہون وہ بولا کیا مضائقہ کوئی یہان ایذا دینے
والا تو نہین حاتم نے کہا خدا حافظ مہر آور روانہ ہوگیا جب حاتم کی نظر سے غائب
ہوگیا تہا حاتم نے سفید مہرہ لیا اور جلاکر اسکی راکھہ پانی مین گھولکر اپنے بدن پر ملی
جیسا تہا ویسا ہوگیا پہر تیر و کمان نکالا اور بارہ سنگے کا شکار کر لایا اسے صاف
کرکے اچہے اچہے گوشت کے پارچے سیخون پر چڑہائے اور بہونکر کہانے لگا اور
پانی پیکر خدا کا شکر کیا اور اسی طرح کئی دن گذرے اثنائے راہ مین ایک باغ کا
دروازہ دکھائی دیا سیدھا اندر چلا گیا اور اسکی سیر سے نہایت مسرور ہوا بلکہ وہین
رہنا اختیار کیا گھوڑا بہی ایسا وفادار تہا کہ دن بہر جنگلون مین چرکر اسکو باغ مین
آ جاتا اسی طرح ایک ہفتہ گذر گیا اور شہزادہ مہر آور جب اپنے جزیرہ مین پہنچا پیادہ ہو
کر پاؤن پر گر پڑے شہزادہ سب کو تسلی دیتا اور خوشنود ہوگیا لگا کر مان باپ کے
پاس گیا آداب بجا لاکر قدمبوس ہوا انہون نے چھاتی سے لگا کر احوال پوچھا کہ تو لشکر
سمیت جزیرہ برزخ کو گیا تہا پہر لشکر سے جدا ہو کر کس گوشہ مین چھپا تہا کہ فوج
ڈھونڈہتے ڈھونڈہتے تتر بتر ہوگئی پہر لشکر حیران ہو کر واپس آیا عرض کی غلام
نے جو آپکا کہنا نہ مانا اسکی بدولت یہ پریشانی اٹھائی برسون آہ و زاری مین کاٹی

سچ تو یہ ہے کہ اپنے تن کی بھی خبر نہ تھی خدا کسی کافر کی بھی یہ حالت نہ پہونچاوے بلکہ
کسی بندہ کو یہ دکھ نہ دکھلاوے لیکن طالع مبارک تھے کہ ایک آدم زاد حاتم نام شہزادہ
یمن موتی کی تلاش میں جو مرغابی کے انڈے کے برابر ہو آنکلا تھا قلاّ وہ جنگل میں
مجھ سے ملا میں نے یہ اپنا احوال سب بیان کیا اسنے مجھے اقرار دیا کہ جسم موتی
تیرے ہاتھ لگیگا ماہ یار سلیمانی کی بیٹی تیرے حوالے کرونگا اس بات کو سنکر اسکی ماں
ہنس پڑی اور کہا کہ ابتک تیرے مزاج سے دور نہیں ہوا یہ پیرزاد تو اسکو پا نہیں
سکتے آدمی کو کیا معلوم اور وہ کب ماہ یار سلیمانی سے عہدہ برآ ہوگا شہزادہ نے
کہا وہ شہزادہ یمن ہے عقل و ہنر میں جن پری سے زیادہ ہے پرندے کے جوڑے نے اسکو
اس موتی کی بشارت دی ہے جو کچھ ماہ یار سلیمانی کی زبانی سنا تھا میرے سامنے
کہدیا مجھکو یقین ہوا وہ ٹھیک ٹھیک جانتا ہے انھون نے پوچھا تیرے آنے کا
کیا سبب ہے اس نے التماس کیا غلام کا یہ ارادہ ہے کہ لاؤ لشکر لیکر بادشاہون
کی طرح شہر میں داخل ہون بادشاہ نے سنتے ہی کئی ہزار پریزاد سواری کے
اسباب سمیت ہمراہ کر دئے اسی گھڑی شاہزادہ روانہ ہوا اور وعدہ کے روز
جا پہونچا لشکر کو دریا کے کنارے چھوڑ حاتم کے مکان پر آیا نہ پایا جی میں سمجھا کہ
حاتم نے وعدہ خلافی کی جو پہلے ہی سے چلا گیا مگر حاتم کے گھوڑے کو چرتے دیکھکر پہچانا
کہ وہی گھوڑا ہے پریزادون سے کہا کہ اس باغ میں جاکر اسکو ڈھونڈھو بعد
تلاش کے کسی پریزاد کی نظر جا پڑی کہ ایک جوان درخت کے نیچے بیٹھا ہے وہ
اُلٹے پاؤن پھرا اور شہزادہ سے یہ احوال عرض کیا کہ مین ایک آدمی وہان بیٹھے
دیکھ آیا ہون شاید وہی ہے یہ سنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا پاؤن اوٹھائے وہین چلا
گیا دیکھتا ہے کہ حاتم سر جھکائے بیٹھا ہے پکار کر کہا اے بھائی کس فکر
مین ہو حاتم نے جو دیکھا کہ مہر آور ہے اُٹھکر گلے سے لپٹ گیا پھر وہ دونون
باغ سے باہر آئے حاتم نے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم اوترا ہوا ہے اور ایک بارگاہ
شاہانہ کھڑی ہے پوچھا کہ یہ بارگاہ اور لشکر کس کا ہے مہر آور نے کہا کہ آپ ہی کا ہے

پھر وہ ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا اور تخت مرصع پر بٹھایا اور خاصہ یاد فرمایا حاتم نے
ایک مدت کے بعد انواع اقسام کے کھانے دیکھ کر بغنیمت تمام نوش جان کیے
پھر طائفوں کو یاد کیا ناچ ہونے لگا صبح کو کوچ کیا یہ خبر ہنر نج بادشاہ کو پہنچی کہ شہزادہ
لشکر بیشمار آ پہونچا اور آگے آپکا مطلب معلوم نہیں اس نے غصہ ہوکر ایک سردار
کے ساتھ کئی ہزار سوار کر کے فرمایا کہ جلد جا کر انکی راہ بند کر آگے بڑھنے نہ پاوین
لشکر پھر راہ اتر چڑھ کئی دن میں وہاں پہونچے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم الشان سد راہ
روکے پڑا ہوا ہے اتنے میں خبر پہونچی کہ ماہ یار سلیمانی نے تمہارے لڑنیکو پہلے سے
فوج بھیجی ہے شاہزادہ نے ایک مرد معقول کو اس سردار کے پاس بھیجکر کہا کہ ہم
لڑنیکے ارادہ پر نہیں آئے ہیں بلکہ ہم بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونیکی آرزو رکھتے ہیں یہ سنکر
شہزادہ مہر آور کو کہلا بھیجا کہ آپ فراغت سے منزل بمنزل تشریف لائیں بادشاہ کی خدمت میں
حاضر ہوں بخوبی ملاقات ہوگی مہر آور نے بادشاہ کو عرضی بھیجی بادشاہ نے فرمایا اگر کچھ
ارادہ ہو تو کسی پر تکلف مکان میں اترو اور مع مصاحب شہر میں داخل ہو
اور لشکر قریب شہر باغ میں اترا پھر ماہ یار سلیمانی نے ایک امیر کو مہر آور کے پاس
بھیجکر دریافت کروایا کہ آپ کس لئے تشریف لائے ہیں انہوں نے کہا کہ شہزادہ حسن کو انکی قدمبوسی
کی نہایت آرزو ہے چنانچہ اسکو لیے آیا ہوں آپ بھی اس سے کہا کہ محظوظ ہونگے یہ سنکر
بادشاہ نے پہلے مہمانی بھیجی دوسرے روز حاتم کو بلواکر ایک کرسی جڑاؤ پر بٹھاکر مہربانی
سے پوچھا کہ یہاں کس ارادہ سے آنا ہوا حاتم نے کہا خدا جو مسبب الاسباب ہے پہونچایا ہے
کہکر سینہ سے جو حسن بانو نے موتی کا نمونہ دیا تھا وہ دکھلایا اور کہا کہ اسکا ثانی اگر
عنایت ہو تو عین الطاف ہے ماہ یار سلیمانی نے کہا کہ اسکا دوسرا تو ملیگا حاتم نے کہا
آپ ہی کی سرکار سے مرحمت ہوگا بادشاہ نے فرمایا اگر تو میری ایک شرط بجا لائے تو موتی کے
ساتھ بیٹی بھی ہے حاتم نے عرض کی مجھکو صرف موتی درکار ہے صاحبزادی کے آپ مختار
ہیں شہزادہ مہر آور کو بلوا لیجیے اسنے وہیں بلوایا اور گلے لگا کر ایک کرسی پر بٹھایا حاتم
نے کچھ دیر کرکے اس موتی کی پیدائش کا حال کہنا شروع کیا ماہ یار سلیمانی

سرپیچا کیے سنا کیا غرض جو کچھ اس پرندے سے سنا تھا تمام و کمال کہہ سنایا بادشاہ
تحسین و آفرین کرنے لگا اور محل میں جا کر موتی لے آیا پھر ارشاد کیا کہ بادشاہزادی
کو دلہن بنائیں بیاہ کی تیاری کریں حاتم موتی کو دیکھکر خوش ہوا اسکے بعد بہت سے
گھوڑے ہاتھی جڑاؤ ساز و یراق سے سجوا کر منگائے اور شاہزادی کو بنا سنوار کرکے
چند سہیلیان خوش پوشاک سب سے غلام حبشی و چالاک سمیت مجلس میں بلوایا
حاتم کی نگاہ جو اسپر پڑی کہا کہ یہ میری بہن ہے یہ شہزادہ مہرآور کے لائق ہے لازم ہے
کہ اپنی رسم کے موافق شادی کر دو اور بعد اسکے دو دو دن تک بادہ یار سلیمانی نے مجلس
نشاط کا حکم دیا اور لڑکی کو اپنے دستور کے موافق مہرآور کے ساتھ بیاہ دیا الحمد
للہ کہ عاشق و معشوق اپنی مراد کو پہونچے ایک مہینہ کے بعد شہزادی سمیت بادشاہ
سے رخصت ہوکر چند روز مین اسی دریا پہ آئے حاتم نے کہا سنیاسی بھائی تم اپنے ملک
میں سدھارو میں اپنے شہر کو جاتا ہوں مہرآور بولا بھائی جان مروت سے بعید
ہے جو ایسی جا سے خطرناک میں تنہا چھوڑوں میرا ارادہ ہے کہ باشان و شکوہ
ہم تم شمس بادشاہ سے ملاقات کریں پھر اپنے لشکر کو فرمایا کہ جلد سر انجام تیار کریں
اور آپ بھی سواروں سمیت پار اتریں یہ کہکر بدستور دونوں گھوڑوں پر سوار ہوکے
اور تین روز مین دریائے قہرمان کے پار ہوئے اور ایک جنگل میں اترے
دیوؤں کو خبر ہوئی کہ پریزادوں کا لشکر آپہونچا ہے وہ بھی جمع ہوکر سرراہ آ پہونچے آکر
شاہ ایک پریزاد سے پوچھا کہ اے عزیزو ہم دونوں حضرت سلیمان علیہ السلام کے
خانہ زاد ہیں ہمارا قصد تم سے لڑنے کا نہیں ہے شمس شاہ کی ملاقات کو جاتے ہیں
کہ اس نے لعنت کے غضب سے نجات پائی ہے انہوں نے کہلا بھیجا
کہ ہمارا بھی ارادہ لڑنے کا نہیں ہے صرف ملاقات کو آتے ہیں غرض ان کے
سرداروں کو بلا کر ملاقات کی اور حاتم کو ایک کونے میں چھپا رکھا پھر انکو انواع و
اقسام کی غذا اور رنگ برنگ کی شراب پلا کر رخصت کیا اور آپ بھی روانہ ہوا
چند روز میں دیوؤں کی سرحد سے نکلا اور شمس بادشاہ کو خبر پہونچی کہ حاتم اور مہرآور

میری ملاقات کو آتے ہیں یہ سنکر مہ لشکر استقبال کو چلا اثناء راہ مین باہم ملاقات ہوئی خوش ہو ہو کر بغلگیر ہوے حاتم نے تمام ماجرا اپنا اور مہر آور کا سنایا یہ سنکر شمس شاہ نے کہا کہ اے مہر آور یہ احسان تمہارا مجھپر ہے جو ان کو صحیح و سلامت مجھہ تک پہونچایا شب و روز اسکے لیے غمگین رہتا تھا بلکہ زندگی تلخ تھی الحمد للہ کہ یہ زندہ سلامت آملا پھر مہر آور کو لشکر سمیت اپنا مہمان اتارا چالیس روز تک حقوق مہمان نوازی بجالایا اکتالیسوین روز مہر آور نے حاتم سے کہا کہ اے شہزادہ یمن تونے مشقت سفر کی اٹھائی اب ہمیں تیرا ایک شہر ہے خاطر جمع رکھہ کہ ایک دم مین تجھے تیرے شہر مین پہونچاے دیتا ہون یہ کہکر کئی پریزادون سے کہا کہ ابھی شہزادہ حاتم کو اڑن کھٹولے پر بٹھا کر یمن مین پہونچا دو پریزادون نے اسی دم اسکو اڑن کھٹولے پر بٹھا کر شاہ آباد کا راستہ لیا اڑتے چلے گئے جب ماندے ہوتے دلچسپ جگہ جا اترتے قدرے دم لیکر پھر اڑتے بعد شاہ آباد کے نواح شہر مین پہونچا حاتم نے اپنی رسید لکھہ کر پریزادون کو دی اور رخصت کر کے آپ شہر مین داخل ہوا حسن بانو کو خبر پہونچی کہ وہ جوان صحیح و سلامت پھر آیا اسنے بدستور پردہ کے اندر بلایا اور ایک طلائی کرسی پر بٹھایا حاتم نے بیٹھتے ہی موتی ڈبے سے نکال کر اسکو دکھایا اور سیر گذشت ماجرے سنائی وہ کمال شادمانی سے حاتم کی ہمت کی ثنا و صفت خوان ہوئی حاتم وہانسے رخصت ہو کر مہمان سرا مین آیا اور منیر شامی سے تمام ماجرا کہہ سنایا یہ اسکا ہاتھ اپنے ہاتھہ مین لیکر کہنے لگا کہ بھائی خوش ہو خاطر جمع رکھو وصال یار نزدیک ہے ایک سوال رہگیا ہے انشاء اللہ اسکو بھی پورا کرونگا

جانا حاتم کا حمام بادگرد مین اور نہلانا حجام کا حوض مین پھیر گرفتار رہنا طلسمات مین اور توڑنا طلسم کا تیر لگا کر طوطے کو اور الماس کا
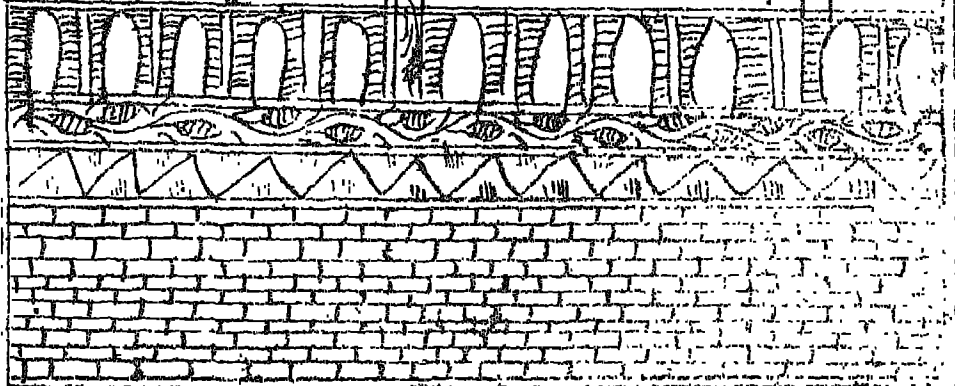
منیر شامی سینہ سے چمٹا رہا حاتم کے پاؤں پر گر پڑا حاتم نے اُسے اٹھا کر گلے لگایا
غرض وہ دونوں سات روز تک باہم رہے جب حاتم نے دیکھا کہ دن کی ماندگی
بالکل رفع ہو گئی تو بیٹھ دولت پوشاک بدلکر حسن بانو کے دروازہ پر آیا چوبداران

نے خبر کی اس نے بدستور اندر بلا یا کرسی مرصع پر بٹھایا حاتم نے ساتوان سوال
پوچھا حسن بانو نے کہا حمام بادگرد کی خبر لاؤ کیونکہ حمام کو گردش سے کیا کام ہے مینے
سُنا ہے کہ چکی کی طرح پھرتا ہے پھر اسمین لوگ کیونکر نہاتے ہین لازم ہے کہ اس کا اور
اس کی بنیاد کا احوال تحقیق کر کے آؤ حاتم نے کہا اتنا بھی جانتی ہو کہ وہ کس طرف ہے حسن بانو
بولی کہ دکھن اور پچھم کے کونے مین سُنا ہے مگر اس کی پیدایش کا حال معلوم نہین
اور یہ بھی نہین جانتی کہ کس پردہ مین ہے یہ بات سنکر حسن بانو سے حاتم رخصت
ہو کر دہا نسرا ے مین آیا منیر شامی کی بہت سی دلداری کی کہ انشاء اللہ اب کی کا
سفر کر آؤن تو تیری معشوقہ کو تجھ سے ملاؤن یہ کہکر منیر شامی سے رخصت ہوا

ساتوان سوال حمام بادگرد کی خبر لانے کا اور منیر شامی و حسن بانو کے بیاہے جانے کا

جب حاتم شہر سے نکلا جنگل کی راہ لی چند روز کے بعد ایک بڑے شہر مین جا پہونچا
کیا دیکھتا ہے کہ ایک کنوئین کے گرد مجمع مرد و زن کا فراہم ہے ایک شخص سے حاتم
نے پوچھا یہ انبوہ کیسا ہے کسی نے کہا کہ اک عزیز ہمارا جو کہ اس کا بیٹا دیوانہ ہو کر کنوئین
پر بیٹھ رہا تھا آج تیسرا دن ہے کہ وہ کنوئین مین گر پڑا ہے اور یہان ڈول
مین بیٹھ اس کی لاش نہین نکلتی خدا جانے کیا بلا ہے اور کوئی پانی جانے کا خطر لیتے نہین
آ سکتا کہ مبادا اژدہا ہو اور نگل جائے اور اسکی مان کہ بانو چاک گریبان آوارہ
ایسی پھوٹ پھوٹ کر روتی ہے کہ پرندہ بھی فریاد کرنے لگا بلکہ بیشتر تو نکے جگر پانی
ہو کر بہ گئے یہ دیکھکر حاتم کا دل بھر آیا اور ان کو تسلی دیکر کہنے لگا کہ مرضی الہی
چارہ نہین صابر و شاکر رہنا چاہئے اسنے کہا تو سچ کہتا ہے لیکن جو اسکی لاش بھی
ہاتھ آتی تو دفن کر کے اسکی قبر سے اپنے دل بیتاب کو تھوڑی بہت تسلی دیتے اور صبر کرتے
کیونکہ مرے کی نشانی یہی بہت ہے چنانچہ ہر ایک کی منت کرتی ہے اور ہزار دن روپے

دینے کو موجود ہین لیکن کوئی میرے حال تباہ پر رحم نہین کرتا اور نہین بتاتا آج یہ
ارادہ ہے کہ آپکو اس کنوئین مین ڈالدون اور اسکی لاش تلاش کرکے نکالون
یہ سنکر حاتم بولا خاطر جمع رکھہ مین تمہارے بیٹے کی لاش کو ڈھونڈھ لاتا ہون تم میرے
آنے تک یہین منتظر رہنا انھون نے کہا اے جوان جانے کا کیا ذکر ہو ہم اپنے لیے پہونچادو
وہان بھی یہین کرینگے حاتم بولا ایک ماہ تک میرا انتظار دیکھنا اگر آیا تو آیا ورنہ اپنے
کار بار مین مشغول ہونا یہ کہکر کنوئین مین کود پڑا اور غوطے کہاتا ہوا تہ تک پہونچا
سر تہ کو پاؤن لگتے آنکھین کہولدین نہ کنوان نظر آیا نہ پانی مگر ایک میدان وسیع روشن
دکھائی دیا آگے چلکر باغ لطیف نظر آیا بے تامل اندر چلا گیا ہر قسم کے پہول میوہ دار
درخت دیکھے اور باغ خوشبو سے مہک رہا تھا کہ دماغ معطر ہو گیا جی مین آیا کہ یہ
خوشبو کہان سے آتی اسکے امتحان کے لیے ہر ایک تختہ کی سیر کر رہا تھا کہ ایک جماعت
پریزادون کی بیٹھی ہوئی نظر آئی اور ایک جوان خوبصورت بیٹھا نظر آیا حاتم مسرور ہو کر
دور سے ہٹکر گنجان درختون مین چھپ رہا اور تماشا دیکھنے لگا اسی اثنا مین پریونکی نظر
اس پر جا پڑی لیکایک چیخین مارکر کہا یہ ہے آدمی زاد کون ہے پھر جاکر شہزادہ کی
خدمت مین عرض کی کہ ایک شخص آدمی کی قوم سے فلانے درختون مین چھپا کہڑا ہے
یہ سنتے ہی پریزاد نے جوان سے کہا کہ تمہارا بھائی ہے اور بھی آیا ہو گا اگر کہو تو تمہارے
پاس لے آئین عماریون کی شرط بجا لائین وہ بولا بہت بہتر مجھے بھی اپنے ہمجنس کا
کمال خیال تھا الحمد للہ خدا نے بھیجا اس پری نے دو ایک مصاحب سے کہا کہ تم
اسکو باتین شائستہ کہکے لاؤ وہ جاکر لیکے آئے انکی صحبت کی رغبت تخت کے پاس پہونچا
وہ جوان اوٹھ کہڑا ہوا اور اپنے پاس بٹھا لیا خوب خاطرداری کی بجا لایا احوال
پوچھنے لگے کہ تم کون ہو کیا نام ہے کہان سے آئے حاتم بولا مین یمن کا رہنے والا
ہون شہر شاہ آباد سے آیا ہون تمام یادگار کی خیر کو جاتا ہون میرا نام حاتم
ہے اثنا سفر مین کنوئین پر آنکلا بہت سے لوگون کو روتے دیکھا اے جوان تیرے مان
باپ کی حالت بہت دگرگون اور متغیر ہو گئی بے اختیار انکے پاس جاکر پوچھا

کہ تم اس طرح کیون بلبلاتے ہو کہ سننے والونکی جانین پھٹی جاتی ہین وہ آ
بہر کر بولے کہ اس کنوئین مین ہمارا یوسف گم ہو گیا ہے اس سے ہماری جی ڈوبے
جاتے ہین کوئی ایسا نہین جو خدا کی راہ کے واسطے اسمین جاکر اسکی لاش نکال لا
جب مین نے یہ کلمہ سنا بے اختیار آپکو اس کنوئین مین گرا دیا یہانتک پہونچا
اب مین نہین جانتا کہ انکا بیٹا تہا یا کوئی اور پر ایک آدمی کو دیکہتا ہون یہ سنکر اسنے کہا
بہائی جو شخص اپنی بی بی سمیت تہا مین اسکا بیٹا ہون ایکدن کا ذکر ہے کہ مین اس کنوئین پر
آنکلا یہ رشک پری مجہے نظر آگئی فورًا اسکے جلوہ پر بیدام دام بن گیا اور اسکی چاہ مین
پاؤن لٹکا کر بیٹہ رہا ہمیشہ برق وش بہی ہر روز اپنی جہلک دکہا جاتی تہی لیکن مجہے اس نہایا سہالی
سے تسلی ہوتی تہی آخر اسکے سلسلہ محبت کی کشش نے ایک دن مجہکو اس چاہ عمیق مین
گرا دیا پہر یاد دیا اسیطرح اس گل خوبی کی جستجو مین گرتا پڑتا یہانتک پہونچا بارے
اسنے میری خستہ حالی کو دیکہکر نہایت مہربانی فرمائی اور مجہہ تشنہ آب وصال کو اپنی جام وصل سے
سیراب کیا حاتم نے کہا حیف ہے تو یہان رنگ رلیان اڑا رہا ہے اور وہان تیرے ماں باپ کا حال
تباہ ہو رہا ہے یہی انصاف ہے وہ بولا اب مجہے اس بغیر جینا محال ہے اگر یہ رخصت دے
تو جاؤن حاتم نے کہا اللہ کے جبر سے مین تیرا احوال عرض کرتا ہون یہ کہکر پری کیطرف
متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ ای سراپا ناز دردمندونکی دمساز مہربانی ہو دور ہے کہ اسکے ماں
باپ آتش دوری سے جلتے ہین اور سوز مفارقت سے شمع کیطرح گہلتے ہین بہتر ہے کہ اس
جوانکو دو تین دنکی رخصت دو یہ جاکر انکی چہاتی سے لگے اور دل ٹہنڈا کرے وہ مسکرا کر بولی کس نے
منع کیا ہے چلا جاوے یہ آپ ہی مبتلا ہو کر یہان آیا ہے یہ سنکر حاتم اوٹہ کہڑا ہوا اور جوان سے
کہا کہ چل پری نے پروانگی دی وہ بولا اجازت نہین ہے بلکہ کہنا یہ ہے کہ پری کی رضامندی ہے
کہ مجہسے اسطرح قول کرے تو خاطر جمع رکہہ اور اپنے گہر جا مین تیرے پاس ہفتہ مین دو تین بار رات کے وقت
آجایا کرونگی اور تجہکو اپنے دل سے نہ بہلاؤنگی یہ سنکر حاتم نے سر نیچا کر لیا اور کہا خدا کے واسطے
اسپر مہربانی فرما اور یہ جو کہتا ہے قبول ہو پری متامل ہو کر بولی کہ ہماری قوم کی یہ
چال نہین ہے کیکہ جو چاہے ہمیں نہین ہوا اتنی گرمی نہ کیجئے حاتم نے کہا اگر معشوق اس

گرفتار کے حال پر رحم کھائے تو مین کچھہ عرض کرون کیونکہ مین نے فلانی فلانے
بیدوست کی پریون سے سنا ہی اور ملاقات کی ہی اور ان کے لطف و احسان عاشقون
کے حال پر ایسے دیکھے ہین تم کہتے ہو کہ ہماری قوم سے اسطرح سلوک کوئی نہین
کرتا مین کیونکر مانون بلکہ آدم زاد بیوفا اور جفاکار ہین پریزاد عالم دوستی مین وفادار
اور فرمانبردار ہین یہ سنکر پری نے منہ پھیر لیا اور کہا کہ یہ جھوٹا لپاٹیا ہی مجھے دینا نہین
چاہتا یہ تیری بناوٹ ہی جوان بولا جو کچھہ تم فرماتے ہو سچ ہی اس تمہید کے صدقے
جایئے مین نے گھر بار تمہاری خاطر چھوڑا جان سے ہاتھ دھو کر آپکو اس کنوئین مین
گرایا صدمہ اٹھا کر یہان تک پہونچا یا ہون اسپر بھی مین چاہنے والا نہ ٹھہرا
بیت ہوئے تم نہ واقف مرے حال سے ۔ مین صدقے رہا جان اور مال سے
یہ سنکر پری بولی ایسی باتین بہت سنی ہین کیا واہی تباہی بک رہا ہو خیر جانون
کہ تجھے چاہتا ہے جو کچھہ کہون وہی بجالائے وہ بیچارہ اوٹھہ کھڑا ہوا کہ
کیون کرتی ہو جو منظور ہے جلد فرماؤ اس نے اپنے لوگون سے فرمایا کہ ایک کڑاہا
مین گھی بھر کر چولھے پر چڑھاؤ جب وہ کڑکڑانے لگے مجھے خبر کرنا انہون نے ویسی کیا جسوقت
گھی کھولنے لگا اسوقت جوان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کیون جی ہمین تم چاہتے ہو تو اسمین
کود پڑو جوان بے تامل خوشی خوشی اٹھ کر کہا مین جانا چاہتا تھا کہ آپکو اسمین گرا دے
پری دیوانون کیطرح دوڑی بیتابانہ اسکے گلے مین لپٹ گئی کہ تو عاشق صادق
ہے غرض اسی طرح عیش و عشرت اور مہمانداری مین ایک ہفتہ گذر گیا اور
وہان کنوئین پر جو لوگ بیٹھے تھے دن گن رہے تھے اور کہتے تھے آخری روز وہ
جوان نہ نکلا تو اپنے گھر چلے جائینگے الغرض ساتوین دن حاتم نے
اٹھکر اس جوان سے کہا مجھے کام ضروری ہے اب نہین رہ سکتا جو تم نے کہا
ہو وہ وفا کرو پری بول اوٹھی بہت بہتر حاتم نے کہا بشرطیکہ تم وعدہ مضبوط کرو
اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو درمیان دو تب مجھے باور ہو پری نے قسم کھا کر کہا
مین قول سے ہرگز نہ پھرونگی تم خاطر جمع رکھو پھر اپنی پریون کو کہا ان دونون

جوانون کو کنوئین پر سے بچا دو انہون نے ایک ہی حسب مین دونو کو کوئین پر بٹھا
دیا سب لوگ دیکھکر حیرت مین آگئے مان باپ دیکھکر حاتم کے قدمو پر گر پڑے
خوشی خوشی اپنے شہر مین داخل ہوے نہایت تکلف سے حاتم کو مہمان رکھا
اور پری بھی وعدہ پر آنے لگی بلکہ یہی معمول رکھا حاتم نے اس کی راستی اور
دوستی دیکھکر اپنے جی مین کہا سبحان اللہ اس قول پر کہ صورت بھی اچھی ہو
اور سیرت بھی یہ دیکھکر رخصت ہوا ایک مدت کے بعد ایک بستی نظر آئی اس کے
شہر پناہ کے باہر ایک پیر مرد کھڑا ہوا تھا حاتم سے اسنے کہا السلام علیکم
اے جوان مرحبا اس نے کہا وعلیکم السلام اے مرد با صفا اسکے بعد اس
نے کہا اے مسافر آج کے روز میرے گھر مین رہ اور میرے نان مین شریک
ہو تو عین مہربانی ہے حاتم بولا کہ نیکی کا کیا پوچھنا اسی دم وہ پیر مرد مجکو اپنے
گھر لے آیا باتین شائستہ کرتا رہا ضیافت کہانیکے بعد پیر مرد نے پوچھا اے جوان
تیرا کیا نام ہے اس نے کہا حاتم نام ہے اور یمن کا رہنے والا ہون حمام بادگرد کی
خبر کو جاتا ہون اس نے سر نیچا کر لیا اور پھر کہا اے عزیز وہ کون تیرا دشمن تھا جسنے
تجھے ایسی جگہہ بھیجا ہے اور مشکل تو یہ ہے کہ تجھے اسکا نشان معلوم نہین دوسرے
وہان جو گیا پھر نہ پھرا جو کوئی وہان جانیکا قصد کرے اپنی جان سے ہاتھ دہو لے
غسل میت جیتے جی بجا لائے کیونکہ اسکا راستہ اول منزل سے کم نہین اور سر راستہ مین
حارث شہر قطان کا بادشاہ ہے اسکی سرحد مین چوکی بیٹھی ہے جو کوئی اس جگہ کی
خواہش کرے پہلے میرے پاس لے آؤ معلوم نہین اسکو روبرو بلا نیکے کیا جیسے مار ڈالتا
ہے یا اسکو چھوڑ دیتا ہے یہ سنکر حاتم نے کہا کہ حسن بانو سوداگر بچی پر منیر شامی
عاشق ہوا اپنا خانمان برباد کرکے اس شہر کے کاروانسرا مین بیٹھ رہا ہے اسکے
واسطے میں نے اپنے اوپر گوارا کرکے کئی برس سے اسکے کام مین عند اللہ پھرتا ہون اس
سوداگر بچی کے چھہ سوال خدا کے فضل و کرم سے پورے کر چکا ہون اب ساتوان
سوال حمام بادگرد کی خبر ہے سو لینے جاتا ہون دیکھون کیا قسمت دکھاتی

سے پیر مرد بولا آفرین تجھپر اور رحمت تیری مان باپ پر جو بیگانے کے واسطے
عیش و عشرت چھوڑ کر محنت اختیار کی مصیبت سہی لیکن صلاح یہ ہو کہ اب اِس
خیال محال کو دل سے دور کرو اور یہین سے پھر جاؤ اس سے کہ وہ طلسمات ہی
کوئی نہین جانتا اور اسکا پتہ نہین ملتا یہ بات سنکر حاتم بولا استغفر اللہ جھوٹ اس
سے کس طرح بولون بات کیونکہ نباؤن یہ انصاف نہین کہ وہ عاشق بیچارہ مدت
مدید سے انتظار کے سبب سے جان بلب ہے فقط امید وصال پر دم اسکا بھرتا
ہے قریب ہے کہ شربت وصال اپنی معشوقہ کے ہاتھ سے پئے اپنی حیات کو تازہ
کرے حیف ہے کہ مین اسکے کام مین پہلو تہی کرون پس خدا کو کیا جواب دونگا
کیونکہ جو کوئی عند اللہ کمر ہمت باندھتا ہو جھوٹ نہین بولتا ہے اور جنھون نے
خدا کی راہ مین اپنا گھر بار چھوڑا ہے وہ بجز حصول مطلب نہین پھرا اس جہاندیدہ
نے کہا اے جوان اپنی جوانی پر رحم کر زنہار اسطرف نہ جا اگر میرا کہنا نہ مانیگا حقیقت
سنو کہ یہ ہے پیر مرد نے کہا اطراف کشام مین ایک دریا تھا اس مین بہت سے
مینڈک رہتے تھے ان مین سے کسی مینڈک نے اپنی قوم سے کہا جی تو
یون چاہتا ہے کہ یہان سے سفر کرین اور دریا مین جا کر رہین کیونکہ مسافری
مین بہت سے فایدے ہین فقیر غنی ہو جاتے ہین اور مفلس مالدار وطن مین
کسی کو دولت حاصل نہین ہوتی ہے بے ہاتھہ پاؤن ہلائے نعمت ہاتھہ نہین
آتی یہ سنکر اس کی قوم نے کہا اے نادان یہ خیال باطل تیرے دل مین آیا ہے
اس سے ہرگز راحت نہ پائیگا مفت مین رنج اوٹھائیگا آخر اپنے کیے سے بہت
پچھتائیگا اُسنے نہ مانا اپنے بہائی بندون کو فرزندون سمیت وہان سے نکال
کر ادہر ایک دریاے عظیم کی طرف ہرچند کہ آبی جانورون کو خشکی مین
چلنا دشوار ہے اسپر بھی اوچھلتا کودتا خوشی خوشی چلا جاتا تھا قضا سے کار
راہ مین ایک چشمہ مل گیا اس مین ایک سانپ رہتا بہت
انسے وہان کے سب مینڈک نے کہا لیے تئین چند روز سے بھوکھ

تند اندر پانی تھی بھوک سے جھنجھلا رہا تھا دیکھتے ہی بے اختیار لپکا ایک ایک کو چن کر
کھا گیا کسی طرح سے وہ آپ بھاگ کر دریای قدیم مین آپڑا لیکن وہ بیچارہ
بال بچون کے غم مین سر جھکا کے اور اپنے کئے کو پچھتا رہا تھا ہرچند وہ لعنت
ملامت کرتے تھے جواب دینا تو درکنار دم نہ مارتا تھا غرض جو کوئی بزرگون کا
کہنا نہین مانتا اسکا یہی حال ہوتا ہے پس اے جوان یہین سے پھر جا گرمی نہ کر حمام
بادگرد مین نہین پہونچیگا تیرا مغز خراب ہوگیا ہے علاج کر یہ سنکر حاتم نے جواب دیا
اے مرد بزرگ جو تو کہتا ہے بہتر ہے لیکن جو بات خدا کیواسطے ہو اس سے منہ
پھیرنا خوب نہین کیونکہ دیانت اور تقوی سے نہایت دور ہے لیکن کرم خدا سے
امیدوار ہون کہ اس جوان کی مراد میرے ہاتھ سے بر آئے خدا کیواسطے اگر تو شہر
قطان کی راہ جانتا ہے تو مجھے بتا دے اس مرد پیر نے کہا اے مسافر داہنی طرف
کا راستہ یہان سے اختیار کر آگے بہت سے قصبے ملینگے انکے بعد ایک پہاڑ
نظر آئیگا اسکے نیچے ہزارون بلائین آفتین ہین اگر ان سے بچکر نکلیگا تو ایک صحرا
عظیم ملیگا وہان خدا کی قدرت نظر آئیگی تھوڑی دور جاکر دو راہا ملیگا بائین طرف کو
دبا لیجیو کہ وہ راہ پاکیزہ و پر فضا ہے جلدی شہر قطان پہونچیگا اگرچہ داہنی طرف کی راہ
نزدیک ہے مگر اس مین خطرے اور بہت سی آفتین ہین حاتم بولا کہ بے زندگی کوئی
جی نہین سکتا اور بے اجل کوئی مر نہین سکتا قریب کا راستہ چھوڑ کر راہ بعید کیون
اختیار کرون پھر مرد پیر نے کہا تو نے نہین سنا ہے رہ راست برو اگرچہ دور است
زن قحبہ مکن اگرچہ حور است * مگر کہہ رہا نہین کوئی بے موت * لیک تو منہ مین اژدہے
کے نہ جا * دیکھ میرے کہنے پر عمل کر ورنہ خراب ہوگا حاتم رخصت ہوکر روانہ ہوا
چند روز کے بعد ایک شہر نظر آیا اور نقارون کی آواز بکثرت سنی جی مین کہنے لگا آج
شہر مین کسی کے گھر شادی ہے لوگ شہر کے جمع ہین سر اچھے کپڑے ہین اور
شیرینی پیرے استادہ ہین فرش ستھرا پاکیزہ بچھا ہے جا بجا لوگ بیٹھے ہین ہر
مجمع کے قریب نقارے بج رہے ہین اور مجلس مین اک ناچ ہو رہے ہین اور

جو لمون پر دیگین کھڑک ہی ہین کہانے پک ہی ہین یہ کیفیت دیکھکر پوچھنے لگا
اسے یارو تمہارے آج شہر مین کیا شادی ہی وہ بولے کہ اس شہر مین یہ رسم ہی ہر برس مین
دن ہر ایک امیر و غریب بلکہ بادشاہ و وزیر بھی اپنی لڑکیون کو جو بالغ ہین
انکو دلہن بناکر عطر اور ہار گہنے مین بسا کر خیمون مین بٹہا دیتے ہین پہر جنگل کیطرف سے
ایک بڑا سانپ آتا ہی اور ایک جوان کی شکل بنکر ہر ایک خیمہ کے اندر جاکر ان
سبہونکو دیکھکر جو پسند آتی ہے اسکو لیجاتا ہی ہم وحشت سے بیحیائی کی نقاب منہ پر ڈال کر
مجبورًا شادی رچاتے ہین دیکھئے کسکی لڑکی پسند کرے ہر ایک کو یہی ڈر لگا ہی
آج نقارے بجتے دیکھے ہین کل چھاتی پیٹتے دیکھوگے ایکدن کی شادی اور سات
دن کا غم ہمکو ہر سال سے شام کے وقت مقرر آئیگا کسی نہ کسی کے سر پر
آفت لائیگا یہ ماجرا سنکر حاتم نے اپنے جی مین کہا کہ یہ کام جن کا ہی فی الحقیقت
وہ سانپ نہین پہر ان سے مخاطب ہوکر کہا اے عزیزو یہ تم پہ بڑی بلا آتی ہی
انہون نے کہا کیا کرین اس مین کچہ اپنا چارہ نہین جو خدا چاہے سو کرے مثل
مشہور ہے سنگ آمد سخت آمد لیکن ہم کسی کو نہین دیکھتے جو للہ کے واسطے اس
بلا کو دور کرے حاتم نے کہا مین آفت کو اسی رات دفع کرتا ہون تم مجھکو اپنے
سردار پاس لیچلو وہ سنتے ہی ہاتہون ہاتہ لیگئے بادشاہ نے کہا کیا بات ہی حاتم
نے کہا یہ جن ہی اس نے کہا ای جوانمرد اگر یہ تیرے ہاتہ سے مارا جائیگا تو ہم سپاہ و
رعیت سمیت تیری اطاعت کرینگے حاتم نے کہا مین جو کام کرتا ہون خدا کیواسطے
کرتا ہون جو قدم آگے بڑہاتا ہون مولی کی راہ مین دہرتا ہون اگر یہ کام کرونگا
تو کسی پر احسان نہین جو کچہ مین تم سے کہون قبول کرو بادشاہ نے فرمایا بسر و
چشم کہا جسوقت وہ آئے اور جب لڑکی کو پسند کرکے لے چلے اسوقت اس سے
کہوکہ صاحب تم لیجانے مین مختار ہو مگر اتنی بات تم ہماری سنو کہ ہمارا ایک بڑا
سردار زادہ مدت کے بعد آیا ہی ہم سب کے سب تابع ہین اسکے سبب سے اس
لڑکی کو تمہارے ساتہ نہین کرسکتے اگر تمہارے ساتہ کرین تو عین خطا ہو کیونکہ

سلوک کس کر پلاتا ہوں وہ بولا یہ اسم ہے تو تو نے آپ ہی پی لو لڑکا حاتم نے اپنی جیب
سے نکالکر تھوڑا سا پانی مین گھسکر پلا دیا جسکو جانتا تھا کہ اسکا بیٹا میرے حق مین سم
قاتل ہوگا ایک قلم علم بھی فراموش کیا اسپر ڈیٹھائی سے کہنے لگا کہ اب کوئی اور رسم
ہو تو اسکو بھی بجا لائے پسند ہون حاتم بولا تو دوسری رسم یہ ہے کہ ایک تاک مین
تم اُترو ہم اسکا منہ بند کرین تم پھر اسمین سے باہر نکل آؤ تب خوشی سے تمھارے ساتھ
لڑکی سو کر دین اور جو اسمین سے نہ نکل سکو تو ہزار بلبل اور دو ہزار الماس اور موتی مرغابی
کے انڈے برابر جو پریون کے ملک مین ہے مجھکو دو گے وہ کہنے لگا کہ جلد لاؤ
وہ دیگ کہان ہے حاتم نے ایک بڑی سی دیگ منگوا کر اسکے آگے رکھی اور کہا بسم اللہ
وہ فورًا اسمین اتر پڑا حاتم نے اسکے منہ پر ڈھکنا دیکر ہانک مضبوط باندھکر اسم اعظم
پڑھنا شروع کیا اور اس سے کہا کہ اب باہر نکل اسم اعظم کی برکت سے اسکا
ڈھکنا پہاڑ سے سوا بھاری ہو گیا کتنا ہی اسنے زور کیا پر نہ نکل سکا تب حاتم نے
لوگون سے کہا کہ اب اسکے آس پاس نیچے اوپر لکڑیان رکھکر آگ بھڑکا دو انہون
نے ویسا ہی اسکے کہنے پر عمل کیا جب پکار آگیا مین جلا مین جلا لیکن کسی نے اسکی فریاد نہ
سنی آخر جلکر خاک سیاہ ہو گیا پھر حاتم نے سب لوگون سے کہا تھوڑی سی زمین
کھود کر اسکو گاڑ دو اور تم اپنے اپنے گھرون مین جاکر چین کرو خدا نے اس بلا کو
تمھارے سر سے دور کیا نہین تو خدا جانے تمھارا کیا حال ہوتا اور وہ بیوفا کیا سلوک کرتا بادشاہ
نے یہ حال دیکھکر حاتم کی بہت تعریف کی باشندے شہر کے سب پانو پر گر پڑے پھر
بادشاہ نے بہت سی اشرفیان اور روپیہ اور کئی کشتیان ملبوس جواہر کی منگوا کر
اسکے سامنے رکھین اسنے کہا مجھے درکار نہین خدا نے سب کچھ دیا ہے تو فقیرون کو
حوالے کرو خوشی ہو اور ہمین اجر دے کیونکہ جو شخص خدا کی راہ مین دیتا ہے
وہ مزدوری نہین لیتا شہریار نے اسی گھڑی فقیرون محتاجون کو بلوایا اور اس
مال کو تقسیم کر دیا حاتم کو تین روز تک مہمان رکھا وہ چوتھے دن رخصت ہو کر آگے
بڑھا چند روز کے بعد اس پہاڑ کے نیچے جا پہونچا جسکا ذکر اس پیر مرد نے کیا تھا

چوتھے روز پھر سے کوچ اُٹھا کر شکر کا دوگانہ ادا کر کے روانہ ہوا چند روز کے بعد
ایک شہر عظیم الشان دکھائی دیا یہ اس میں داخل ہوا لوگوں نے جو اسے اجنبی دیکھا
پاس آ کر پوچھا کہ اے جوان تو کس راہ سے آیا حاتم نے کہا داہنی طرف کی راہ سے وہ حیران
ہو کر کہنے لگے کہ جیتا کیونکر بچا چھپکلیوں اور ببول کے کانٹوں کی مصیبت اژدہا
کے جنگل اور بچھوؤں کی آفت تجھے نہیں پڑی حاتم بولا غریب تو بلا ان میں مبتلا ہوا
تھا لیکن مدد الٰہی سے اس راہ میں اژدہات کے پیڑوں اور ببول کے کانٹوں کے
سوا کوئی گزند باقی نہیں سوداگر جو وہاں اُترے تھے اسباب کو سنکر مستعد ہوئے کہ
اب اسی راہ سے آیا جایا کرینگے شہر بھی آباد ہو جائیگا آخر وہ لاد پھاند کر چلے
گئے یہ خبر بادشاہ کو پہونچی کہ کاروان ایک مسافر کے کہنے سے معلوم ہوا کہ جس راہ
سے اژدہات اور ببول کا جنگل ملتا ہے اس رستے سے چلے گئے حکم کیا کہ بہت
سے ہرکارے ان کے پیچھے جائیں ان کا حال دریافت کریں اور حاتم کو بلا کر
پاس رکھا اور کہا اے مسافر راہ کے ماندے مسافرت کے صدمے بہت اُٹھائے
چند روز یہاں دم لے پھر جہاں چاہے وہاں جائیو مطلب یہ تھا اگر سچا ہے تو بہتر
ورنہ سولی دونگا اس ارادہ پر چند روز اسکو تھما رکھا یہاں تک کہیں نکل
نہ جائے اور وہ لوگ جو رستہ کی خبر لینے گئے تھے اس قافلے کے پیچھے لگ گئے
جا بجا اسکے اُترنے کے نشان پائے آفت کہیں نہ دیکھی چھپکلیوں کے جنگل
سے صحیح و سلامت گزرا ہے پھر چند روز کے بعد اپنے شہر میں آ پہونچے بادشاہ
سے عرض کی کہ جو کچھ اس مسافر نے کہا سچ ہے واقعی کوئی آفت اس راہ میں نہیں ہے
تب شہریار نے ہر ایک طرف اشتہار بھجوائے کہ فلانی راہ آفتوں سے پاک ہو چکی
جسکا جی چاہے بے دغدغہ آئے جائے اور حاتم سے بہت سی معذرت اور منت
کی اور کہا اے جوان مجھ سے خطا ہوئی معاف کر پھر بہت سا زر و جواہر اسکے
آگے رکھا حاتم بولا کچھ آپ کا قصور بظاہر معلوم نہیں ہوتا کیونکہ جس
روز سے تمہارے شہر میں آیا ہوں بآرام تمام رہتا ہوں یہ کیا سبب ہے

جو تم معذرت کرتے ہو فرمایا تم نہیں جانتے تھے کہ میں ظاہر سلوک کرتا تھا فی الحقیقت
نگہبان تمہارے لئے معین کئے تھے کہ جب تک اس جنگل کی راہ کی خبر نہ آوے
تم جانے نپاؤگے اگر جھوٹ ہوتا تو شہر کے باہر تمکو سولی دیتے حاتم نے عرض
کی یہ تو عین انصاف ہے تم عبث عذر کرتے ہو میں نے جو جھوٹ نہیں کہا تھا کسی
کا دستور نہیں ہے تمہاری اس بات سے آزردہ ہوتا کیونکہ عادل ان کو یونہیں
چاہیئے خدا تمکو اپنی پناہ میں رکھے تمہارا مال جو تمہارے بخشے ہیں ہرگز
اور جو مجھے عنایت ہوا ہے میرے کس کام کا ہے کیونکہ میں باربرداری نہیں
رکھتا بادشاہ نے فرمایا خاطر جمع رکھ میں باربرداری اور محافظ تمہارے وطن
تک پہونچانے کے لئے ہمراہ کر دونگا حاتم نے کہا مجھے ایک کام ضروری
درپیش ہے جب تک اسے نہ کر لونگا وطن کیطرف منہ نہ کرونگا شہریار
نے پوچھا وہ کونسا کام ہے اگر ہمکو معلوم ہو تو ہم بھی شریک ہوں حاتم بولا حضرت
کا الطاف ہے لیکن میں خالق کے سوا کسی کی مدد نہیں چاہتا مگر ایک ہمراہ ساتھ
کر دیجئے جو شہر قطان کا راستہ بتا دیوے یہ بھی احسان سے خالی نہیں بادشاہ
نے فرمایا تمکو اس شہر میں کیا کام ہے میں نے سنا ہے کہ حاتم بادگرد اسی سر
زمین میں ہے اسکے دیکھنے کا نہایت مشتاق ہوں شاہ نے ارشاد کیا اے جوان
اس خیال کو دل سے اٹھا کہ جو اسطرف گیا جیتا نہیں پھرا آپکو کیوں ہلاکت
میں ڈالتا ہے وہ بولا جو ہونی ہو سو ہو مجھے جانا اور وہاں کی خبر لانا ضرور ہے
غرض ہر چند بادشاہ نے منع کیا مگر اس نے نہ مانا ناچار دو آدمی ساتھ کر دئے
کہ شہر قطان کی راہ پر اسکو پہونچا دو حاتم رخصت ہو کر شہر سے نکلا چند روز کے
بعد ایک مقام پر پہونچکر رہبروں نے عرض کی کہ ہماری سرحد تمام ہو چکی یہ سرحد
شہر قطان کی ہے ہمیں رخصت کرو حاتم نے وداع کر کے آگے کا راستہ لیا جب
وہاں پہونچا اس نواح کے لوگ اسکو کہنے لگے کہ اے جوان کس واسطے آیا ہے اسنے
کہا فلانے اطراف سے آگے یہ اسمیں آفتیں ہیں لیکن خدا سے کرکے نے

یہ کہکر حاتم کی طرف متوجہ ہوا کہ اے جوان ہماری خوشی اسی مین ہے وہان سے آجا
اور یہین رہنا اختیار کر ہماری مجلس کی رونق بڑہا اور اپنا کلام شیرین سنا
غرضکہ حاتم وہین رہا بادشاہ سے صحبت رہی چھہ ماہ گذر گئے آخر حارث ایسا
اسیر مبتلا ہوا جو ایک دن نہ دیکھتا تو اسے چین نہ پڑتا ناچار بلوا لیتا
اور اکثر اپنے ندیمون سے اس کی تعریف کرتا کہ اگر یہ شخص میرے ملک
مین اپنی بود و باش اختیار کرے تو اوقات بخوبی کٹے یہ وہ سنکر کہنے
لگے حضرت بجا فرماتے ہین یہ مرد ایسا ہی خوش کلام ہے اس کا رہنا
مناسب ہے ایک دن جو حاتم نے حارث شاہ کو خوش و خرم دیکھا کئی لعل
و زمرد و الماس بیش قیمت پیشکش گذرانے فرمایا اے جوان بار بار کیون
شرمندہ کرتا ہے تو خدمت مین حاضر ہے کچھہ فرمائش نہین کرتا حاتم نے
کہا شاہ کی عمر دراز ہو اور سلطنت ہمیشہ قائم رہے میری آرزو مین سب
ہوا چکین مگر ایک باقی ہے سو وہ تا دم مرگ بجا ہیگی شاہ نے پوچھا وہ آرزو
ایسی کیا ہے اگر تو رغبت کرے تو اپنی بیٹی بھی حوالے کردون ملک تو کیا چیز
ہے حاتم نے کہا آپکی بیٹی کو اپنی بہن جانتا ہون جو وسواس میرے دل مین
نہین مگر ایک تمنا ہے پر اس صورت مین التماس نہین کہ مبادا قبول نہو اور مین
کہکر لوگون مین شرمندہ ہون بادشاہ نے ارشاد کیا اے عزیز مین تیرے
لطف کا ممنون و احسانمند ہون اگر تخت و سلطنت بھی چاہے تو ابھی بخشون بیگم کے
سوا جو چاہے سو تیرا ہے حاتم نے ہاتھہ جوڑکر عرض کی یہ آپ کیا فرماتے ہین
وہ بجائے میری والدہ کے ہین اور تخت آپ کو مبارک رہے میری غرض اور
ہی ہے تب تو حارث نے ہا خدا کے واسطے کہین جلد کہہ اسنے کہا بشرطیکہ آپ
قول دین تو عرض کرون بادشاہ نے عہد کیا تب حاتم نے التماس کیا
حمام بادگرد کے دیکھنے کی آرزو ہے جو ارشاد ہو تو اس کی سیر کرون بادشاہ
یہ سنتے ہی سر بزانو ہوا حاتم نے کہا پیر مرشد آپ اسقدر کیون متفکر ہین

تیری پیشانی سے ظاہر اور نیکنامی مشہور ہے بلکہ اور زیادہ ہوگی یہانتک کہ تیرا نام ضرب المثل ہو جائیگا اور جو کوئی ایسا پیدا ہوگا تیرا ثانی کہلائیگا یہ کہکر اپنے وزیر سے فرمایا کہ سامان ارک حمام بادگرد کے دربان کو شقہ لکھکر حوالہ کرو اسکے بعد حاتم کو گلے لگایا اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہنے لگا اللہ حافظ جسوقت حاتم آنکھون سے اوجھل ہوا بادشاہ تخت سے غمزدون کیطرح محل مین گیا اور حاتم شہر سے نکل جنگل کیطرف چلا ہراہیون سے قال مقال کرتا چلا جاتا تھا پندرہ روز کے بعد حمام نظر آنے لگا حاتم نے ان سے پوچھا کہ یہ کون پہاڑ دکھائی دیتا ہے انہون نے عرض کی یہی حمام بادگرد کا دروازہ ہے دیکھنے مین نزدیک معلوم ہوتا ہے مگر سات روز مین پہونچئے گا یہ کہکر آگے بڑھا ساتوین روز دروازے کے متصل جا پہونچا حاتم کیا دیکھتا ہے کہ وہان ایک پہاڑ کے دامن مین داخل ہوا اسکے ہمراہیون کے خویش و اقربا تھے باہم ملے اور پوچھنے لگے کہ تمہارا آنا کیونکر ہوا انہون نے کہا ہم اسی جوان یمنی کے ساتھ بادشاہ نے بھیجا ہے اور نامہ بھی دربانون کیواسطے لکھا ہے القصہ حاتم سامان ارک کے خیمے مین آیا صاحب سلامت کی شقہ حوالے کیا وہ اوٹھکر بغل گیر ہوا اور نامہ سر پر رکھ لیا بادشاہ کی مہر کو دیکھکر بوسہ دیا کھولکر دیکھا تو اس مین یون لکھا ہوا تھا کہ اس جوان یمنی کے ساتھ ہم نے بہت کہا تھا اس لیئے بھیجا ہے کہ اگر اسکو سمجھا بجھا کر کسی طور سے اولٹا پھیرو تو ہم خوش ہونگے اور جو یہ نہ مانے تو ناچار حمام مین بھجوا دینا لیکن تا مقدور اس کے سمجھانے مین سعی کرنا وہ پڑھکر اوٹھ کھڑا ہوا اور حاتم کو بہ تعظیم تمام کرسی پر بٹھایا مہماند اری کا کیا شرط مہمان نوازی بجا لایا قصہ کوتاہ چند روز بحسب الحکم سمجھایا پر وہ کچھ نہ سمجھا جتنا اس نے نصیحتون کے جواب مین یون کہا تم اس خیال سے ہاتھ اوٹھاؤ جسکے مین نے بادشاہ کا کہنا نہ مانا تو تمہاری کب سنتا ہون مجھے تصدیع نہ دو بہتر ہے کہ جلد رخصت کرو سامان ارک

نے جو دیکھا کہ میری نصیحت مطلق اثر نہین کرتی ناچار بادشاہ کو عرضی لکھی کہ یہ
جوان اپنی ہٹ نہین چھوڑتا اور نصیحت کسی کی نہین مانتا اب جو حکم ہو بجا
لاؤن بادشاہ کو جب وہ عرضی گذری پڑھکر سر دھنا اور آنکھون مین آنسو بھر
لایا آخر بمجبوری لکھہ بھیجا اگر وہ راضی نہین ہوتا تو مزاحمت نہ کرو جانے دو شاید
اسکی عمر تمام ہو چکی حمام کا بہانہ ہے وہان تو سامان ارک جواب کا منتظر تھا ادہر
حاتم کو اپنے چلنے کی پڑ رہی تھی غرض ادہر سو تقاضا تھا ادہر اصرار غرض اسی
حیص بیص مین فرمان بادشاہی آ پہونچا کہ اس کو تو رو کو جانے دو اسپر بھی
سامان ارک نے نصیحت کے طور پر کہا اے عزیز اب بھی کچھہ نہین گیا اگر زندگی
عزیز ہے تو باز آ نہین تو پشیمانی کھینچیگا بلکہ جان سے جائیگا حاتم نے کہا
اس مبالغہ آمیز گفتگو سے خدا کے واسطے مجھے معذور رکھہ کہین جانے دے
تب سامان ارک لاچار ہوکر حاتم کو حمام بادگرد کے دروازے پر لے گیا وہان بھی
کھڑے ہو کر بہت سا سمجھایا پر سمجھہ مین کچھہ نہین آیا حاتم نے ایسا دروازہ تمام
عمر نہ دیکھا تھا جو آنکھہ اوٹھا کر غور کیا تو خط عبرانی سے اسپر لکھا پایا کہ یہ طلسمات
کیومرث کے وقت کا بنا ہے اس کا نشان مدتون رہیگا اور جو کوئی اس طلسمات
مین جائیگا جیتا نہ نکلیگا وہین بھوکا پیاسا سرگردان رہیگا اگر اسکی زندگی
ہے تو ایک باغ مین رہے وہان جاکر اپنی حیات کے دن پورے کریگا
پھر باہر نہ نکل سکیگا جب اس نوشتہ کو دیکھا اور دل مین خیال کیا جو کچھہ
حقیقت تھی دروازے پہ لکھی دیکھی اندر جانا کیا ضرور ہے چاہتا تھا کہ وہان سے الٹا
پھرے ذہن مین یہ خیال آیا کہ حسن بانو اندر کا احوال پوچھے تو کیا جواب دونگا
اب جو ہو سو ہو اندر چل پھر لوگون کو رخصت کیا آپ اندر گیا دس بارہ قدم
چل کر پیچھے دیکھا تو آدمیون کو نہ پایا اور نہ دروازہ ہی نظر آیا مگر ایک جنگل
لق و دق موجود تھا اور کچھہ دکھائی نہ دیا متفکر ہوا کہ الٰہی دس بارہ
قدم سے زیادہ چلنے کی نوبت نہین پہونچی کہ دروازہ نظر سے غائب ہوا بلکہ اسکے

آتا سبھی کھانا نہین دیتے کسی طرح اسکو ڈھونڈھتے باہر نکلے غرض تمام دن
اسی تلاش مین پھرا اور دروازہ نہ ملا تب دل مین کہنے لگا حمام کا بہانہ تھا کہ پانون
رکھتے ہی اجل کے ہاتھ مین پڑ گیا اب بن جان دیے چھٹکارہ نہین غرض دو اپنے
ہاتھین زمین کرا اضطراب سے ادھر ادھر بھٹکتا رہا چند روز کے بعد ایک سمت کا راہ
لیا تھوڑی دور گیا ہوگا ایک آدمی پر نظر پڑی اسطرف روانہ ہوا دیکھتا ہے
کہ وہ آپ ادھر آتا ہے جب نزدیک پہونچا تب اس صورت طلسمی نے سلام
کیا اور آئینہ بغل سے نکال کر حاتم کے ہاتھ مین دیا حاتم نے لیکر اپنا منہ دیکھا اور
پوچھا کیا تو حجام ہے جو آئینہ دکھاتا ہے اسنے کہا البتہ حاتم نے پوچھا کہ تمام کو چھوڑکر
کدھر جاتا ہے وہ بولا مین اسی طرح جس شخص کو آتے دیکھتا ہون اسے لیجا کر
حمام مین نہلاتا ہون اور انعام کا امیدوار ہوتا ہون اگر آپ بھی چل کر حمام
کیجئے تو آپ کی بدولت کچھ مل رہیگا حاتم نے کہا بہتر میرے بدن پر سفر کی گرد سے
میل جم رہا ہے چاہتا ہون کہ اسے چھڑاؤن مگر تو اکیلا ہے اسنے عرض کی آدمی تو
بہتیرے ہین پر آج غلام کی باری ہے الغرض آگے آگے حاتم اور پیچھے پیچھے نائی
چلے جاتے تھے دو تین کوس چلے تھے کہ ایک گنبد نظر آیا جب نزدیک آیا تب حجام
حمام کے اندر گیا اور حاتم کو بلایا وہ جونہین داخل ہوا دروازہ بند ہو گیا
آخر حمامی اسے حوض پر لے گیا اور کہنے لگا کہ آپ اسمین اتریے تو مین بدن
پر پانی ڈالون اور میل چھڑاؤن حاتم نے کہا مین کپڑے اتاروں مگر بے لنگی
یہ نہین ہو سکتا تب حمامی نے ایک لنگی پاکیزہ بابت تحفہ حوالے کی حاتم نے
اسکو باندھ کر کپڑے رکھدیئے اور حوض مین اتر پڑا اور پھر حمامی نے ایک بڑا
طاس گرم پانی سے بھر کر اسکے ہاتھ مین دیا اس نے سر پر ڈال لیا اسنے
پھر بھر کر دیا اسنے اسے بھی اپنے اوپر الٹ لیا تیسری مرتبہ جو ہین سر
پر ڈالا ہین ایک تراقا ہوا کہ حمام مین اندھیرا ہو گیا ایک ساعت
کے بعد تاریکی جاتی رہی تو کیا دیکھتا ہے کہ نہ حجام ہے نہ حمام نہ حوض ایک

ترا شا ہوا گنبد ہے اس کا تمام صحن پانی سے بھرا نظر آتا ہے ایک دم نہ گذرا تھا کہ
پانی پنڈلیون تک آ گیا حاتم عاجز ہو گیا ادہر اودہر دیکھنے لگا اور وہ بڑھکر
گھٹنون سے بھی اونچا ہو گیا تب وہ گھبرایا کہ الٰہی یہ پانی تو ہر دم بڑھتا جاتا ہے
نکلنے کی صورت نظر نہین آتی یقین ہوا کہ اسمین ڈوب مرونگا ناگاہ مضطرب
ہو کر دروازے کے چارون طرف سر ٹکرایا پر رستہ نہ پایا اتنے مین پانی ٹھوڑی تک
ہو گیا یہ پیراک تھا پیرنے لگا اور جی مین کہنے لگا کہ حمام سے جو آدمی نہین نکل
سکتے اسکا یہی سبب ہے کہ پیرتے پیرتے تھک کر ڈوب جاتے ہین اب
مین بھی ہاتھ پاؤن مارتے مارتے تھکا جاتا ہون گا باہر نکلنا تو معلوم ہوا اسی
دن کے لیے حارث شاہ منع کرتا تھا الغرض حاتم اسی سوچ مین تھا کہ پانی
اسقدر بلند ہوا کہ سر اسکا گنبد مین جا لگا اور یہ نہایت ماندہ ہوا ہاتھ پاؤن شل
ہو گئے قریب تھا کہ ایک دفعہ ہی غوطہ کھا جائے کہ نہین ایک زنجیر لٹکتی دکھائی دی
حاتم نے بے اختیار دونون ہاتھون سے زنجیر پکڑ لی کہ بھلا ایک ساعت تو
دم لون کہ پھر ویسی ہی آواز آئی کہ گنبد کے باہر ہو گیا آپ کو ایک جنگل مین کھڑا
پایا ہر طرف دیکھنے لگا میدان کے سوا کچھ نظر نہ آیا جی مین ہوا کہ رب نے اس
طوفان سے نجات ہوئی اور طلسمات سے رہائی پائی آگے بڑھا غرض ایک
عمارت عالیشان جھمکتی نظر آئی آبادی امید پر اسی طرف چلا جب نزدیک
پہونچا ایک باغ خوش قطع پر فضا دیکھا دل مین سوچنے لگا کہ اس بہار کا باغبان
کس نے بنایا ہے البتہ اس کے قریب کسی طرف بستی ہوگی جب متصل پہونچا
دروازہ کھلا پایا اندر چلا گیا آخر لاچار ہو کر ایک مکان کی طرف روانہ ہوا وہان
طرح طرح کے درخت میوہ دار دیکھے بھوکا تو تھا ہی میوہ توڑ کر کھانے لگا جتنا
کھاتا تھا پیٹ نہ بھرتا تھا غرض سو من کے قریب کھا گیا پر سیر نہ ہوا لیکن جب
کھاتے کھاتے تھک گیا پھر سیر و تماشہ دیکھتا ایک بارہ دری کے قریب
جا پہونچا اس کے متصل بہت سے آدمی پتھر کے ننگے کھڑے تھے مگر ایک یک

تنگ بند ہے ستے سو وہ بھی پتھر کے حاتم حیرت مین آگیا کہ یہ کیا بھید ہے اس کا
عقدہ کیونکر کھلے اس فکر مین تہا کہ طوطی نے آواز دی کہ اے جوان کیون کھڑا
ہے مگر جان سے ہاتھ دہوے ہوے ہے حاتم نے سر اٹھایا تو ایک طوطی پنجرے
مین بند ہے اور یہ عبارت ایوان پہ لکھی پائی ای بندۂ خدا اس حمام بادگرد
دیکھنے سے جان سلامت نہ لیجاے گا کہ یہ طلسمات کیومرث شاہ بادشاہ کا ہے
ایک دن کیومرث شاہ بادشاہ شکار کھیلتا ہوا اس جگہہ آنکلا اتفاقًا اس نے
ایک الماس پڑا دیکھا اٹھا لیا پہر اسکو تلوایا تو تین سو مثقال تھا
حیران ہوکر حکیمون سے کہا کہ اسکا ثانی مل سکیگا یا نہین انھون نے عرض
کی کہ آدم کے وقت سے لیکر اب تک نہ ایسا دیکھا ہے نہ سنا تب اس نے کہا
کہ لازم ہے کہ اسکو ایسی جگہہ رکھون کہ کسیکے ہاتھ نہ لگے یہ بات ٹھہرا کر حمام بادگرد
کا طلسمات بنایا اور اس طوطی کو وہ الماس لگا کر پنجرے مین رکھکر یہان
لٹکا دیا اور کرسی جواہر نگار پر تیر و کمان اسیواسطے رکھدیا ہے کہ جو کوئی اس
طوطی کے سر مین ایک تیر لگاے اگر لگا تو طلسم ٹوٹ جاے گا اور جو خطا ہوا تو [illegible]
پتھر کا ہو جاے گا حاتم نے اسکو پڑھکر چوطرف دیکھا کہ جہان تک [illegible]
مین حاتم نے دل مین کہا کہ اگر اس طلسم سے رہائی نہوئی تو اسی سرگردانی مین رہیگا
[illegible] بیٹھنے سے ہاتھ اٹھا پتھر کا ہو جانا [illegible] بسم اللہ
کہکر [illegible] اٹھا کر ایک تیر [illegible] طوطی پھڑک [illegible] تیر جا لگا
[illegible] طوطی کہنے لگی اے جوان یہان سے جا
[illegible]
[illegible] کے پاؤن اسکے
[illegible] حالت پر آنسو بہلایا اور
[illegible] ایک
[illegible] کیا انصاف ہے
[illegible]

اس سے بہتر یہ ہی کہ ایک تیر اور لگا کر انہین بتون مین شامل ہو جا یہ سوچ کر
دوسرا تیر پھر مارا اسنے بھی خطا کی اور حاتم ناف تک پتھر کا ہو گیا اوس وقت طوطی
نے یہ بات کہی اے جوان پیچھے سرک یہ جگہہ تیرے لایق نہین ہے حاتم نے
وہان سے جست کی اور دو سو قدم پرا چھلکر بتون کے قریب پہونچ گیا اور اپنی
حالت دیکھکر زار زار رونے لگا اور کہنے لگا کہ مجھسا نامراد کوئی نہین ہے جو
پھر اتیر کا مراد لٹا کرتا ہے پھر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا اے
حاتم اپنی مرگ اپنی آنکھون سے نہ دیکھا چاہیے بہتر یہ ہی کہ آنکھون پر پٹی باندھ کر او
یہ ایک تیر جو بساط مین رہ گیا ہے توکل بخدا اسکو بھی لگا چاہیے کیونکہ ایسا جینا
مرنے سے بدتر ہے دفعۃً طوطی کو تاک کر آنکھون پر پٹی باندھ اللہ اکبر کہکر تیر
مارا وہین طوطی کی روح پرواز کر گئی پنجرے کے باہر نکل پڑی اتنے مین ایک
آندھی آئی گھٹا اٹھی بجلی کڑکنے لگی اندھیرا ہو گیا سنسنی رہ گیا شور و غل تھا
ایسا بلند ہوا کہ حاتم بیہوش ہو کر گر پڑا یہ وہم ہوا کہ مین بھی پتھر ہو گیا ایک
ساعت کے بعد آندھی رفع ہو گئی ابر جاتا رہا شور و غل موقوف ہو گیا سورج
نکل آیا حاتم نے جو آنکھین کھولین تو آپ کو بتون کے برابر بیٹھے دیکھا جب
ہوش آیا اور حواس بجا ہوے تو دیکھا نہ وہ حمام ہے نہ وہ باغ نہ وہ کرسی
نہ وہ پتھر نہ وہ طوطی مگر ایک الماس بیضہ برابر پڑا اس پر چمک رہا ہے حاتم نے دوڑ
کر اوٹھا لیا اور سجدہ شکر ادا کیا وہ سب کے سب آدمی حاتم کو دیکھکے کہنے لگے اے جوان
تو اس جگہہ کیونکر سلامت رہا وہ باغ کدھر گیا حمام کیا ہوا تب سرگذشت کہی
دوڑ کر اسکے پاؤن پر گر پڑے اور کہنے لگے ہم آج سے تمہارے غلام ہوے ہمکو یہ
طوق بندگی جیتے جی ہمارے گلے سے نہ نکلے گا اس بات کو سنکر حاتم نے انکی
بہت سی تسلی و خاطرداری کی اور اپنے ساتھ لیکر شہر قطان کا راستہ لیا مگر یہ
نہ جانتا تھا کہ مین کدھر جاتا ہون اور شہر قطان کا راستہ کدھر ہے لیکن ہادی
حقیقی اسکو راہ راست پر لئے جاتا تھا تھوڑی دور چلا تھا کہ ہی دور سے نظر آیا ایک سواد

ہوا تھا جو ہین اس سے باہر نکلا سامان ارک کا لشکر دکھائی دیا اُدہر متوجہ ہوا اور اس سے جا ملا وہ اسکو دیکھتے ہی نہایت تپاک سے بغلگیر ہوا اور کرسی زرین پر بٹھایا بآئین شائستہ ضیافت کی عطر دپان کی رسم کے بعد حاتم نے تمام وہان کا حال بیان کیا اور وہان چار روز رہا پھر وہان کے بہت سے لوگ ساتھ ہوے شہر قطان کی طرف روانہ ہوا چند روز کے بعد شہر قطان مین داخل ہوا حارث شاہ سے ملازمت کی بادشاہ نے اسپر الطاف ونوازش فرمائی اپنے برابر تخت پر بٹھایا حال پوچھا اسنے وہان کا ماجرا مفصل عرض کیا اور الماس بادشاہ کے روبرو رکھدیا کہ حضور کی نذر ہے لیکن اتنا چاہتا ہون کہ اسکو تبہ حسن بانو کو دکھا دون پھر خدمت مین بھیجدونگا بادشاہ نہایت خوش ہوا اور فرمایا بارک اللہ حاتم نے عرض کی یہ بیچارے جو میرے ساتھ آئے ہین اتپھر کے ہوگئے تھے اکثر انمین سے شہزادے اور سوداگر بچے ہین بالفعل اسباب وسواری کے محتاج ہین امیدوار ہون کہ ایک ایک گھوڑا اور اسباب خرچ راہ ہر ایک کو عنایت ہو جوا سنے اپنے وطن کو پہونچین حضرت کو دعا دین گے حارث شاہ نے اسکے کہنے کے موافق کیا پھر حاتم بھی رخصت ہوا تب بادشاہ نے بہت سا مال اسباب اور سرانجام اسکے ساتھ کرکے نہایت عظمت وشان سے روانہ کیا حاتم کئی مہینے کے عرصہ مین بڑے ٹھاٹھہ سے شاہ آباد مین داخل ہوا لوگون نے اسکو پہچان کر حسن بانو کو اطلاع کی کہ حاتم دالسپرآ گیا حسن بانو نے چوبدارونکو دوڑایا غرض حسن بانو نے حاتم کو اندر بلایا احوال پوچھا اس نے تمام کیفیت بیان کی وہ سنتے ہی ٹھنڈی ہوگئی پھر الماس بھی نکال کر دیا تب حسن بانو نے سر نیچا کر لیا مارے شرمندگی کے چپ رہ گئی حاتم نے کہا مین اپنا وعدہ پورا کر چکا ہون اب تو بھی وعدہ وفا کر اس نے آہستگی و نرمی سے التماس کیا کہ مین تیری ہو چکی ہون جو چاہے سو کر جسکو چاہے اسے بخش یا اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے تو مختار ہے اس بات کو سنکر حاتم نے کہا جو کچھ

تو نے کہا ہیں نے کیا جو میں نا سو تو کر سچ تو یہ ہی کہ ہیں نے یہ محنت و مشقت اپنے
واسطے نہیں کھینچی ملکہ عند اللہ منیر شامی شہزادے کے لیئے لازم ہی کہ اسی قبول کرو کیونکہ
وہ مدت سے تیرے فراق میں رو رہا ہی اور تیری جدائی کے درد سے جان کھوتا
ہی اپنے بیمار عشق کو شربت وصال پلانا ہی بھلا ہی اسمیں قصور کرنا عند اللہ اور
عند الناس برا ہی حسن بانو بولی کہ اب تم میرے باپ کی جگہہ ہو جو میرے حق میں بہتر
جانو سو کرو وہ میرے شوہر ہونے کے لائق ہو تو مجھے کچھہ عذر نہیں یہ سنتے ہی حاتم نے
منیر شامی شہزادے کو کہلا بھیجا کہ تم پوشاک بدل کر سج سجا کر نہایت زرق برق
میرے پاس آؤ شہزادہ بڑے ٹھاٹھہ سے شادان و فرحان آیا حاتم نے اس
کو بھی ایک جڑاؤ کرسی پر اپنے پاس بٹھایا حسن بانو نے پردے سے جھانک کر
جو دیکھا ہزار جان سے عاشق ہوئی اور نیچی نظر کیئے شرم سے اٹھکر دوسرے مکان
میں چلی گئی حاتم بھی منیر شامی کو لیے کاروانسرا میں آیا رات کی رات وہاں رہا
صبح کو حسن بانو نے ایک مکان نہایت عالی شان خالی کروا دیا اس میں
منیر شامی سمیت داخل ہوا نوبت رکھوا دی بیاہ کی تیاری شروع ہوئی مجلس نشاط
جمائی گئی کئی دن کے بعد ساچق بادشاہوں کے طور پر بھجوائی دوسرے دن اوسی طرح
مہندی بھی اسی ٹھاٹھہ سے آئی صبح کو بیاہ کی تیاری ہونے لگی مکانوں کی فرش
بدلے براتیوں نے کپڑے جھم جھماتے پہنے اور طائفے بھی بہت سے بلوائی دور راہ
روشنی کے ٹھاٹھہ مینا کاری کے ٹٹیوں سمیت دلہن کے محل تک بندھوا لیے
آتشبازی کی چادریں بھی جا بجا قرینے سے استادہ کروائیں لاکھوں گنج ستاروں
کے گرد آئے آدھی رات گئی نہایت تجمل سے منیر شامی بیاہنے کو چڑھا
ابیات وہ نوشہ کا گھوڑے پہ ہونا سوار ÷ وہ موتی کا سہرا جواہر نگار ÷ شہر کر وہ گھوڑے کا
چلنا سنبھل ÷ تھا کی وہ دونوں طرف مورچھل ÷ وہ فانوسیں آگے زمرد نگار ÷ کہ ہو
سپہر مینا بھی جن پر نثار ÷ ہزاروں تمامی کے تخت رواں ÷ اور اہل نشاط اپنے جلوہ
کناں ÷ وہ جھنا ہٹ کی سہانی دھنیں ÷ جنھیں گوش زہرہ مفصل سنیں ÷ جھانجھ طبلوں کا شور

جا بجا پھولون کا انبار تھا اناروں کی کثرت سے بازار گلنار تھا مہتابونکی روشنی بھی
چودہوین رات کی چاندنی مات تھی ستارون کی چمک سے دن سے زیادہ روشن رات
تھی غرض تمام آتشبازی کی کیفیت روشنی کی کیفیت سے براتیون کی جمعیت کی
نہ زبان کو یارا جو کہے نہ قلم کو طاقت جو لکھے بیت جب آئی دولہن کے مکان پر برات
کہون وانکے عالم کی کیا تجھے بات دیہان مجلس نشاط وہان سے زیادہ تر آراستہ
تھی ساز بج رہے تھے ناچ ہو رہا تھا کتنے اشخاص پیشوائی کو گئے دولہا کو ہاتھون ہاتھ
لے آئے مسند شاہانہ پر بٹھایا حاتم نوشہ کے پاس جا کر ایک مسند پر خوش و خرم بیٹھا اور
براتی بھی اپنے اپنے قرینے سے شریک مجلس ہوے ابیات وہ دولہا کا مسند پر
آ بیٹھنا + برابر رفیقون کا جا بیٹھنا + طوائف کا اٹھنا اک انداز سے + وہ گہنا وہ
آ صورتین ناز سے + غرض ناچ کا سمان راگ کا بیان کچھ کہا نہین جاتا دیکھنے
سے تعلق رکھتا ہے اتنے مین قاضی صاحب آئے عقد پڑھایا مبارک سلامت ہوئی
شربت اور پان بٹنے لگے اور دولہا کو محل مین ڈیوڑھی پر لیگئے اور وہان سے
کئی بوڑھی بیگمین دولہن کی انا سمیت آئین نوشہ کو بسم اللہ کر کے اندر بیگمین دولہن
کے پاس مسند پر بٹھایا وہ بھی لباس عروسی پہنے جواہر سے آراستہ غرض دولہن اور
پھولون مین لپٹی نشہ حسن مین چور ہو رہی تھی شہزادہ گھونگھٹ مین اسکی جھلک دیکھ کر
ذرا ٹھہرا تھا پھر آرسی مصحف دیکھتے ہی غش کر گیا انا اسی دم گھبرا کر گلاب پاش
لا کر چھڑکنے لگی دیر کے بعد ہوش مین آیا شکر خدا کا دوگانہ پڑھا حاتم کی ہمت پر
آفرین و تحسین کی اسکے بعد جو رسمین باقی رہی تھین سبھی خوشی بجا لا کر دولہن کو
گود مین لیا سکھپال مین سوار کیا بڑی دھوم دھام سے شادیانہ بجواتا دولتخانہ مین
داخل ہوا چار روز تک محل سے پاؤن باہر نہ رکھا پانچوین دن برآمد ہوا حاتم کو یاد کر کے
حاتم نے سر اوٹھا کر سینے سے لگایا شہزادہ نے اسے بھینچ کر گلے لگایا حاتم نے مبارکباد دی
رخصت چاہی پھر منیر شامی نے دو چار روز اور بھی اوسکو منت کر صحبت نشاط دوبارہ گرم
کی آئین مہمانداری خاطرخواہ بجا لایا تب حاتم نے متبسم ہو کر کہا کہ بھائی اب تم

صاف نہیں اپنی ہی حالت سمجھ تب منیر شامی نے محجوب ہوکر
ے رخصت پایا وہ نہایت خوشی و خرمی سے یمن کی طرف روانہ ہوا تھوڑے دنوں
اُسی روز جا پہونچا بادشاہ کو اُسکے آنیکی خبر ہوئی وزیر کو پیشوائی کے لیے
بھیجا وہ اُن کو نہایت جاہ و جلال سے بادشاہ کے حضور مین لے گیا اُس نے
دوڑ کر چھاتی سے لگایا یہ پانون پر گر پڑا بادشاہ نے سر اُٹھا کر سینے سے لگایا پیشانی
چومی محل مین لے گیا اس نے مودب ہوکر اپنی والدہ کو مجرا کیا اُس نے سر سے
پانون تک بلائین لین یہ قدمبوس ہوا اُس نے اُٹھا چھاتی سے لگا دلکو ٹھنڈا
کیا پھر تو محل مین مبارک سلامت کی دہوم مچی شہر مین آئینا بندی ہوئی گھر
گھر شادیانے بجے بادشاہ نے ہر ایک چھوٹے بڑے کو رتبے کے موافق خلعت دیا
زر و جواہر بخشا محتاجون کو غنی کر دیا اور حاتم کا نجم سے ملکہ زرین پوش
کے ساتھ بیاہ کیا پھر سب کے سب خدا کا شکر بجا لائے عیش و عشرت
مین مشغول ہوئے ملک آباد ہوا ہر ایک غنی و غریب کا دل شاد ہوا بادشاہ اپنے
دیوان عام مین جا بیٹھا ندیمون سے کہنے لگا آفاق مین ایسے بھی لوگ ہین
جو غیر کے واسطے اپنا سکھ چھوڑین اور ون کے کام مین دکھ سہین فی الحقیقت
دونون جہان مین بھلے وہی ہین جینا مرنا بھی انہین کا اچھا ہے یہ چند کلمے
ارشاد کرکے بادشاہ نے گوشہ پکڑا اور حاتم کو قائم مقام کیا غرض تین برس
سات مہینے نو روز مین حاتم کی ہفت سیر تمام منیر شامی اپنے مطلب کو پہونچا
آخر یہ زمانہ وہ رہا ایک کہانی سننے کو رہ گئی شعر

حیف کہ ہر جہان مین حاتم کہان رہا	افسانہ اوسکا خلق کے کیس بیان رہا

خاتمۃ الطبع الحمد للہ والمنۃ کہ قصہ دلفریب مطبوع صغیر و کبیر یعنی آرائش محفل با تصویر با اہتمام
علی حسین خان مالک مطبع اعجاز محمدی لکھنو محلہ نواب گنج بماہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ع مطابق
ماہ صفر المظفر سنہ ۱۳۴۰ ہجری چھپ کر نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے طبع ہوئی

اطلاع

جملہ کتب درسی - اُردو - فارسی - وکاپی سادہ مہر
جملہ سامان اسٹیشنری - اور جملہ سامان کھیل ازقسم کرکٹ
فٹ بال - ہاکی - ٹینس - کاغذ ساخت لکھنؤ پیپر مل ہمارے
یہان سے بکفایت ملسکتا ہے - نیز جملہ کتب اُردو - فارسی
عربی انگریزی - مطبع نولکشور صاحب ہمارے یہان سے
بکفایت ملسکتی ہین اور شرح خریداری تاجرانہ خط وکتابت
سے طے ہوسکتا ہے -

۱۲ مئی ۱۹۳۰ھ

مہر جرنداس بھارگو بکسیلز و پبلشرز امین آباد پارک نمبر ۱۵ لکھنؤ